اتحادِ ملّت

ذوالقرنین

کا

اصولی تصوّر

غلام اعظم

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں
DATA ENTERED
۲۹۷ ۶۴
۱۰۵۲۵

○

بار اوّل ۱۹۶۲ء
تعداد ۵۰۰
قیمت .. .. چھ روپے

○

ناشر .. .. .. غلام اعظم مشین محلہ نمبر ۳ جہلم

مطبع .. .. .. استقلال پریس لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

DATA ENTERED

تعارف

انسان خدا کو بھول جائے تو اُس کی فکری استعداد کا ادراکی انداز مذہبی عقیدت کی امری سطح سے گر جانا اور اس کا اخلاقی کردار حق شناسی کے رُوحانی تشرّف سے محرُوم ہو کر جاہلیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں انسان کو اپنی زندگی کے بعض خود غرضانہ مقاصد میں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہو تو وہ عارضی ہوتی ہے جس کے بعد مشکلات کا پیدا ہو جانا بھی لازمی ہوتا ہے جب اُن مشکلات کی تخلیق عمل میں آنے لگ جاتی ہے تو اُن کو حل کرنے کی خاطر انسان حق فراموشی کے عالم میں ہی کوشاں بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس حالت میں کی ہوئی کوششیں کلی طور پر ناکام ہو جاتی ہیں اور آخر کار اُس کی ناکامی اُس کو خدا تعالےٰ کی طرف رجُوع کرنے پر مجبُور بنا دیتی ہے اگر اُس کی یہ رجوع اُس کی مذہبی عقیدت میں صحت اور پختگی پیدا کر دے تو حق تعالےٰ کی امری حکمت کا انقلابی انداز اُس کی مشکلوں کو حل کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ انسانی زندگی کی انفرادی۔ جماعتی اور قومی مشکلیں جو مذہب کی حقیقی سطح سے گر جانے کے بعد حق فراموشی کے عالم میں پیدا ہوتی ہیں حق تعالےٰ کی طرف رجوع کرنے پر ہی حل پذیر ہوا کرتی ہیں۔ انسان کی آشفتہ حالی کے ملتی ہو جانے پر حق تعالےٰ کی رحمت کا نزول ہو اُس کی ہر مشکل کو حل کرنے کا باعث بنتا ہے آشفتہ حالی کے کلی طور پر رفع ہو جانے کے بعد اُس کے مذہب میں بھی صحت اور درستی پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ لیکن کوئی بھی قوم جو مشکلات سے خلاصی حاصل کرنے کے بعد مذہب کی امری سطح پر پہنچتی ہے ہمیشہ کے لئے اُس سطح پر برقرار نہیں رہتی حق تعالےٰ کے ساتھ اس کی عبودیت کا وحدت افروز رشتہ احساسِ آرائش کے اثر میں جب ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو مذہب کی اصل صورت میں بگاڑ پیدا ہو کر قوم کو افتراق میں مبتلا کرنے کا باعث بن جاتا ہے جس سے اُس کی مشکلیں دوبارہ عود کر آتی ہیں۔ دنیا کی کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس کو حق تعالےٰ کی مشکل کشائی نے مذہب کی امری سطح پر پہنچا کر ان واقعات سے واسطہ نہ پڑا ہو لیکن

اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی جو اُس سطح پر برقرار رہ جاتی ۔ اور ایک وقت دُنیا میں ایسا بھی گذر چکا ہے جب کُل قوموں کا رشتہ حق تعالےٰ سے یکساں طور پہ منقطع ہُوا اور مشکلات کی ایک ہی صُورت اُن پر وارد ہوئی ۔ اُس وقت جن لوگوں کے دلوں میں حق تعالےٰ کی طرف سچی رجوع پیدا ہوگئی اُن کی دستگیری کے لئے حق تعالےٰ کی رحمت قرآنِ پاک کا مذہب افروز مشعل بن کر آ پہنچی اور مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کو روشن بناتے ہوئے اُن کے حق طلب پیروؤں کو اسلام کی وحدت افروز سطح پر اُٹھا لیا جہاں اُن کو امن و اطمینان کی دولت دوبارہ وصول ہوگئی

اسلام نے اقوامِ عالم کو صدیوں تک رحمت رسانی کی لیکن امن و اطمینان کی بلند سطح پر ملّت بھی قانونِ قدرت کی زد سے نہ بچ سکی ۔ عالمی اقتدار کے انتہائی عروج پر پہنچ کر مسلمانوں کی مذہبی عقیدت جب تغافل پذیری کا شکار ہوگئی اور دنیا طلب رہنماؤں اور جاہ پرست حاکموں خود غرضانہ اثر و رسوخ ملّت کو مذہبی تفریق اور سیاسی افتراق میں مبتلا کرنے کا باعث بن گیا تو غیر ملّی اقوام نے اقتدار و رسوخ کی بین الاقوامی سطح پر ملّت کو ہر جگہ نیچا دکھانا شروع کر دیا ۔ اہلِ علم کا حق شناس طبقہ انحطاطِ ملّت کے ابتدائی دَوران میں ہی اس حقیقت کو جان چکا تھا کہ ملّت کی گراوٹ اور اُس کا مذہبی افتراق دونو لازم و ملزوم ہیں جن کا پیدا ہونا قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی فراموشی کے بعد لازمی تھا ۔ اور کہ جب تک ملّت قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی روشنی سے دوبارہ بہرہ ور نہیں ہو جاتی اُس کے اصل اتحاد کا واپس آنا ناممکن ہے ۔ ملّت کا وہ دردمند اور بہی خواہ طبقہ اس حقیقت سے بھی واقف ہو چکا تھا کہ قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی روشنی کا وصول ہونا اُس وقت تک محال ہے جب تک کہ ملّت کی گراوٹ اپنی تکمیل کے مشکلات انگیز انداز کی سطح پر پہنچ کر اقوامِ عالم کو حق تعالےٰ کی طرف رجوع دلانے کا حتمی سبب نہیں بن جاتی ۔ تاہم اُس حق جو طبقہ میں سے اکثر نے اپنی عمریں مذہبی تحقیق اور دینی تدقیق کے لئے وقف کر دیں ۔ اور اِس مقصد میں اُن کو اس حد تک کامیابی بھی ہوئی کہ اُس وقت کے با فہم و فراست طبقوں میں سے صحیح شناس اکثر نے اُن کا تحقیق آفرین اشارہ پا کر اپنی اسلامی عقیدت کا رُخ مذہبی لٹریچر کے تفریق انگیز اندازِ تاثر سے محفوظ بنا لیا اور اُس کے اتحاد آفرین مفہوم کی عملی تلاش میں لگ گئے جو قرآنِ پاک کے امری مفہوم کی مشعل کے بغیر روشنی میں نہیں آ سکتا

Marfat.com

انحطاطِ ملت کی تکمیل پر پہلی عالمی جنگ کے دوران میں ملت کے بین الاقوامی وقار کی مرکزی روح اپنے کلی خاتمہ پر پہنچ کر جب اسلام کی حقیقی روح کے جدید ابھار کی انگیخت عمل میں لانے باعث بن گئی تو مذہبی تحقیق کے مقصد میں اور زور پیدا ہوا جس سے فرقہ سازی کا رجحان ملت سے کلی طور پر ختم ہو گیا اور قدیم فرقوں سے متعلق حق طلب اور حق شناس طبقے بھی اسلامی روح کے جدید ابھار سے متاثر ہو کر ملی وحدت کی تخلیق میں عملی دلچسپی لینے لگ گئے۔ ان طبقوں کی وحدت پذیر رغبت نے مفکرینِ ملت کی تحقیق آفرین کوششوں میں اور تیزی پیدا کر دی جس سے علمائے دین کا تفرق پسند طبقہ بھی کافی حد تک متاثر ہوا۔ اسلام کے جدید ابھار کی سیاسی روح نے تحقیق پسند اور تفرق پسند ہر دو قبیل کے علماء کو ملی وحدت کے سیاسی محاذ پر اکٹھا کر لیا اور ملت دنیا میں ہر جگہ اوپر اٹھنا شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ دوسری عالم گیر جنگ کے بعد اب وہ امن و آزادی کے بین الاقوامی وقار کی سطح پر دوبارہ پہنچ چکی ہے۔ خود غرضانہ جاہ طلبی اور عیارانہ مفاد پرستی کے مساوات سوز مقاصد کے افتراق انگیز انداز میں زور پیدا کرنے والے غیر اسلامی اور غیر ملی نظریات کے خلاف جو ملت کے تعلیم یافتہ طبقوں کی مذہبی دانش و فراست کو منفی طور پر متاثر بنا رہے ہیں عوامی سوچ بچار کے موجودہ انتشار کی حالت میں فرقہ پرست علماء اور تفرق پسند رہنما بھی اسلامی اتحاد کی ضرورت کو محسوس کرنے اور عملی اہمیت دینے لگ گئے ہیں۔ رہنمایانِ دین اور پیشوایانِ ملت اب یہ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ مذہب کی موجودہ صورت کو فرقہ وارانہ اتحاد کے کسی ایسے سانچے میں کیونکر ڈھالا جائے جو ملت کے تعلیم یافتہ طبقوں میں مذہب کی اسلام آفرین الفت کا حکمت افروز ابھار پیدا کرتے ہوئے ملت کے موجودہ مقاصد کو پورا کرنے اور آئندہ نسلوں کو ارتداد کی پُرخطر آندھیوں سے محفوظ بنانے کا حتمی ضامن بن سکتا ہو۔ لیکن جب تک وہ رہنما اور پیشوا مفکرینِ ملت کی اس تحقیق آفرین دانش سے متفق نہیں ہو جاتے کہ اسلامی اتحاد کے امری ابھار کو سہارا پہنچانے کی خاطر مذہب کے موجودہ انداز کو قرآن پاک کے اصلی مفہوم کی گم گشتہ مشعل سے منور بنانا اشد طور پر ضروری ہے فرقہ وارانہ اتحاد کی کوئی بھی ذہنی صورت مذہب کی سطح پر برقراری حاصل نہیں کر سکتی۔ قرآن پاک کی عالم افروزی کے پہلے دور میں مذہبی، نسلی، قبیلوی اور دیگر ہر نوعیت کے تعصبی احساسات جن کے افتراق انگیز انداز تاثر نے مشکلات

Marfat.com

کا عالم گیر طوفان برپا کر رکھا تھا قرآنِ پاک کے امری مفہوم کی روشنی میں خود بخود مٹ گئے تھے۔

اور اہلِ علم کے کُل طبقے اِس حقیقت کو اصُولی طور پر صحیح تسلیم کرتے ہیں کہ ملی اتحاد کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے معتقدات و مسلّمات کی ہر صورت سے رُوگردانی کر لینا اسلام کے عین منشاء میں ہے لیکن وہ رُوگردانی قرآنِ پاک کی حقیقی روشنی میں پہنچنے سے پیشتر عمل میں نہیں آسکتی۔

ملت کے بعض تعلیم یافتہ طبقوں نے مذہب کے افتراق انگیز اندازِ تاثر اور اس کی علمی اور اعتقادی حد بندیوں کے رسمی بوجھ کو ناقابلِ برداشت سمجھتے ہوئے اپنی عقیدت کا جن غیر ملی۔ غیر مذہبی اور غیر اسلامی نظریات کا سہارا دے رکھا تھا آج اُن نظریات کے خود غرضانہ شعور کی علم سوز انگیخت نے حیاتِ انسانی کے اُن مشکلات میں اور بھی اضافہ پیدا کر دیا ہے جو افتراق و تشتت کے مذہبی انداز نے پہلے سے پیدا کر رکھے تھے۔ حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح پر دھڑے بندی کے بھیانک دیو نے امن و سکون کو آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں۔ امن و آزادی کی عالمی سطح پر بین الاقوامی حالات کی موجودہ پیچیدگی کا خمیر اُن غیر مذہبی نظریات کی ہی مساوات سوز سطح سے انگیخت پذیر ہوتا ہے۔ اگر ملت کے وہ تعلیم یافتہ طبقے عالمی مشکلات و مصائب کی موجودہ صُورت کا جائزہ لینے کی خاطر اپنے خداداد فہم و فراست کو صحیح دیانت داری سے کام میں لائیں تو یقیناً وہ اُن غیر ملی نوعیّت کے مذہب کُش نظریات کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جیسا کہ وہ مذہب کی موجودہ صورت کو افتراق انگیزی کا معقولیّت شکن ہتھیار گردانتے ہوئے مذہب کے وجود سے ہی نفور ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں جب کہ وہ مذہب سے بھی بیزار ہو چکے ہوں اور اُن غیر مذہبی نظریات سے بھی اپنی عقیدت کا رُخ پھیر لیں اُن کی انتشار زدہ توجہ کے لئے صرف حق تعالےٰ کی امری رُوح کا نصرت افروز آسرا باقی رہ جاتا ہے جس کی انقلابی انگیخت حیاتِ انسانی کی دستگیری کے لئے ہر لمحہ تیار رہتی ہے اور جس نے مذہب کی رُوحانی تحقیق کے لئے اہلِ علم کے حق جو طبقوں میں تفہیمِ قرآن کا انقلابی اُبھار ایک عرصہ سے پیدا کر رکھا ہے۔

اہلِ تحقیق کی خلوص پرور معیّت حاصل کرتے ہوئے حق تعالےٰ کی قرآن آموز پناہ میں پہنچ جانا جہاں اُن کے تحقیقی اجتہاد کو اسلام کی حقیقی رُوح کے جدید اُبھار کا ادراک افروز سہارا میسّر آ چکا ہے ملت کے تعلیم یافتہ طبقوں کی فکری پیاس بُجھانے کا حق آفرین ذریعہ ہے۔ اگر ملت کے

Marfat.com

تعلیم یافتہ نوجوان زندگی کی اس التہاب انگیز تشنگی کو بجھانا چاہیں تو اہلِ تحقیق کا مخلصانہ اجتہاد اُن کی رہبری کے لئے خضرِ راہ ثابت ہو سکتا اور اُن کو مفہومِ قرآن کے حیات بخش چشمہ پر پہنچا سکتا ہے

گذشتہ سو سال کے عرصہ میں اہلِ تحقیق میں سے جن لوگوں کا اجتہادی شعور زیادہ تر جدید علوم کے غیر ملی تاثرات کی مادی انگیخت سے اثر پذیر ہوتا تھا اُن کے تحقیق آفرین تدبر کا فکری انداز اسلامی عقاید کی قدیم ترکیب میں جو مذہبی مسلّمات و معتقدات کے اصولی انداز کی سطح پر تقریباً کل فرقوں میں یکساں حیثیت سے برقرار چلی آتی ہے کسی قدر پریشانی پیدا کرنے کا باعث بھی ہوا۔ بنا بریں ملّت کی عوامی سوچ بچار کے توجہ پذیر جمود پر اُن کے قدامت شکن فہم و فراست کی جدت انگیز ضرب ملّت کے مذہبی افکار کی سطح پر انقلاب پیدا کرنے کا حق آموز موجب بھی بن گئی۔ مذہبی سوچ بچار کی انقلاب پذیر سطح پر ملّت کی فکری پریشانی نے اہلِ تحقیق کے اس راسخ بین طبقہ میں جو اپنی تحقیق کے اجتہادی انداز کو قدیم عقاید کی اصولی بنیادوں پر استوار کرتا ہے حق شناسی کا زیادہ زور پیدا کر دیا۔ انتشارِ زیست کے موجودہ مرحلہ پر تو اس امر کا حتمی امکان پیدا ہو چکا ہے کہ اس طبقہ میں تفہیم قرآن کی طبعی استعداد کافی حد تک پختہ ہو چکی ہو۔ اب اگر اس طبقہ کی تحقیقی کوششیں تیز تر ہو کر قرآن پاک کے اصل مفہوم کی مذہب افروز مشعل روشن کرنے کے قابل ہو سکتی ہوں تو مذہب سے متعلق ہر قسم کے قدیم یا جدید اور اسلامی یا غیر اسلامی لٹریچر کا حقیقی مفہوم اور اصل مقصد بھی اس مشعل کی روشنی میں درخشاں ہو سکتا اور اسلامی اتحاد کی تخلیق کا پھر ایک دفعہ امری موجب بن سکتا ہے۔ میں اپنے آپ کو اہلِ تحقیق کے واجب التعظیم زمرہ میں شمار کرنا تو گستاخی اور گناہ سمجھتا ہوں لیکن اُن میں سے کئی ایک کی علمی اور روحانی صحبتوں سے سکون یاب ہونے کا فخر مجھے ضرور حاصل ہے۔ میرے مذہبی مذاق کی قلبی انگیخت کے تحقیق پذیر انداز پر ملّت کے اُن دردمند بہی خواہوں کی ذہنی مشقتوں کا روحانی منسوب عقیدت مندانہ یادداشت کی حیثیت سے مسلط ہے۔ مجھے یہ اپنا اخلاقی فرض محسوس ہوتا ہے کہ اپنی اس روحانی یادداشت کو جو میرے دل میں میری مذہبی سوچ بچار کے وحدت پذیر انداز کی ادراکی سطح پر ملی افتراق کے التہاب انگیز اثر کو فرو کرنے کا سکون بخش باعث بنی ملّت کے ان تعلیم یافتہ طبقوں

Marfat.com

کی ذہنی تواضع کے لئے جو ملّی اور عالمی مشکلات کا حل صرف مذہب کے صحیح تتبع میں دیکھتے ہیں یا ان میں سے بعض کی ذہنی تشحیذ کے لئے جو مذہب کی ضرورت سے ہی رُوگردانی کر چکے ہیں قلم بند کر دوں۔ میرا یہ یقین ہے کہ میرے خامۂ قلم کی یہ حقیر پیش کش اُن سب کے فکری رُجحانات کی کوئی نہ کوئی خدمت ضرور سرانجام دے گی

اِس کتابچہ کی اشاعت سے میرا مقصد مذہب کے شرعی آداب و مراسم کی آئینی توضیح و تشریح کرنا یا مذہب کے تشریعی انداز میں کسی قسم کی رائے زنی کرنا نہیں۔ عقائد و عبادات، تصوف و رُوحانیات، مکارم و اخلاقیات، طریقِ تمدن و آئینِ معاشرت، قانون و انصاف، احوال الآخرت و محاسبۂ یوم الدین، سزا و جزا اور جنت و دوزخ کی اعتقادی حیثیت اور اصولی کیفیت کے اسلامی انداز پر مذہبی روشنی ڈالنے کی خاطر متقدمین کا حکیمانہ اندازِ فکر اور فقیہانہ شعورِ تدبر جس قدر اپنی اجتہادی مشقتیں عمل میں لا چکا اور تقوے و طہارت کی شرعی طریقت پر حکیمانہ روشنی ڈال چکا ہے اُس سے زیادہ نہ تو اب ضروری ہے اور نہ ممکن ہی ہے۔ دینِ اسلام کے شرعی ارکان کا عملی طور پر درخشاں ہونا جن کی علمی تدوین قرآنِ پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی میں علم الحدیث اور علم الفقہ کے حکمت افروز انداز میں عمل پذیر ہوئی اور جن کی اصولی ترکیب کا عمل افروز آئین تھوڑے بہت فروعی اختلافات کی غیر مُعتبر صورت میں کُل اسلامی فرقوں کے پاس موجود اور یکساں طور پر مسلّمہ ہے قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی روشنی کے بغیر امکان پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ ملت کے عالی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مذہب کے اسلامی انداز کی سطح پر آئینِ شریعت کی عملی پابندی اور اُصولی درخشانی کا نفاذ لازمی ہے اس لئے ملت کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دلوں میں مذہب کی رغبت اور دماغوں میں مذہبی سوچ بچار کی حکیمانہ انگیخت پیدا کرنا اور اُن کے فہم و فراست کی ادراکی استعداد کو متقدمین کے دینی شعور کی شریعت افروز سطح پر ہموار بنانا اشد طور پر ضروری ہے۔ میرا مقصد اُن نوجوانوں کے فکری انداز میں حق تعالے کی امری دستگیری کا یقین پیدا کرنے کی خاطر جو اُن کے دلوں میں مذہب کی رغبت اور دماغوں میں مذہب کی حکیمانہ انگیخت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے اُن کی فکری استعداد کو جذبِ مذہب کی اصولی انگیخت کے قدرتی انداز سے متاثر بنانے اور اُن کی دانش و فراست کے عالمی رُجحانات کی نظری قابلیت کو حق تعالے کی امری دستگیری کے

Marfat.com

حکمت افروز انداز کی جمالی کیفیتوں سے صداقت اندوز بنانے کی کوشش کرنا ہے جن کی یقین افروز روشنی میں انسانی عقیدت اوہام و ظنون کے حق پوش اندھیروں سے نکل کر اپنی امری حیثیت کے مذہب افروز انداز کی سطح پر بلند ہو جاتی ہے۔ اگر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی عقیدت اوہام و ظنون کی اُن ایقان سوز تاریکیوں سے بلند ہو کر جن کی تخلیق غیر مذہبی نظریات کے عیارانہ نفوذ کی فہم کُش انتشار انگیزی سے عمل میں آتی ہے حق تعالےٰ کی امری حکمت کے یقین افروز انداز کی عرفانی فضاؤں میں پہنچ جائے تو اُس کے ارادیتی شعور کا صورتِ حالات کی وقتی مطابقت کے توافق انگیز انداز میں نبوّت۔ امامت یا ولایت کے امری اسلوب کی رُوحانی کیفیت سے منور ہوتے ہوئے اُن کے فکری شعور کی ادراکی استعداد کو تفہیم قرآن کے اصولی انداز کی سطح پر پہنچا دینا امری طور پر لازمی ہو جاتا ہے جہاں اُن کے اخلاقی کردار کی طبعی انگیخت خود بخود آئینِ دین کے شرعی سانچے میں موزوں طور پر ڈھل سکتی اور وقت کے ملّی تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہو سکتی ہے۔

انسانی فکر و عمل کی قوتیں ہر حال میں انسانی ارادیت کے تابع رہتی ہیں۔ ارادیت اگر عقیدت کے امری انداز سے متاثر ہوتی ہو تو انسان کا اخلاقی کردار بھی اپنے تخلیقی مقصد کو پورا کرنے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری حکمت کے وحدت ساز سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ اور اگر ارادیت حرصِ انسانی کے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے فکرِ انسانی کے خود ساختہ نظریات کی افتراق انگیز کیفیت سے متاثر ہوتی ہو تو وہ عقیدت کو تابع بنا لیتی اور خود عقیدت کی جگہ پر مسلط ہو کر عقیدت کا رشتہ حق تعالےٰ سے عملی طور پر منقطع کر دیتی ہے، اور انسانی فکر و عمل کی کل قوتیں عقیدت کی اصل رُوح کے امری تاثرات سے بے بہرہ ہو کر ارادیت کے مصنوعی انداز سے متاثر ہونا شروع کر دیتی اور فہم و دانش کی ادراکی استعداد کو وحدت شناسی کی سطح سے گرا کر افتراق پذیری کے مصائب انگیز تصادموں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ ارادیت کے مصنوعی انداز کی روشنی میں اگر اُن مصائب کو رفع کرنے کی کوشش بھی کی جائے تو اُن کے سکون سوز انداز میں اور زور پیدا ہو تا ہے۔ ایسی حالت کے پیدا ہو جانے پر جس میں ملت آج مبتلا ہو چکی ہے عقیدت ارادیت کے مصنوعی تسلط سے آزاد تو ہو جاتی ہے لیکن جب تک حق تعالےٰ کی وحدت آفریں حکمت سے منور ہو کر اپنی امری حقیقت میں برقراری حاصل نہ کرے ارادیت پر اپنا تسلط نہیں

ط

جا سکتی اور نہ ہی فکر و عمل کی قوتوں میں اخلاقی نوعیت کی کوئی موزوں اور مفید تبدیلی ہی عمل پذیر ہو سکتی ہے۔ حق تعالے کی وحدت آفریں حکمت کا انقلابی شعور جو حیاتِ انسانی کے عالمی انداز کو نبوت کی سطح سے۔ ملی انداز کو امامت کی سطح سے اور انفرادی انداز کو ولایت کی روحانی سطح سے منور بناتا ہے اُس وقت تک فکر و عمل کی قوتوں کو متاثر نہیں بناتا جب تک کہ عقیدت کا رُخ صحیح طور پر حق تعالے کی طرف رجوع کرتے ہوئے اُس سے اپنے حقیقی رشتہ کو زندہ نہ کر لے۔

اگر ملت کے تعلیم یافتہ طبقوں میں اُن کی مذہبی عقیدت کا رُخ اُن کی مصنوعی الادیت کے افتراق پذیر انداز سے آزاد ہو کر حق تعالے کی طرف پھر جائے تو حق تعالے کے ساتھ اُن کی عقیدت کا رشتہ بحال ہو کر حق تعالے کی عقیدت افروز حکمت کا اُن کی فکری اور عملی قوتوں کو متاثر بناتے ہوئے اُن کی ادراکی استعداد کو قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی روشنی سے منور بنانا لازمی ہو جاتا ہے جس کے بعد اُن کے الادینی شعور پر عقیدت کا صحت پذیر اسلامی انداز خود بخود مسلط ہو سکتا ہے۔

قرآنِ پاک حق تعالے کی عقیدت افروز حکمت کا الہامی چراغ ہے جس کی عالم افروزی کا انقلابی انداز نبوت، امامت اور ولایت کے امری وسیلہ کی سطح سے فکرِ انسانی کے ادراک کو روحانی ...در پر منور اور متاثر بناتا رہتا ہے۔ موجودہ حالات کی انتشار انگیز صورت اور اُس صورت کے ...حلات آفریں انداز میں انسانی عقیدت کا الادینیت کے افتراق انگیز تسلط سے آزاد ہو جانا اور پھر ...س کا حق تعالے کی طرف متوجہ ہو کر اُس کی مذہب افروز حکمت کے انقلابی شعور سے منور ...ے ہوئے قوائے فکر کی ادراکی استعداد کو قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی امری سطح پر پہنچا دینا ...در پر آسانی ہو چکا ہے۔ اِس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ انسانی عقیدت ...ا اور ملی شعور کو جو غیر مذہبی نظریات کے مشکلات آفریں نتائج سے بے زار ہو جانے یا اُن ... گرفت سے آزاد ہو جانے کے بعد بھی ابھی تک آوارگی کی حالت میں مبتلا ہے حق تعالے کی ...ع دلانے کی خاطر فکرِ انسانی کے ادراکی شعور کو حق تعالے کی امری دستگیری کے حکمت افروز ... کیفیتوں کے عملی اسلوب سے متعارف بنانے کی کوشش کی جائے اور ملت کی انتشار ...ت میں اُس کے اس تخاذل شکن انداز کو ابھارا جائے کہ حق تعالے کی امری حکمت ...غ اُس کے دائیں ہاتھ میں سبزۂ عقیدت سے ...

Marfat.com

منصب کی بلند فضاؤں میں ملّت کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی وحدت پذیر عقیدت کا انتظار کر رہا ہے جن کے دلوں اور دماغوں کو اسلام کی حقیقی روشنی سے منوّر بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے عالمی حالات کی موجودہ صورت کو امری توافق سے موزوں بنا رکھا ہے

میرا مقصد فرقہ بندی یا جماعت سازی کے دنائیت پذیر رجحان کی تفریق آفرین سطح سے بہت بلند ہے ۔ میرے قلم کی وحدت پذیر رُوح کا مذہبی شعور ذوقِ تحریر کی ہر ایسی انگیخت سے پاک ہے جو ملّی عقائد کے فرقہ وارانہ انداز کی قدیم صورت کو ناگوار طور پر متأثر کرنے اور یا کسی غیر ملّی مذہب کی اعتقادی رُوح کو مجروح بنانے کا باعث بنتی ہو۔ اور نہ ہی میرے قلم کا مطمحِ نظر مذہبی سوچ بچار کے جدید اُبھار کی سطح پر امکان پذیر کوئی ایسا نقطہ ہے جو کسی بھی جدّت پذیر نوعیّت یا حیثیت کے فرقہ یا جماعت کا اُبھار عمل میں لانے کی افتراق انگیز مرکزیّت کا حکم رکھتا ہو۔ میرے وحدت جویانہ مقصد کے اصولی انداز میں خیالی حیثیت کا کوئی بھی ایسا شائبہ موجود نہیں جو ملّی ارادیّت کے انفرادی یا اجتماعی انداز کی موجودہ صورت میں کسی بھی نوعیّت یا حیثیت کے جدید افتراق کی امکان پذیری کے لئے سہارا بہم پہنچانے کا موجب بن سکتا ہو ۔ انسانی عقیدت کی سطح پر فرقہ وارانہ ارادیت کے مذہبی یا سیاسی شعور میں کذب و افترا کے افتراق پذیر جذبہ کی تفریق پروری کے غالب اثر میں دبا ہُوا صداقت پذیری کا وحدت آفرین شائبہ بھی تھوڑا بہت ہر فرقے اور ہر جماعت میں موجود ہوتا ہے۔ میرا مقصد فرقہ وارانہ ارادیّت کی ہر صورت اور ہر حیثیت میں صداقت پذیری کے وحدت آفرین شائبہ کو جو اُن کی ارادیتوں کے فروعی اختلافات کے جسم میں اصولی وحدت کی جان کا حکم رکھتا ہے اسلام کے جدید اُبھار کی روشنی میں قرآنِ پاک کی امری حکمت سے انگیخت پذیر بنانا ہے جو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے صداقت افروز اثر کا روپ اختیار کرتے ہوئے کذب و افترا کے افتراق انگیز جذبہ کو خودکشی پر مجبور بنا چکی ہے ۔ اگر انسانی ارادیت کے انفرادی اور اجتماعی انداز کی کسی بھی صورت اور کسی بھی حیثیت میں صداقت پذیری کے وحدت انگیز جذبہ کو قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی روشنی میں انگیخت پذیر بنایا جائے تو اُن سب میں ملی وحدت کا اسلامی اُبھار افتراق پذیری کے تفریق پرور شعور پر غالب آ کر توحید کی مذہب افروز مشعل روشن کرنے کا اتحاد آفرین

موجب بن سکتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد ملّت کے تعلیم یافتہ طبقوں میں ان کی صداقت پذیری کے جذبہ کو انگیخت پذیر بنانا اور ملّت کی اسلامی وحدت کے امری انداز کے لئے جو افتراق کی مصنوعی ضربوں کے تواتر پذیر اندازِ مشکلات رساں بوچھاڑ کا نشانہ بنا ہُوا ہے اُن کی فکری استعداد کے ادراکی شعور سے علمی پناہ کا سہارا طلب کرنا ہے جو قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی ادراک افروز صورت میں اُن کی صداقت پذیری کے راستہ سے ملّت تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر اُن کی ارادیت کے علمی شعور میں صداقت پذیری کا اسلامی شائبہ غالب حیثیت اختیار کر لے تو اُن کی فکری استعداد کا ادراکی شعور مذہبی تحقیق کی راہ سے قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی وحدت افروز سطح تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ سچ اور جھوٹ۔ انصاف اور ظلم۔ بھلائی اور برائی۔ اور نیکی اور بدی کو ہر انسان فطری طور پر جانتا اور سمجھتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ سچائی۔ انصاف۔ نیکی اور بھلائی کی عملی انگیخت اتحاد کے عملی اُبھار سے جڑواں ہے اور جھوٹ۔ برائی۔ ظلم اور بدی کی طاقتیں خود غرضی سے پیدا ہو کر جھوٹ اور افتراق کی تاریکیوں میں پروان چڑھتی ہیں۔ گویا وہ اپنے اصل مذہب کے عملی مقصد کو فطری طور پر جانتا ہے لیکن اُس کی فطرت میں کوئی ایسی وجہ بھی ضرور موجود ہے جو اس کو اُس مقصد کے پورا کرنے سے روک دیتی اور مشکلاتِ زیست کی طرف دھکیلنے کا باعث بن جاتی ہے۔ مذہبی تحقیق سے میرا مطلب مذہب کی کان سے رُوحانی حکمت کے اُس آبدار گوہر کو برآمد کرنے کی کوشش کرنا ہے جس کی صداقت افروز دمک انسانی اخلاق کی ملّی سطح پر مسلکِ اتحاد کو عملی طور پر درخشاں بنا سکے۔ اور مذہب کے امری مقصد کو پورا کرنے کا حتمی موجب بن سکے اس اہم ترین کام کو سرانجام دینے کی ذمّہ داری ملّت کے تعلیم یافتہ طبقوں پر عاید ہوتی ہے۔ اگر میری مخلصانہ استدعا کا اسلامی شعور اُن کی مذہبی توجہ کے لئے وفادارانہ خدمت کا صحیح مواد ثابت ہو سکے تو اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے جو موقعہ وقت نے اُن کو آج عطا کیا ہے اس سے پیشتر اُن کو کبھی نصیب نہیں ہُوا

آزادی کی سطح پر پہنچ جانے کے بعد ملّت کا پاکستان آفرین اتحاد جمہوریت کے غیر اسلامی سانچے میں ڈھل کر سیاسی افتراق کا شکار ہو گیا تھا۔ ملّی عقیدت کے وحدت آفرین شعور

کی اسلامی رُوح سیاسی انتشار کی امن کُش تاریکیوں میں کھو گئی تھی۔ سیاسی افتراق کے ارادیتی شعُور نے ملّی عقیدت کی امری حیثیت کو غصب کر لیا تھا جس سے دیگر ہر نوعیت اور ہر حیثیت کے عصبی احساسات بھی سیاسی افتراق کے اثر میں دب گئے اور اس کی سکوں سوزی کے زور میں شدّت پیدا کرنے کا مُوجب بن گئے تھے۔ لیکن اسلام کی وحدت آفرین رُوح کے جدید اُبھار کی عالم گیر کیفیت کے مقابلہ میں سیاسی افتراق کی اُس اطمینان سوز حالت کا برقرار رہنا ناممکن تھا۔ اسلام کے جدید اُبھار کی افتراق شکن رُوح نے پاکستان کی موجودہ قیادت کا انقلابی روپ اختیار کرتے ہوئے اُس حالت کو یک لخت دُور کر دیا۔ اور سیاسی ارادیت کے انفرادی اور جماعتی انداز کو اسلامی عقیدت کی وحدت افروز حیثیت کے مغصوب انداز کی سطح سے نیچے گرا دیا جس سے ہر فرد اور ہر جماعت کے ارادیتی شعُور میں اُن کی وحدت پذیری کا اسلامی جذبہ انگیخت پذیر ہو کر افتراق انگیزی کے سیاسی شعُور کو خودکشی پر مجبور کرنے کا باعث بن گیا۔ ملّت کی انقلابی قیادت نے وحدت پذیری کے ملّی جذبہ کی اجتماعی حیثیت کو ملّی اتحاد کے جمہوری سانچے میں ڈھلنے کی نیّت سے جمہوریت کے اسلامی انداز کا نفاذ انتظام پذیر بنا دیا جو ملّی آزادی کے اسلامی مقاصد کو پورا کرنے کا کامیاب موجب ثابت ہو رہا ہے۔ تعمیرِ دین و ملّت کا پاکستانی نظام حیات انسانی کی عالمی سطح پر امن و آزادی کا اسلامی جسم ہے جس میں اسلام کے جدید اُبھار کی رُوح جان کا حکم رکھتی ہے۔ اسلامی ارادیت کا انفرادی یا جماعتی شعور جب اسلام کی جدید رُوح سے متاثر ہو جاتا ہے تو ہر نوعیت اور ہر حیثیت کے عصبی احساسات اُس ارادیت کے اسلامی شعور کے مقابلہ میں خود بخود دب جاتے یا مٹ جاتے ہیں اور وہ ارادیت اسلامی عقیدت کی وحدت افروز حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ اسلام کے جدید اُبھار کی حیات افروز رُوح نے غیر محسوس طور پر پورے پاکستان کو متاثر بنا رکھا ہے لیکن جب تک اُس رُوح کا حکمت افروز احساس مُدرکات کے ملّی انداز کی سطح پر جولان فرما نہیں ہو جاتا سیاسی افتراق کے پیدا کئے ہوئے داخلی اور خارجی مشکلات کا کلّی حل عمل میں آنا محال ہے۔ اگر اسلام کے جدید اُبھار کی رُوح کو محسوس کرنے کا حقیقی اشتیاق بیدار ہو جائے تو قرآنِ پاک کے اصولی مفہوم کی صورت میں اُس کا حقیقی وجدان عمل میں آ سکتا ہے۔ انقلابی

Marfat.com

قیادت کی سطح پر چونکہ اُس رُوح کے انقلابی احساس نے اُس کو محسوس کرنے کی ضرورت کا شدید احساس پیدا کر رکھا ہے اس لئے اُس سطح پر قرآنِ پاک کے اصُولی مفہوم کی تحقیق عمل میں لانے کا اشتیاق بھی صحیح طور پر پیدا ہے محض جس کی ہی حکمت افروز روشنی میں امن و آزادی کے پاکستانی۔ ملّی اور عالمی مشکلات کا حل عمل پذیر ہو سکتا ہے۔ اس سطح سے قلم و زبان کا ہر وہ تأثر جو پاکستانی۔ ملّی اور عالمی فضاؤں میں پہنچ کر صداقت پذیری کے خشک کھیتوں کی آبیاری کا باعث بنتا ہے وہ اسلام کے جدید ابھار کی انقلابی رُوح کے عالم پرور اثر کی ہی دوسری صورت ہوتی ہے پاکستانی معاشرہ کے اجتماعی نفس کا تزکیہ اور طہارت عمل میں لانے کے لئے اُس کو اسلامی جمہوریت کی وحدت افروز رُوح سے متأثر بناتے ہوئے جہل و شر کی افتراق انگیز سطح سے اُٹھا کر اُلفت و اتحاد کی اطمینان آفرین سطح پر پہنچانا صدرِ پاکستان کا مذہبی۔ ملّی اور اسلامی مقصد ہے جس کی راہ میں سیاسی افتراق انگیزی کا شکست خوردہ موّاد رکاوٹ کی تخلیق تو عمل میں لاتا ہی رہتا ہے لیکن اُس کے پورا کرنے کی ذمّہ داری کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے صورتِ حالات کی موجودہ کیفیّت کے وحدت انگیز انداز کی وقتی مجبوری قرار دیتے ہوئے ملّت کے وقت شناس طبقوں کے سر پر ڈال دیا ہے اور طہارتِ نفس کی راہ پر اُن کو کامیابی تک پہنچانے کا ذمّہ خود اپنے سر پر اٹھا لیا ہے۔ اگر صورتِ حالات کے وقتی تقاضا کی آواز سننے اور اُس کی وقتی کیفیت کے امری انداز کی شناخت کرنے میں میرے گوش و نظر نے غلط فہمی نہ کی ہو تو ملّت کے ذی علم اور دیگر اہلِ مذہب کے ذی فہم طبقوں کے لئے مذہب کی طرف متوجّہ ہونے اور علمی تحقیق کی راہ سے مذہب کے اصل مفہوم تک پہنچنے کا بہترین وقت آج ہی ہے جس کو پا لینے کے بعد پاکستان کے امن آفرین مقاصد کے حل کا آسان اور یقینی ہو جانا امری طور پر لازمی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد ملّت کو موجودہ وقت کی امری کیفیت سے رُوشناس کرانے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ ذی علم و فہم لوگ وقت کی موجودہ صورت اور آواز کو مجھ سے کہیں زیادہ بہتر طور پر دیکھ سُن چکے ہوں لیکن اس صورت میں اُن کا یہ یقین قوم و وطن کے لئے زیادہ مفید ہو جائے گا کہ علم و دانش کی عوامی سطح پر بھی لوگ سوچ بچار کرتے رہتے ہیں

Marfat.com

تلخیص

اس کتاب میں اُن اسباب و وجوہ کی امری حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے جو فکرِ انسانی کی ادراکی استعداد میں اختلافات پیدا کرتے اور نظامِ زیست کو مختلف زمانوں میں اور مختلف مقامات پر مختلف آئین کے اچھے یا بُرے مختلف ترکیبی سانچوں میں ڈھالنے کے لئے انسانی فطرت کے اندر ہی طبعی طور پر موجود ہیں۔ نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب میں طبعی حیثیت کے دو مؤثر اور متضاد خاصوں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی عملی کیفیت پر بحث کی گئی ہے جن ہر دو کے گھٹتے بڑھتے ہوئے متوازن تاثرات کا تغیر آفرین انداز نظامِ حیات کے انقلابی چکر کی دائیں اور بائیں ہر دو قطر پر نفسِ انسانی کی انفرادی۔ قومی اور عالمی حیثیت کو یکساں طور پر متاثر بناتا اور اس پر یکساں حیثیت کی مختلف حالتیں وارد کرتا رہتا ہے۔ حیاتِ انسانی کے فطری حقائق کی روشنی میں نظامِ حیات کے انقلابی چکر کی اصولی حیثیت کو اس کتاب کے مضامین کی مدوّر معنویت کا محوری موضوع بنایا گیا ہے۔ اور فطرتِ انسانی کے مختلف پہلوؤں سے گردشِ حیات کے اِس مرکزی اصول پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ انسان شر کی حالت سے نکل کر خلوص اور وفا کے دو عملی مرحلے طے کرنے کے بعد خیر کی سطح پر پہنچتا ہے اور خیر کی سطح سے گر جائے تو ہوا اور ہوس کے دو مرحلوں سے گذر کر شر کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ شر کی حالت میں حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے تو خلوص کے دور میں داخل ہو جاتا ہے اور خلوص اگر اُس کی ادراکی استعداد کو انسانیت کے صحیح علم کی رُوحانی حکمت سے منور بنا دے تو اُس کی عملی ترقی اُس حکمت کی روشنی میں وفا کا دور عبور کرتے ہوئے اس کو دوبارہ خیر کی

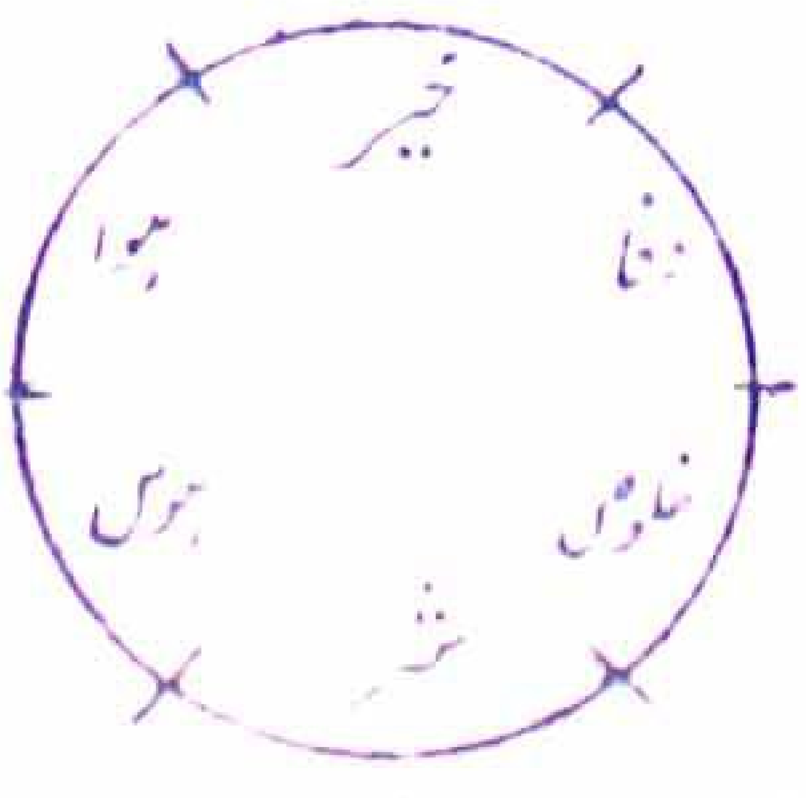

سطح پر پہنچا دیتی ہیں۔ خیر کی سطح پر آسودگی کا احساس انسان کو غفلت میں مبتلا کر دے تو گردشِ حیات کے اصولی چکر کی بائیں جانب پر وہ ہوا کے دور میں داخل ہو جاتا ہے جس میں وہ انسانیت کے صحیح علم سے محروم ہونے لگ جاتا ہے اور جب وہ محرومی مکمل ہو کر اُس کو ہوس کے دور میں پہنچا دیتی ہے تو خود غرضی اس کو انسانیت سے کلی طور پر محروم

Marfat.com

بنا دیتی اور پھر شر کی اخلاق سوز سطح پر پہنچا دیتی ہے۔ تعمیرِ دین و ملت کے روحانی ارتقاء کا ذکر بھی اس کتاب میں کیا گیا ہے جو انقلابِ حیات کے اصولی چکر کی دائیں جانب پر خلوص و وفا کے اثر میں تکمیل پر پہنچی اور اس چکر کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کی وہ راہ بھی دکھائی گئی ہے جس پر ملت کا انحطاط و فروغ میں آیا

اس کتاب میں حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے دستگیرانہ انداز کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس کی امری مطابقت میں اس رُوح نے روحانی انقلاب کے ہر مرحلہ پہ ہوا و ہوس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی مدد کے لئے نبوت کا روپ دھارا اور ہوا و ہوس کے عیارانہ اثر کو زائل کرتے ہوئے حیاتِ انسانی کو اوپر اٹھایا اور خیر و برکت کی سطح پر پہنچا کر اس کو امن و اطمینان کی دولت سے بہرہ ور بنایا اور اسی طرح ہوا و ہوس کی شیطانی طاقتوں کے عیارانہ انداز کی وضاحت بھی کی گئی ہے جو مناسب وقت پر اقتدار کی صورت اختیار کرتے ہوئے حیاتِ انسانی کو نیچے کی طرف دھکیلتی اور آخرکار جہل و شر کی اطمینان کش سطح پر پہنچا دیتی ہیں۔ حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ پر پانچ بڑے نبیوں کی اہم منزلوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن پر ان کی نبوت کے عالمگیر اثر نے حیاتِ انسانی کے عالمی انداز کو متاثر بنایا۔ اور ملت کے انحطاط یا حیاتِ انسانی کے مادی ارتقاء کی راہ پر ہوا و ہوس کی ترقی پذیر کیفیت کے دو دور بھی ذکر کئے گئے ہیں جن میں خلوص و وفا کے ملی شعور کو امامت کے ایمان افروز اور ولایت کے عرفان آموز انداز کی روحانی سطح سے حق تعالےٰ کی امری دستگیری کا دین پناہ سہارا بہم پہنچتا رہا۔ انقلابِ زیست کے عالمی چکر پر دھڑے بازی کے دو عالمگیر مرحلوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو تخلیقِ امن کے ذوالقرنینی شعور کی صلح آفرین حکمتِ عملی سے فرو ہوتی ہے

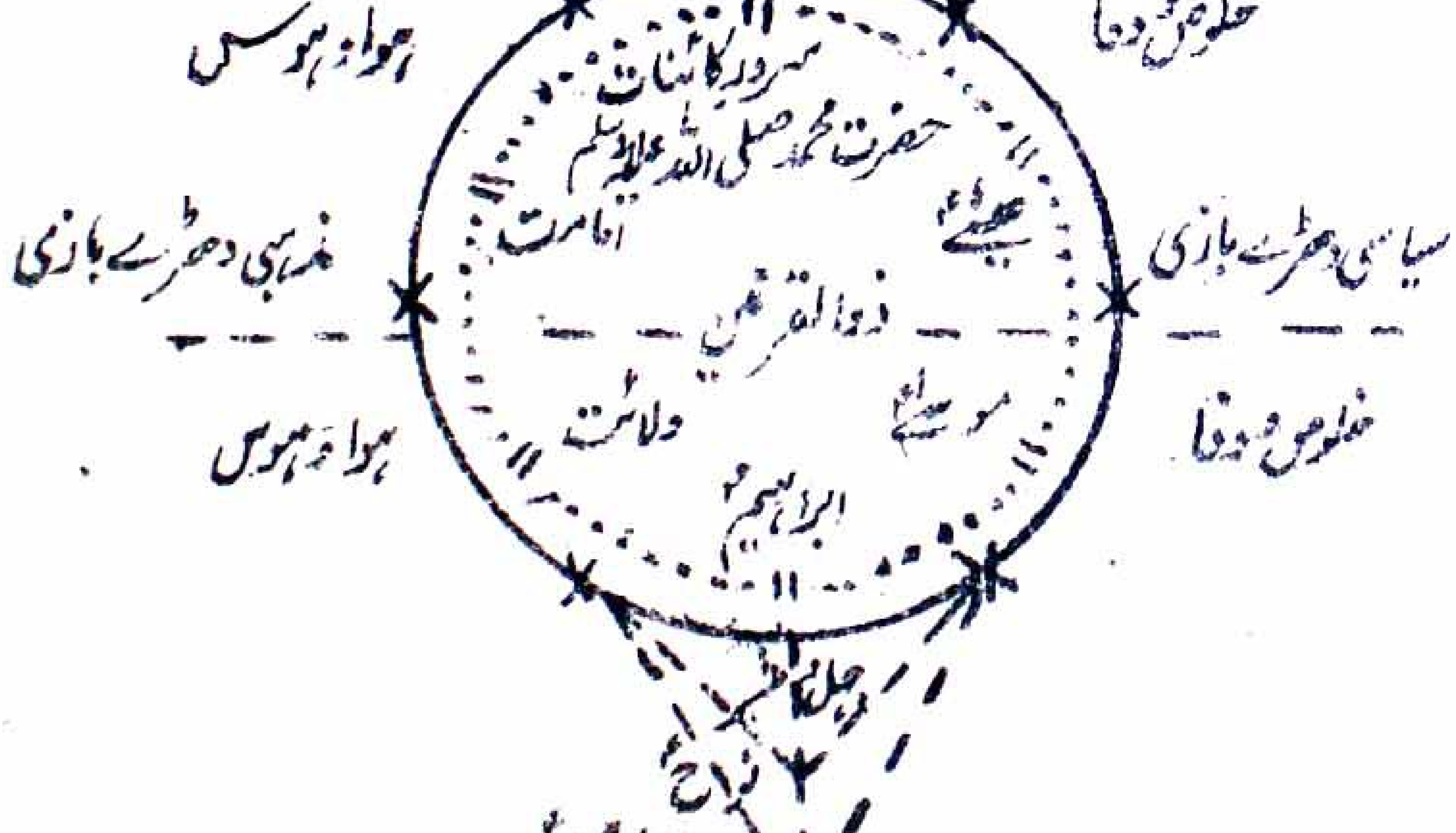

اس کتاب میں تعمیرِ دین و ملت کے جدید اظہار (نشأۃ ثانیہ) کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو آزادی کے عالمی دور میں دھڑے بازی کے عالمی مرحلے پر پہنچ چکا

اور عالمی مشکلات کو حل کرنے کی امری ترکیب کے وقتی سانچے میں ڈھل رہا ہے جس میں ذوالقرنین کی امن آفرین تکوین کے قدرتی اسباب کی انگیخت کا موزونیت پذیر انداز معرضِ شہود و شناخت میں آنا شروع ہو چکا ہے۔ وقتی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآنِ پاک کے مقدس ارشادات کی روشنی میں ذوالقرنین کی امن آفرین ترکیب کے اصولی انداز کی وضاحت بھی کی گئی ہے جس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اُس نے کل دنیا میں انقلاب برپا کیا اور دھڑے بازی کو دور کرتے ہوئے حیاتِ انسانی کو ظلم و فساد کی وحشیانہ طاقتوں کے حملوں سے محفوظ و مامون بنایا۔ ذوالقرنین کے ذکر کی اصولی وضاحت عمل میں لانے کی خاطر قرآنِ پاک کے مقدس ارشادات کا ترجمہ اور تفسیر فطرتِ انسانی کے اصولی انداز کی روشنی میں غور و تدبر کے تحقیق پذیر انداز کی سطح پر عمل میں لائی گئی ہے۔

اس کتاب میں نبوت سے میرا مفہوم حق تعالےٰ کی انقلابی رہنمائی کا وہ تشخص پذیر انداز ہے جس نے تعمیرِ دین و ملت کے ارتقاء کی راہ پر حیاتِ انسانی کے قبیلوی قومی اور عالمی نفوس کی اجتماعی حیثیت کو وقتی ضرورت کی مختلف صورتوں میں تزکیہ و طہارت کی امری راہ پر گامزن بنانے کی خاطر ان کے مجلسی انداز کو متاثر بنایا۔ انبیاء کا پاک وجود انسانی معصومین کی سطح پر بشریت کے خلقی لباس میں حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے ہدایت آفرین انداز کا مخصوص حیثیت میں امری مظہر تو ہوتا ہے لیکن اُن کے وجود میں حق تعالےٰ کی ذات کا حلول واقع نہیں ہوتا۔ پہلی دفعہ تعمیرِ دین و ملت کی راہ پر حق تعالےٰ کی عالم افروز ہدایت کو شہود و زینت کی عملی سطح پر خلوص و وفا کے روحانی ارتقاء کے ساتھ ساتھ تدریجی انداز میں تکمیل پر پہنچانا مقصود تھا اس لئے یہ ضروری تھا کہ شہود پذیری کے امری انداز کے مطابق ترتیبِ شہود کی رنگین تنویر کے لئے نبوت اُس دور میں بشریت کا مخصوص اور موقت جامہ زیب تن کرتی اور اپنی ہدایت آفرین درخشندگی کو انقلابی ترتیب کے ساتھ تکمیل پر پہنچاتی۔ اور جب حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے ہدایت آفرین انداز کی وہ درخشانی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں مکمل ہو گئی تو پھر اس کے بعد نبوت کا بشریت کی خلقی صورت اختیار کرنا بے ضرورت ہو گیا۔ نبوت کسی نیک انسان کے نیک اعمال کا معاوضہ نہیں ہوتا جو اُس کو ثواب کے طور پر حاصل ہو جائے بلکہ وہ حیاتِ انسانی کے خلقی نظام میں ہدایتِ انسانی کے لئے حق تعالےٰ کے انقلابی آئین کا امری منصب ہے جو

جو تعمیرِ دین و حیات کی راہ پر ضرورت کی مختلف صورتوں میں اپنی موقت حیثیت سے ہدایت جاری کرتا ہے۔ تعمیرِ دین و حیات کے پہلے دَور میں بھی وہ منصب موجود تھا اور اب بھی موجود ہے۔ اس منصب پر جتنے بھی انبیاءؑ اس دَور میں فائز ہوئے وہ سب شانِ محمدؐ میں جمع ہیں اور اُن سب کی ظاہری و باطنی تعلیم قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ حیاتِ انسانی کے خلقی نظام کا امری آئین ہی کچھ اس طرح کا ہے کہ اب اس نظام کے خاتمہ تک گزشتہ کُل نبیوںؑ کا کام جمیع الانبیاء کی نبوت اور اُن کی کتاب سے لیا جائے۔

امامت سے میرا مفہوم صدق و صفا کی وہ امری حیثیت ہے جو شانِ نبوت کے عکسی نور سے منور ہوتی ہوئی بشریت کے عملی انداز کی سطح پر تقوےٰ و طہارت کے خلقی وجود میں ہوا و ہوس کے ملی اور غیر ملی تاثرات کی شدت پذیر انگیخت کے مقابلہ میں ملت کے دینی مقاصد کی محافظت کے لئے حقانیت کی امری توفیق کے جاں نثارانہ انداز سے بہرہ ور ہوتی ہے اور ولایت سے میرا مطلب خلوص و وفا کے عرفان پذیر اُس رُوحانی وجود سے ہے جو شانِ امامت کے حق افروز تقرب کی امری فیض رسانی سے مستفیض ہوتے ہوئے معرفتِ دین کی حکمت افروز روشنی کا حصول عمل میں لاتا اور ہوا و ہوس کی انتشار انگیزی کے دین شکن حالات کی پیچیدہ صورت میں ملت کے مجلسی وقار اور مقاصدِ دین کی اصولی محافظت کا ضامن ہوتا ہے۔ امامت کے منصب پر صرف وہ پاک نفوس فائز ہوئے جن کی طہارت شانِ نبوت کے امری انعکاس سے عمل میں آئی۔ اور ولایت کے درجہ پر ہر وہ نفس پہنچ سکتا ہے جو تزکیۂ و طہارت کے امری طریق پر عمل پیرا ہو کر اپنے قلب کو اطمینان و سکون کی امری کیفیت کے اکتسابی وصول سے بہرہ ور بنا سکے۔ ولایت شانِ نبوت کے امری تاثر کی وہ کیفیت ہے جو نفسِ انسانی پر اخلاقی شرافت کا رُوحانی حال وارد کر دیتی ہے۔ گزشتہ انبیاءؑ کی نبوت حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے ہدایت آفرین انداز کی موقت حیثیت اور اُس کے امری شعور کی مخصوص اداکاری کا انقلابی منصب ہوتا تھا لیکن شانِ نبوت کا محمدی انداز حق تعالےٰ کی ہدایت آفرین رُوح کا کُلی منظر اور اُس کے امری شعور کی دائمی اداکاری کا کائنات گیر منصب ہے۔ شانِ نبوت کے محمدی انداز کا امری تاثر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے حیات افروز

Marfat.com

آئین کی اصولی مطابقت میں انقلابِ حیات کے پورے چکر پر اپنی فیض رسانی جاری رکھتا ہے۔ خیر و برکت کی بلند سطح پر ہر وہ فردِ ملّت جو شانِ محمدؐ کے رُوحانی تقرّب سے تاثر گیر ہُوا وہ ولایت کے درجہ پر فائز ہوگیا۔ اور جن نفوس کو اُس تاثر نے امری طور پر منوّر بنایا اُن کو امامت کا منصب عطا ہُوا۔ امامت ولایت کی امری حیثیت ہوتی ہے۔ ہر امام ولی ہوتا ہے لیکن ہر ولی امام نہیں ہوتا۔ خیر و برکت کے دَور سے نیچے انحطاطِ ملّت کے پہلے دَور میں شانِ نبوت کا تاثر امامت کے وسیلہ سے انسان کو حاصل ہوتا تھا اور اس کے بعد انحطاط کے دوسرے دَور میں امامت کے امری انعکاس نے ولایت کی صورت اختیار کرتے ہوئے طالبانِ حق و صداقت کو شانِ نبوت کے امری تاثر سے فیض یاب بنانے کا رُوحانی طریق جاری کیا اور اُن کو ولایت کے مدرجہ پر پہنچا کر دینی مقاصد کی محافظت کے لئے اطراف و اکناف عالم میں رُوحانی نظام کا نفاذ عمل پذیر بنایا۔ اس کے بعد جہل و شر کے دَور میں انحطاطِ ملّت کی تکمیل عمل میں آجانے پر جب اولیائے کرام کا رُوحانی نظام بھی اُکھڑ گیا تو نبوت کا امری تاثر جو ولایتِ محمّدیہ کی حیثیت سے اپنی فیض رسانی کا عمل رُوحانی طور پر جاری رکھتا ہے شہود کی سطح سے بطونِ زیست کی پُر اسرار فضاؤں میں بلند ہوگیا۔ بطونِ زیست میں انسانی شرافت کی اخلاقی رُوحانیت کا وہ مشخص وجود خضرؑ کے نام سے موسوم ہے اور چونکہ شانِ محمدؐ کا وہ کائنات گیر تاثر تخلیقِ کائنات کے ساتھ ہی یا اس سے بھی پہلے عمل پذیر ہوچکا تھا لہٰذا انقلابِ حیات کے پہلے چکر پر تعمیرِ دین و ملّت کے دَور میں موسیٰ علیہ السلام کی رہبری عمل میں لانے والا خضرؑ کی صورت میں رُوحانی حکمت کا مشخص وجود شانِ محمّدی کے امری تاثر کی باطنی صورت تھی جو اب بھی طالبانِ حق کی رہبری عمل میں لاتی رہتی ہے۔ خضرؑ کی حقیقت پر اس کتاب کے آخری حصہ میں بھی کسی جگہ روشنی ڈالی گئی ہے۔

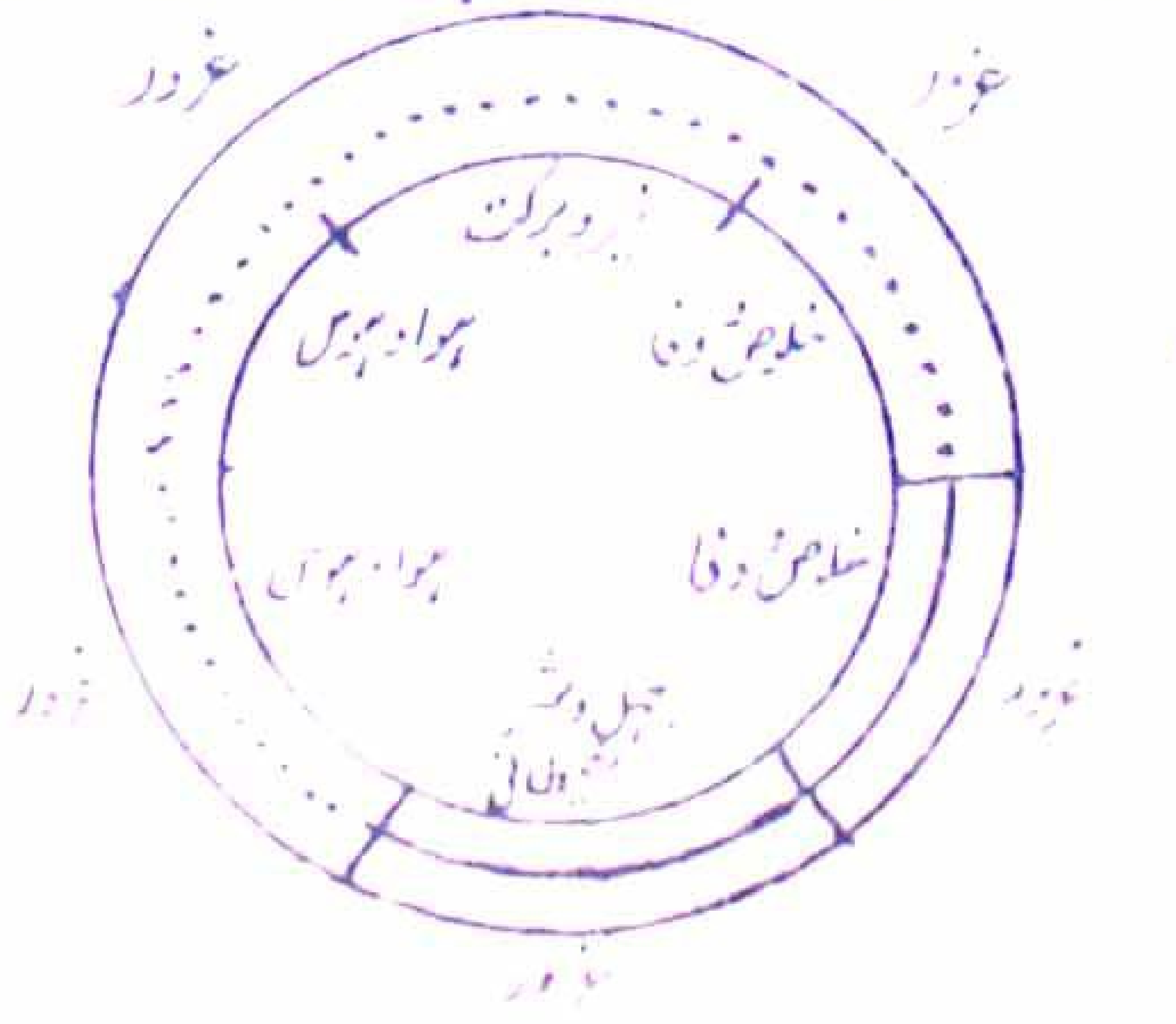

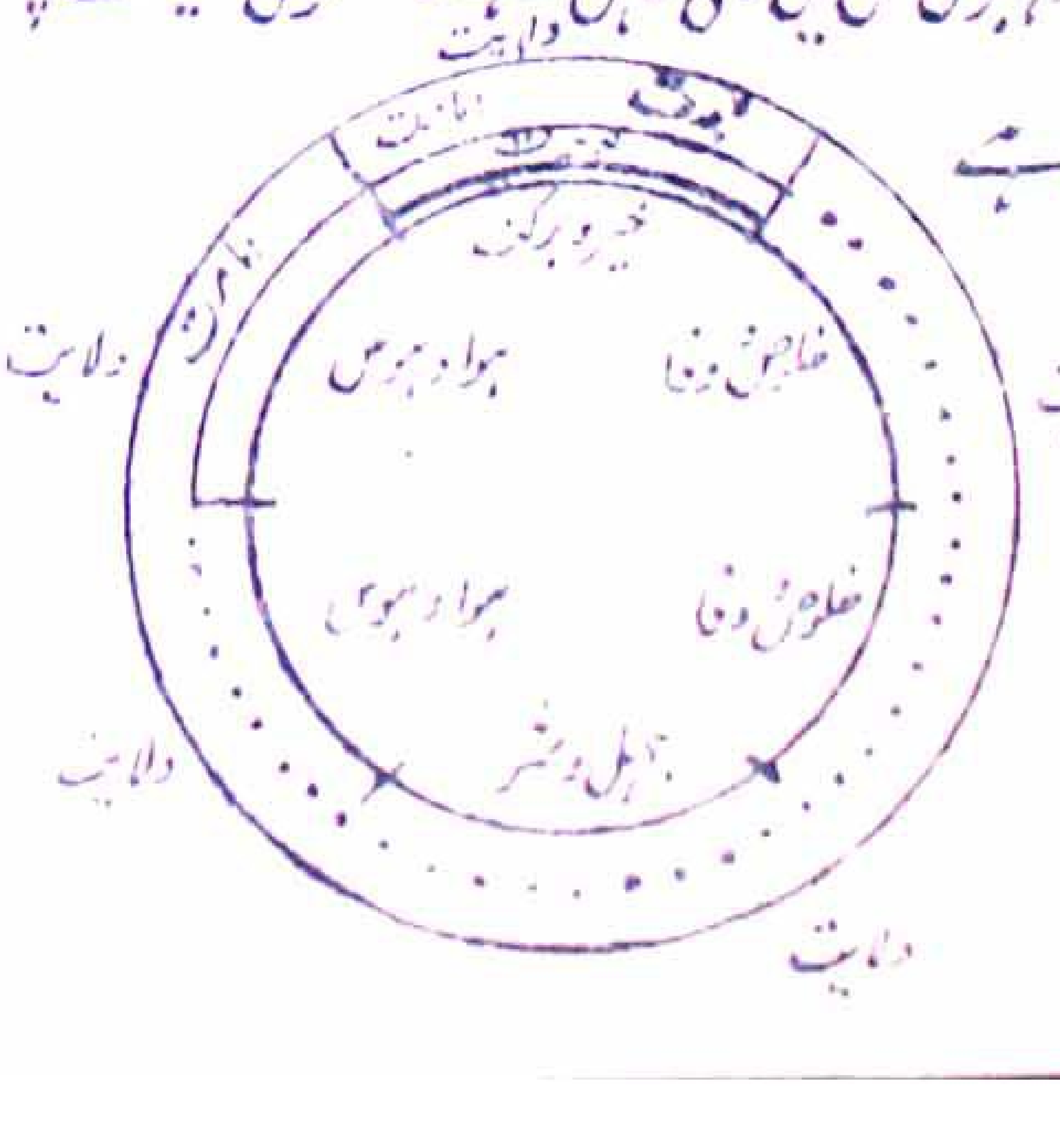

Marfat.com

تزکیۂ نفس کی راہ پر جب کسی انسان کے جذبات و احساسات خلوص و وفا کے اثر میں الفت پذیر ہو کر اُس کی فکری استعداد میں وحدت اندیشی کا شعور بیدار کر دیتے ہیں تو ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر خود غرضی کے جذبہ کو اُبھار کر اُس کی وحدت اندیشی کو افتراق میں مبتلا کرنے کے درپے ہو جاتا ہے جس سے اُس کے ادراک پر انتشار کی حالت وارد ہو جاتی ہے۔ اگر اُس کی عقیدت میں اسلامی پختگی کا زور برقرار ہو تو نبوت کا امری تاثر اُس کی وحدت پذیری کے اسلامی اعتقاد کی سطح پر وارد ہو کر اُس کے ادراک کو انتشار سے نجات دلا دیتا ہے جس سے اُس کی وحدت اندیشی میں اسلامی حکمت کا شعور بیدار ہو جاتا اور تزکیۂ نفس کی راہ پر اُس کو کامیاب بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جب کسی معاشرہ کا اجتماعی نفس جہل و شر کی حالت سے نکل کر طہارت کی راہ اختیار کرتا ہے تو خلوص و وفا کا اثر اُس کے افراد میں الفت کو اُبھارتے ہوئے اُن کی فکری استعداد میں وحدت اندیشی کا شعور بیدار کر دیتا ہے اور جب ہوا و ہوس کی جانب سے خود غرضی کی انگیخت اُن کی وحدت اندیشی کو افتراق میں مبتلا کر دیتی ہے تو اُس انگیخت کے مقابلہ میں اُن کی عقیدت کا صرف اسلامی شعور ہی کام آ سکتا ہے۔ اگر اُن کی اسلامی وحدت پذیری کا اعتقادی زور اُس انگیخت کو رد کرنے میں کامیاب ہو جائے تو نشانِ نبوت کا امری تاثر رُشد آموزی کی وحدت آفرین حکمت کے رُوحانی انداز کی کسی نہ کسی موزوں صورت میں نمودار ہو کر اُن کے فکر و عمل کی حکمت پذیر قوتوں کو اسلامی وحدت کے سانچہ میں ڈھال لیتا اور طہارت کی راہ پر معاشرہ کو کامیاب بنا دیتا ہے۔ نفسِ انسانی کی انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں تزکیہ و طہارت کی راہ پر ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے مقابلہ میں اسلامی وحدت کو بحال و برقرار بنانے والی رُوحانی حکمت کے متشخص وجود کو جو شانِ نبوت کے امری تاثر کی دوام پذیر صورت ہے اور ولایتِ محمدیہ کی پُراسرار پنہائیوں سے حق و صداقت کے متلاشیوں کی رہبری عمل میں لاتا رہتا ہے۔ اس کتاب میں خضرؑ مانا گیا ہے خضرؑ اسلامی حکمت کی وہ وحدت افروز رُوح ہے جو خلوص و وفا کی جانب پر صدق و صفا کے فکری اور عملی انداز کو غیر شعوری طور پر متاثر بناتی رہتی ہے۔ اُس کے رُوحانی کردار کی غیر محسوس حقیقت کو وہی جان سکتا ہے جس کو وہ خود اپنی اُس حقیقت سے متعارف بنائے

Marfat.com

دیباچہ

اگر نفسِ انسانی اپنی انفرادی یا اجتماعی حیثیت میں تزکیہ و طہارت کی راہ پر ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے شدید مقابلہ میں اسلامی حکمت کے خضرئ شعور کی وحدت آفرین رہبری سے محروم ہو جائے تو وہ منزل سے گر کر گمراہ ہو جاتا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کتاب میں مذہبی عقیدت کو پختہ بنانے اور اس میں اسلامی وحدت کی رُوح کو بیدار کرنے کی تاکید عمل میں لائی گئی ہے تاکہ وہ ہوا و ہوس کی عیارانہ افتراق انگیزی کے مقابلہ میں شانِ نبوت کے امری تاثر کی اسلامی حکمت سے منور ہو کر ملت کو طہارت کی راہ پر کامیاب بنانے اور اُس کی مذہبی سوچ بچار کے ادراکی شعور کو قرآن پاک کے اصولی مفہوم کی سطح پر پہنچا کر ہوا و ہوس کی عالمی افتراق انگیزی کے مقابلہ میں امن و آزادی کے ملّی انداز کو وحدت افروزی کے اسلامی شعور کی خضرئ مشعل ثابت کرنے کا موجب بن سکے

اِس کتاب کے ہر باب اور ہر فصل میں حیاتِ انسانی کے مختلف ادوار پر اور اُن ادوار میں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر اصولِ فطرت کے یکساں انداز کی روشنی میں ایک ہی نقطۂ خیال سے بحث کی گئی ہے اِس لئے اُس کے مضامین کی معنوی ترکیب کے علمی انداز میں لفظی تکرار کا اور لفظی ترکیب کے ادبی انداز میں معنوی تکرار کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ اگر قارئینِ کرام میری علمی اور ادبی خامیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے میرے مافی الضمیر کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو وہ تکرار اُن کی تفہیم کے صفا پذیر انداز کی راہ میں حائل نہیں ہو گی۔ اور اگر نفسِ مضمون کو صحیح طور پر سمجھ لینے کے بعد وہ اُس پر تنقید کرنے کی زحمت بھی گوارا کر سکیں تو اُن کی مخلصانہ تنقید میری فکری استعداد میں بہتری پیدا کرنے کا باعث اور میرے دل میں اُن کے لئے تشکر و امتنان پیدا کرنے کا موجب ہو گی

غلام اعظم
مشین محلہ نمبر ۳ جہلم
یکم جنوری ۱۹۶۲ء

Marfat.com

فہرست مضامین

پہلا باب

نظامِ کائنات میں حیاتِ انسانی کا انقلاب پذیر وجود

	صفحہ
(پہلی فصل)	
(۱) فکرِ انسانی میں ادراک کا اختلاف انگیز شعور	۲
(۲) نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے امری اثر کی عملی کیفیت	۴
(۳) طہارتِ زیست کی راہ پر نفسِ انسانی کی مختلف حالتیں	۵
(۴) انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس میں انقلاب کی روحانی انگیخت	۶
(۵) امن و اطمینان کی سطح پر ہوا و ہوس کی انقلابی انگیخت	۶
(دوسری فصل)	
(۱) حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی راہ پر روحانی علوم اور مادی فنون کی انگیخت کا موقت انداز	۸
(۲) مذہبی اور سیاسی دھڑے بندی کے دوہرے محلے	۱۳
(۳) سیاسی دھڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا انقلابی انداز	۱۸
(ا) ہوا و ہوس کی خلوص و وفا سے پہلی ٹکر	۱۹
(ب) دوسری اور تیسری ٹکر	۲۰
(ج) چوتھی ٹکر	۲۱
(۴) خیر و برکت کی اطمینان بخش سطح سے گر جانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا انقلابی انداز گراوٹ کے پہلے دور میں	۲۲
انقلابِ زیست کی چار منزلیں	۲۲
(تیسری فصل)	
(۱) مذہبی دھڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد ہوا و ہوس اور خلوص و وفا کا عملی شعور	۲۶
(ا) بیرونی اقتدار کے دوران میں	۲۷
(ب) داخلی قطر پر تعمیرِ دین و ملت کے پہلے دور میں ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی	۲۸
(ج) دھڑے بازی اور ذوالقرنین	۲۸

Marfat.com

(۲) انقلابی دائرے ۳۰

ولایت محمدیہ کی سطح پر حق تعالیٰ کی امری حکمت کا مذہبی اور سیاسی انداز ۳۱

(چوتھی فصل)

(۱) انقلابِ حیات کے اصولی محور پر مذہبی سیاسی اور دیگر ہر حیثیت کے مختلف معتقدات و مسلّمات کا امری انہدام ۳۴

(ا) عقیدت کی مصنوعی سطح پر مختلف نوعیت کے عصبی احساسات

(ب) تکمیلِ اتحاد کی سطح سے اختلاف پذیر عقاید کی گراوٹ ۳۷

(ج) خیر و برکت کی سطح پر مذاہبِ عالم کی حالت ۳۸

(د) انحطاطِ ملت کے دوران میں ملت کا مذہبی افتراق اور غیر ملی مذاہب کا سیاسی اُبھار

دوسرا باب

انسانی عقیدت کے ملی انداز کی سطح پر شعورِ عبودیت کا مدوجزر

(پہلی فصل)

(۱) ترکیبِ حیات کی بلند اور پست سطح پر خَلق انسانی کا عملی انداز ۴۲

(۲) زندگی کی بلند سطح پر شیطانی اثر کی رسائی اور اس کے بعد حق تعالیٰ کی کرم فرمائی ۴۳

(۳) ترکیبِ حیات کی آسمانی سطح سے انسانی زندگی کی پہلی گراوٹ ۴۴

(۴) احساسِ محرومی کے بیدار ہو جانے پر حق تعالیٰ کی انقلابی دستگیری ۴۴

حرصِ انسانی ارتقائے حیات کی راہ پر ۴۵

(دوسری فصل)

(۱) ارتقائے حیات کے روحانی انداز کا پہلا دور اور تعمیرِ دین و ملت کا ارتقائی شعور ۴۷

(۲) تعمیرِ دین و ملت کی راہ پر عالمی اہمیت کی پانچ بڑی منزلیں ۴۷

منزل ۱ طوفان اور سفینہ ۴۸

منزل ۲ تعمیرِ کعبہ اور تخلیقِ ملت ۴۸

امن و آزادی ۴۹

منزل ۳ ہوا و ہوس کے غاصبانہ اقتدار کی عالمگیر شکست ۵۰

(ا) آزادی کے بعد ہوا و ہوس کے انتشار سے رُسوخ پر حق تعالیٰ کے غضب کا نزول ۵۲

(ب) خلوص و وفا کی امن پذیر سطح پر انقلابی نظام کا نفاذ ۵۳

(ج) انقلاب کی راہ پر پریشانی کا عزم سوز مرحلہ ۵۳

(د) وادئ ہمرا میں رشد کی تلاش ۵۴

Marfat.com

(۲) طریقِ رشد کے انوکھے انداز کا
حکمت آموز راز ۵۵
(۳) دھوکے بازی کا اُبھار اور خاتمہ ۶۰
(۴) خلافت فی الارض کا قیام اور اس
کے بعد انہدام ۶۱
منزل ۴: مادّی تصوّرات کے خلاف نگیر
شعور کی عالمگیر کیفیت کے خلاف
روحانیت کے آسمانی آواز کی بعثت
خیز لہر ۶۲
منزل ۵: قرآن پاک کا عالم افروز نزول اور
تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل ۶۳
(۳) تکمیلِ دین و ملّت کی آسائش پذیر سطح پر
شعورِ عبودیت کی تغافل پذیری ۶۶
(۴) ملّت کی انحطاط پذیر لغزش ۶۷

تیسرا باب

انحطاطِ ملّت (پہلا دور)

(پہلی فصل)

(۱) ہوا و ہوس کا ملّی اقتدار اور مذہبی شعور ۷۰
(۲) خلوص و وفا کا ملّی ظہور اور دینی شعور ۷۱
(۳) روحانی علوم کی تحقیق اور مادی فنون کی تخلیق ۷۳
(ا) ہوا و ہوس کی تغافل پذیر جہت
کا تعیش انگیز انداز ۷۴
(ب) خلوص و وفا کی پریشان سطح پر قرآن پاک
کی امری حکمت کا اثر ۷۴
(۴) خطرہ کی حالت میں خلوص و وفا کا مدافعتی
شعور اور ہوا و ہوس کی غفلت کوشی ۷۵
(ا) ہوا و ہوس کے عیش کوش اقتدار کی
تباہی اور خلوص و وفا کی سطح پر تجدیدِ
اقتدار کا اسلام کوش اُبھار ۷۶
(ب) ملّی اقتدار کے خلاف غیر ملّی اقوام کا
حملہ اور شکست ۷۸

(دوسری فصل)

(دوسرا دور)

(۱) مذہبی اختلافات کا افتراق انگیز اُبھار اور
ملّت میں صلح آفریں حکمت کی سیاسی
انگیخت ۸۰
(۲) اقوامِ عالم کے سیاسی شعور کی سطح پر ملّی اور
غیر ملّی کی تمیز کا عملی خاتمہ ۸۱
(۳) وقارِ ملّت کی عالمی سطح پر ہوا و ہوس کے
غیر ملّی تیر کا آخری ہدف ۸۲
(۴) ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر اقتدار پرستی
کی دو طرفہ جنگ ۸۳

(تیسری فصل)

(۱) انحطاطِ ملّت کی تکمیل اور اطوارِ ملّت کے
مشاورتی شعور کی ابتدائی انگیخت ۸۵
(۲) تعمیرِ امن کے بین الاقوامی انداز کی مشاورتی

سطح سے ہوا و ہوس کے غیر ملّی شعور کی گراوٹ ۸۶

(۳) ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر نظریاتی اختلافات
کی شدت پذیری ۸۷

(۴) جنگ عظیم کے دو قوح کا عالمگیر خطرہ اور
خلوص و وفا کی سطح پر امن پسندوں کا
مدافعتی شعور ۸۸

چوتھا باب

امن و آزادی کا جدید دور

(پہلی فصل)

(۱) غیر ملّی نظریات اور اسلام کا جدید ابھار ۹۰

(۲) امن عالم کے متضاد ملّی شعور کی سطح پر ہوا و ہوس
کی نظریاتی اور خلوص و وفا کی اصلاحی اثر اندازی ۹۱

آزادیٔ عالم کے موجودہ دور میں
دھڑے بندی کا شدید ابھار ۹۲

(دوسری فصل)

(نشاۃ ثانیہ)

(۱) ارتقائے حیات کے روحانی انداز میں تعمیر
نو میں ملّت کا جدید ابھار ۹۴

(۲) امن و آزادی کے موجودہ مرحلہ تعمیر نو میں
ملّت کے صوفیائے کرام کی پہلی اور دوسری
انگیخت میں علمی مشابہت ۹۵

(۳) روایتی ذوالقرنین کے متعلق تاریخی اور
قرآنی تحقیق ۹۷

(ا) قدیم روایات ۹۷

(ب) تاریخی تحقیق ۹۷

قرآنی تحقیق ۹۹

(۴) ذوالقرنین کے اصولی کردار کی عملی ادائیگی
موقت طور پر ملّت کا مذہبی فریضہ ہے ۱۰۰

(۵) حیاتِ انسانی کا عالمی ۔ قومی ۔ خاندانی اور
انفرادی چکر (خاکہ) ۱۰۲

(تیسری فصل)

(۱) انقلاب زیست کے عالمی چکر پر ملّت کو
حق تعالےٰ کی قرآن آموز حکمت کا
دائمی سہارا ۱۰۴

(۲) ملّت کی قدیم شوکت کا خاتمہ اور قصد ولایت
میں قرآن آموزی کی جدید انگیخت ۱۰۵

(۳) مذہبی تحقیق کے قرآن افروز انداز پر
حق تعالےٰ کی دائمی سلام رسانی ۱۰۹

(۴) ملّت کے مذہبی شعور کی موجودہ سطح پر
علمی تحقیق کی امری انگیخت ۱۱۰

پانچواں باب

ذوالقرنین

(قرآن پاک کی روشنی میں)

قرآن پاک کے مقدس ارشادات اور ان کا
اردو ترجمہ اور تشریح ۱۱۶

(۱) ذوالقرنین کے انقلابی کردار سے واقفیت حاصل

Marfat.com

کرنے کی خواہش یا ذوالقرنین کی ضرورت
کا معنوی انداز ۱۱۷

(۲) حالاتِ زیست کی انقلاب پذیری کے دوران
میں ذکرِ ذوالقرنین کی عملی تلاوت ۱۲۱

(۳) دھڑے بازی کی شدت کے فرد ہونے
کا مرحلہ ۱۲۵

(۴) دھڑے بازوں کے دلوں میں خصومت
کی دوبارہ انگیخت ۱۲۷

(۵) ذکرِ ذوالقرنین کی عملی تلاوت کے دوران میں
مطلع الشمس کے وقتی حالات کی طرف
اشارہ ۱۲۸

(۶) ذوالقرنین کے انقلابی عزم کی آئندہ راہ
پر دھڑے بازوں کی طرف سے
رکاوٹ کی دو طرفہ تخلیق ۱۳۰

(۷) ذوالقرنین کے ساتھیوں میں فساد پیدا
کرنے والوں کے خلاف عملی مہم چلانے
کی خواہش ۱۳۲

(۸) صلح و اتحاد کی انقلابی ترکیب میں امن
پسندوں کا سرگرم انہماک اور فساد انگیز
عناصر کی روگردانی ۱۳۶

(۹) ضبطِ حیات کی امن آفرین سطح پر علم و حکمت
کے آتشیں جلال کی دشمن سوز انگیخت ۱۳۷

(۱۰) حق تعالیٰ کے حضور میں ذوالقرنین کی
شکرگذاری اور قوم کو زندگی کے
پُرامن انداز میں استحکامِ ضبط کو برقرار
رکھنے کی تاکید ۱۳۹

(۱۱) ہوا و ہوس کے اثر میں کئے گئے افتراق انگیز
اعمال کے نتائج کی آخروی صورت ۱۴۱

(۱۲) علمی فصاحت کا عجمی انداز مفہومِ قرآن
کی ادائیگی سے قاصر ہے ۱۴۱

چھٹا باب

ذوالقرنین کی کہانی

(قرآن پاک کی روشنی میں)

(پہلی فصل)

ذوالقرنین کا انقلابی سفرنامہ ۱۴۶

(۱) تخلیقِ امن کی راہ پر ذوالقرنین کا مغرب
الشمس تک پہنچنا ۱۴۷

(۲) ذوالقرنین کا مطلع الشمس تک پہنچنا ۱۴۸

(۳) ذوالقرنین کا سدین کے درمیان پہنچنا ۱۴۹

(۴) یاجوج و ماجوج کی فساد انگیزی ۱۵۰

(۵) یاجوج و ماجوج کی راہ پر تعمیرِ ردم
کا اہتمام ۱۵۱

(۶) صدفین کے درمیان تعمیرِ ردم کے لئے
زبر الحدید کا اکٹھا کیا جانا ۱۵۲

(۷) زبر الحدید کا مادہ وار تسویہ اور اس میں علوم و
فنون کا حکیمانہ نفوخ ۱۵۲

(۸) علم وحکمت کے جہالت سوز نفوذ سے نظامِ زیست جراثیمِ فساد کے لئے آتشکدہ بن گیا ۱۵۳

(۹) انقلابی سفر کی کامیابی پر حق تعالیٰ کے حضور ذوالقرنین کی شکر گذاری ۱۵۴

(دوسری فصل)

(۱) یاجوج وماجوج کا دوبارہ خروج ۱۵۵

(ا) ذوالقرنین کے بعد تعمیرِ ملت کی جانب ۱۵۵

(ب) انقلابِ حیات کے بائیں جانب پر انحطاطِ ملت کے دوران میں ہوا وہوس کی نئی۔ غیر ملی اور غیر انسانی انگیخت ۱۵۷

(ج) مذہبی دھڑے بازی کا ابھار ۱۵۹

(د) دھڑے بازی کے فرد ہو جانے کے بعد ۱۶۰

(ہ) یاجوج وماجوج کا زمین میں پھیل جانا اور نتائجِ اعمال کے نفاذ کا نفخِ صور کی شکل اختیار کرنا ۱۶۲

(۲) جہنم کا منکروں کے روبرو لایا جانا ۱۶۵

(تیسری فصل)

ذوالقرنین کی کہانی ۱۶۸

(قدیم روایات کی روشنی میں)

(۱) ذکرِ ذوالقرنین کا روایتی مفہوم (قرآن پاک کی اصول افروز روشنی میں) ۱۷۲

ذکرِ ذوالقرنین کے روایتی اور اصولی مفہوم کا معنوی تطابق ۱۷۳

(چوتھی فصل)

(۱) خضرؑ اور سکندر کا ہم سفر ہو کر آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچنا ۱۷۶

(قدیم روایات کی روشنی میں)

(ا) حق تعالیٰ کی مذہبی حاکمیت کے انحطاط افروز انداز کی سطح پر دھڑے بازی کا ابھار ۱۷۷

(ب) خضرؑ اور ذوالقرنین کی انقلابی ہم سفری کا آغاز ۱۷۹

(ج) انقلاب کی راہ پر دشوار گذار مرحلہ ۱۸۰

(د) آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچنا ۱۸۱

(ہ) انقلابی سفر کی عالمی راہ پر خضرؑ اور ذوالقرنین کا ہم مذہب ہونا ضروری نہیں ۱۸۲

(پانچویں فصل)

انقلابِ حیات کے عالمی محور پر انحطاطِ ملت کے دوسرے دور میں خضرؑ اور ذوالقرنین کے انقلابی سفر کا آغاز ۱۸۴

(ا) اسرارِ ولایت کی سطح پر اولیائے کرام کی روحانی تنظیم ۱۸۴

(ب) اقتدار و رسوخ کی غیر ملی سطح سے ذوالقرنینی تدبر کا انتخاب ۱۸۶

(ج) ذوالقرنینی تدبر کا غیر ملی شعور عالمی امن کی راہ پر ۱۸۷

Marfat.com

(۱) ذوالقرنینی تدبر کے غیر ملّی شعور کی
اسلامی حکمرت کے حضری شعور کی
رہبری سے محرومی ۱۸۸
(۲) امن عالم کے مشاورتی انداز کی
ابتلاء ۱۹۰
انقلابِ حیات کا عالمی چکر ۱۹۱
(۳) عالمی انقلاب کی راہ پر ذوالقرنینی
تدبر کے غیر ملّی شعور کی آخری اور
قومی انقلاب کی راہ پر اس کے ملّی
شعور کی ابتدائی منزل ۱۹۱
(چھٹی فصل)
جمہوریت کے ملّی اور غیر ملّی انداز میں
فکری شعور کا اعتقادی اختلاف ۱۹۳
(ا) اسلامی ممالک میں دھڑے بازی کی
انگیخت جمہوریت کے غیر ملّی نفاذ
کا نتیجہ ہے ۱۹۴
(ب) اسلامی ممالک کے حالیہ انقلاب ۱۹۶
(ساتویں فصل)
(۱) ارضِ مقدس ۱۹۸
ارضِ مقدس کا تعمیری انقلاب ۲۰۰
(۲) امن عالم کو برقرار بنانے کی سب سے
بڑی اور اصل ذمہ داری ملّت پر عاید
ہوتی ہے ۲۰۲
ساتواں باب
مذہب
(۱) ارتقائے حیات کی راہ پر فکرِ انسانی کا
فطری انداز ۲۰۸
(۲) مذہب حیات انسانی کے تغیر پذیر وجود میں
روح کی حیثیت رکھتا ہے ۲۰۹
(۳) قرآن پاک مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کا
ترجمان اور مؤید ہے ۲۱۲
(ا) مذہب کی اصل حقیقت خلوص وفا کے اثر میں
انگیخت پذیر ہوتی ہے ۲۱۴
(ب) ایک ہی مذہب سے متعلق تفہیم عقاید کا اختلاف
انگیز انداز حقیقی نہیں ۲۱۶
(۴) نفسِ ملّت کا قرآن افروز تزکیہ حیاتِ ۲۱۸
انسانی کی رشد آموز طہارت ہے
(۵) خاتمہ ۲۲۶

(نوٹ) اس کتاب میں ملّت سے مراد ملّت اسلامیہ ہے

Marfat.com

پہلا باب

نظامِ کائنات میں حیاتِ انسانی کا انقلاب پذیر وجود

Marfat.com

پہلی فصل

فکرِ انسانی میں ادراک کا اختلاف انگیز شعور

نظامِ کائنات میں ہر چھوٹی بڑی مخلوق خواہ وہ نوری ہو یا ناری اور ارضی ہو یا سماوی اُس نظام کے کسی نہ کسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے۔ جب تک اس مقصد کو پورا کرنے کی خلقی موزونیت اس میں بحال رہتی ہے اس کا وجود اس نظام کی ترکیب میں برقرار رہتا ہے لیکن جب کسی چیز کی خلقی حیثیت اُس کے امری مقصد کو پورا کرنے کی فطری موزونیت سے محروم ہو جاتی ہے تو اس کے وجود کی برقراری بھی محال ہو جاتی ہے۔ نظامِ موجودات میں حیاتِ انسانی کا امری مقصد دوسری ہر مخلوق کے مقصد سے بلند اور اس کے خلقی وجود کی ترکیبی سطح سب سے اونچی ہے۔ اس سطح پر پہنچنے کے لئے اور برقرار رہنے کی خاطر انسانی ارادیت کا اختیاری اسلوب امری طور پر عقیدت کی شکل میں اختصاص پذیر ہوتا ہے اور یہی اسلوب انسان کا اصل مذہب ہے۔ جب تک انسان میں مذہبی عقیدت کا امری شعور بحال رہتا ہے وہ اپنے اخلاق کے امری اسلوب کی سطح پر برقرار رہتے ہوئے اپنی تخلیق کے امری مقصد کو پورا کرتا رہتا ہے۔ لیکن مذہبی عقیدت کے امری شعور کی بحالی کا انحصار اس بات پر ہے کہ فکرِ انسانی کی ادراکی استعداد کا امری انداز عملی طور پر اس کا پورا پورا ساتھ دے جو ہمیشہ کے لئے اپنے عمل کی ایک نہج پر برقرار نہیں رہتا۔ انسان آج ایک چیز کو صحیح اور فائدہ مند قرار دیتا ہے تو کل اُس کو غلط اور نقصان دہ سمجھنے لگ جاتا ہے اور آج جس کو غلط اور مضر سمجھتا ہے کل اس کو صحیح اور مفید خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ روزمرّہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی خاطر مختلف وقتوں میں مختلف تجویزیں عمل میں لاتا ہے۔ مختلف وقتوں میں پیدا ہونے والے زندگی کے ایک ہی طرح کے مسائل کو حل کرنے کی خاطر مختلف طریقے استعمال کرتا ہے اور اسی طرح ایک ہی مسئلہ پر سوچ بچار کرنے سے مختلف دماغوں کے فیصلے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ فکرِ انسانی کے اِن وقتی انقلابات اور شخصی اختلافات کی

Marfat.com

وجہ نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب کے اندر ہی طبعی طور پر پوشیدہ ہے۔ نفسِ انسانی کا عملی انداز غیر شعوری طور پر اس وجہ سے اثر پذیر ہوتا ہوا حیاتِ انسانی کے امری اسلوب میں انقلاب پیدا کرتا رہتا ہے۔

خالقِ مطلق کے تکوینی امر کی تخلیقی اقتضاء کا عملی اثر تخلیقِ موجودات کی امری سطح پر اپنی امری حیثیت کو دو مختلف اور متضاد صورتوں میں بحال لیتا ہے۔ ایک صورت جس کو مثبت کہنا چاہئے۔ اشیاء و کائنات کو عدم کی سطح سے اوپر اٹھا کر عالمِ وجود میں لانے کا موجب بنتا ہے اور دوسری صورت جس کو منفی کہنا چاہئے عالمِ وجود پر تعدیم کا عمل وارد کرتی ہے۔ حیاتِ انسانی میں امرِ تکوین کی تخلیقی اقتضاء کا وہ مثبت اثر تو زندگی کو تباہی کی سطح سے اوپر اٹھا کر وجودِ حیات کی امری سطح پر پہنچاتا اور اس کو امن و سکون سے واصل بناتا ہے لیکن منفی اثر اس کو امن و اطمینان کی بلند سطح سے نیچے گرا کر وجودِ حیات کی امری ترکیب پر تخریب وارد کرتا ہے۔ مثبت اثر نے نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب میں خلوص کی حیثیت اختیار کر رکھی ہے اور منفی اثر نے ہوا کی طبعی خاصیت کا روپ دھار رکھا ہے۔ خلوص کا عمل وفا کی صورت میں وجود پذیر ہوتا ہے اور ہوا اپنے طبعی فعل سے ہوس کی شکل میں مشہود ہوتی ہے۔ خالقِ مطلق کا تخلیقی امر جب حیاتِ انسانی کی صورت بندی عمل میں لاتا ہے تو اس کے وجود کا ترکیبی امتزاج چار عناصر کے امری اشتمال سے فطرت پذیر ہوتا ہے۔ خلوص و وفا اور ہوا و ہوس تو اس امتزاج میں امرِ تکوین کی تخلیقی اقتضاء کے مثبت اور منفی ہر دو اثر کی دو متضاد صورتیں ہوتی ہیں اور خیر و شر دو عنصر ان ہر دو صورتوں کے عملی اثر کی دو لازمی کیفیتیں ہوتی ہیں جن میں دو کا اثری شمول خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے فطری امتزاج میں امری طور پر لازمی ہوتا ہے اور چونکہ حیاتِ انسانی کی صورت بندی امرِ تکوین کی تخلیقی اقتضاء کے مثبت اثر یعنی خلوص سے ابتدا پذیر ہوتی ہے اس لئے ابتدا میں ان ہر چہار عناصر کے امتزاج میں خلوص و وفا کا اثر غالب حیثیت اختیار کر لیتا ہے جبکہ ہوا و ہوس اور جہل و شر کا اثر اس میں جذب ہوتا ہوا اپنے طبعی عمل سے اسی کے عملی مقصد میں زور پیدا کرتا ہے۔ لیکن خلوص و وفا کا غالب اثر اپنے عمل کی راہ پر جب خیر و برکت کی ابتدائی فضاؤں میں پہنچ جاتا ہے تو ہوا و ہوس کے طبعی اثر کی عملی انگیخت اس امتزاج میں بگاڑ پیدا کر دیتی اور خلوص و وفا سے علیحدگی اختیار کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر دو عنصر کا طبعی اثر دو متضاد راہیں اختیار کر لیتا ہے۔

فکرِ انسانی کے ادراکی شعور میں خلوص و وفا کا روحانی اثر قبول کرنے کی مثبت اور ہوا و ہوس کے مادی تاثرات سے متاثر ہونے کی منفی موزونیت یکساں حیثیت سے موجود ہے اور اسی طرح عملِ انسانی

Marfat.com

میں اُن ہر دو طرف کے عملی نتائج کو قبول کرنے کی موزونیت بھی فطری طور پر موجود ہے۔ حرصِ زیست کے دائیں جانب سے خلوص و وفا کا روحانی اثر قوتِ فکر کی ادراکی استعداد کو متاثر بناتا ہوا نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب کو زندگی کے امری مقصد کی طرف اوپر اٹھاتا اور خیر و برکت کی سطح پر پہنچاتا ہے لیکن بائیں جانب سے ہوا و ہوس کا مادی اثر اس کو جہل و شر کی طرف دھکیلتے ہوئے ذلت و خواری کے گڑھے میں گراتا ہے۔ اوپر سے حق تعالےٰ کے تخلیقی امر کی حیات آفرین روح خلوص و وفا کو امداد پہنچاتی ہے لیکن نیچے سے جہل و شر کی تباہ کن طاقتیں ہوا و ہوس کے منفی اثر میں زور پیدا کرتی ہیں جس سے تعدیمِ حیات کی تخلیقی امر پذیر ہوتی ہے۔ حرصِ انسانی ہر دو طرف کا مثبت اور منفی اثر قبول کرتی ہوئی جذبات و احساسات پر تضاد کی کیفیت طاری کرتی رہتی ہے جس سے فکرِ انسانی میں تغیر و تبدل پیدا ہوتا رہتا ہے اور حیاتِ انسانی کا انقلاب پذیر وجود دائیں بائیں کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ زندگی کی سطح پر نفسِ انسانی کی ہر صورت خواہ اس کے اوصاف و اخلاق کی ترکیبی حیثیت انفرادی ہو یا اجتماعی اور جماعتی ہو یا قومی حرصِ زیست کی ہر دو جانب کا اثر یکساں طور پر قبول کر رہی ہے۔ کسی نفس کی عملی ترکیب میں تو خلوص و وفا کا اثر غالب ہے اور کسی میں ہوا و ہوس کا غلبہ برسرِ کار ہے اور اس طرح سے اُن کل افراد نے مختلف حیثیت کی کئی صورتیں اختیار کر رکھی ہیں جو زندگی کے مختلف مرحلوں پر یا تو اپنے اصل مقصد یعنی خیر و برکت کی طرف اوپر اُٹھ رہی ہیں اور یا اس کی مخالف سمت پر جہل و شر کی طرف بڑھ رہی ہیں

نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے امری اثر کی عملی کیفیت

نفسِ انسانی میں حرصِ زیست کی امری کیفیت تو ہمیشہ یکساں رہتی ہے لیکن جذبات و احساسات کی عملی کیفیت خلوص و وفا کا مثبت اور ہوا و ہوس کا منفی اثر قبول کرتے ہوئے حرص کے عملی رخ میں تبدیلی پیدا کرتی رہتی ہے۔ خلوص و وفا کا اثر جذبات و احساسات کو الفت کی راہ پر ڈالتا ہے لیکن ہوا و ہوس اُن میں خود غرضی کو ابھارتی ہے۔ الفت اُن میں تحمل اور یک جہتی پیدا کرتی ہے لیکن خود غرضی عجلت اور پھوٹ کو ہوا دیتی ہے۔ اگر خلوص و وفا کا اثر غالب ہو تو جذبات و احساسات میں یگانگت اور یک سوئی پیدا کرتے ہوئے اُن کو محبت کی اتحاد آفرین سطح پر پہنچا دیتا ہے جہاں نورِ عقل کی امری روشنی

فہم و فراست کی فکری قوتوں کو منوّر بناتے ہوئے حکمت کو جنم دیتی ہے لیکن ہوا و ہوس کا غلبہ اثر اس سطح پر عیاری کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ غرضیکہ فنا کی سطح پر حق تعالیٰ کی امری دستگیری کا سہارا حکمت کو زور پہنچاتا ہے تو حکمت نفس انسانی کو ہوا و ہوس کے عیارانہ اثرات سے محفوظ بناتے ہوئے اطمینان و سکون کی سطح پر پہنچا دیتی ہے۔ اگر انسان کو ترکیب نفس کی امری حیثیت اور اس ترکیب میں عیاری و فنا اور ہوا و ہوس کے امری اثر کی عملی کیفیت کا صحیح شعور حاصل ہو جائے تو تزکیۂ نفس اور طہارت زیست کا عمل آسان ہو سکتا ہے جس سے شعور طریقت کے امری اسلوب کی حیات افروز شمع روشن ہو جاتی ہے

طہارتِ زیست کی راہ پر نفس انسانی کی مختلف حالتیں

نفس انسانی کی تخلیقی ترکیب کے عمل میں طہارت پیدا کرنے کے لئے خود نفس کی حیثیت انفرادی ہو یا اجتماعی عمل کی اصولی راہ ایک ہی ہے [illegible] نفس انسانی کی تخلیقی ترکیب کا عمل ہوا و ہوس کے شدید اثر میں اطمینان و سکون کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے اور جہل و شر کی سطح پر نفس ماؤف ہو کر بدامنی اور بے چینی پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے تو نفس کی اس حیثیت کو قرآن کی اصطلاح میں نفس امارہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور جب بدامنی اور بے چینی کا احساس شدت کی انتہا کو پہنچ کر انسان کی سطح پر نفس امارہ کے خلاف ملامت کا اصولی احساس پیدا کر دیتا ہے اور خلوص و وفا کا جذبہ جذبات و احساسات میں تضاد و پیکار پیدا کرتے ہوئے نفس امارہ کی [illegible] ملامت کرنا شروع کر دیتا ہے تو نفس کی وہ حیثیت نفس لوامہ کے نام سے موسوم کی گئی ہے۔ جب جذبات و احساسات میں خلوص و وفا کا الفت خیز اثر تضاد و پیکار کو تعمیری ترکیب پر پہنچا دیتا ہے اور قوائے فکری کی ادراکی استعداد اصول تخلیق کی عرفانی بلندیوں پر پہنچ کر نور عقل کی ہدایت اور روشنی سے منور ہوتے ہوئے نفس لوامہ کو اور اونچا اٹھا دیتی ہے تو اس وقت نفس کی حالت نفس ملہمہ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اس کے بعد جب نور حکمت کی تخلیقی روشنی ترکیب نفس کو ہوا و ہوس کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی راہ پر ڈال دیتی ہے تو پھر نفس ملہمہ نفس مطمئنہ کی حیثیت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور جب اطمینان ایمان کی انتہائی منزل کو پہنچ جاتی ہے تو پھر وہ نفس راضیہ کے درجہ تک بلند ہو جاتا ہے۔ نفس راضیہ جب خدا سے تعلق کو مستحکم بنانے اور اس کو تزکیہ و طہارت کی راہ پر ڈالنے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے تو اس حالت میں وہ نفس مرضیہ

Marfat.com

ہوتا ہے اور اس سے آگے نفسِ کاملہ کا مقام ہے جس پر پہنچ کر نفسِ انسانی اپنی انفرادی یا اجتماعی ہر حیثیت میں حیاتِ انسانی کے عملی کردار کو اس کے امری اسلوب کی عقیدت افروز سطح پر پہنچانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس میں انقلاب کی روحانی انگیخت

انسانی معاشرہ کے اندر حرصِ زیست کے جماعتی اظہار کی صورت میں نفسِ انسانی کے انقلابی انداز کی کیفیت بھی وہی ہوتی ہے جو اس کے انفرادی اظہار کی صورت میں ہوتی ہے۔ جب کسی معاشرہ میں ہوا و ہوس کے زیست کش اور امن سوز اقتدار و رسوخ کے خلاف ملامت کا شدید اظہار پیدا ہو کر افراد میں یک جہتی پیدا کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس کے اجتماعی نفس کی حیثیت نفسِ لوامہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور جب افراد میں یک جہتی اور یک سوئی مکمل ہو کر حقیقی اتحاد کی سطح پر پہنچ جاتی ہے اور خلوص و وفا کی جانب پر قوائے فکری کی ادراکی استعداد نورِ عقل کی امری روشنی میں پہنچ کر حکمت سے منور ہونے لگ جاتی ہے تو نفسِ لوامہ نفسِ ملہمہ کی حیثیت میں بدل جاتا ہے۔ نزولِ حکمت کے مرحلہ پر پہنچ کر ہوا و ہوس کا مغلوب اثر عیاری کی صورت اختیار کرتا ہوا خلوص و وفا کے حکمت پذیر شعور کے خلاف سرکشی کر دیتا ہے لیکن حق تعالےٰ کی انقلابی امداد جو خلوص و وفا کو کامیاب بنانے کی خاطر نزول فرما ہو چکی ہوتی ہے ہوا و ہوس کی عیاری کو شکست دیتی ہوئی معاشرہ کے جماعتی نفس کو نظامِ امن کی اطمینان بخش سطح پر پہنچا دیتی ہے اور بعد میں بھی معاشرہ اگر خلوص و وفا کے اثر میں حکمت کی راہ پر ثابت قدمی برقرار رکھے تو اس کا اجتماعی اسلوب طہارتِ زیست کی باقی منزلوں کو طے کرتا ہوا نفسِ کاملہ کے درجہ پر بھی پہنچ سکتا ہے

امن و اطمینان کی سطح پر ہوا و ہوس کی انقلابی انگیخت

نظامِ امن کی اطمینان آفریں سطح سے گر کر ذلّت و خواری کی سطح پر پہنچنے تک معاشرہ کو الٹے پاؤں وہی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں جن کو عبور کرنے کے بعد وہ زندگی کی امن آفریں سطح پر پہنچتا ہے۔ امن و آزادی کی اعلےٰ سطح پر جب ہوا و ہوس کے دبے ہوئے اثر کو خلوص و وفا کے خلاف سرکشی کرنے کا عملی موقعہ ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ اثر عیاری کی صورت اختیار کرتے ہوئے معاشرہ کو اندرونی انتشار میں مبتلا کر دیتا ہے جس سے معاشرہ کے بیرونی اثر و رسوخ میں بھی کمی واقع ہونے لگ جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ معاشرہ کا

Marfat.com

اجتماعی نفس نفسِ مرضیہ اور نفسِ راضیہ کی حیثیت سے محروم ہونے لگ جاتا ہے تو ہوا و ہوس کا بڑھتا ہوا اثر اقتدار پر تسلط حاصل کر لیتا ہے لیکن ہوا و ہوس کا عیارانہ رسوخ اقتدار کو دیر تک بحال نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ وہ جلد ہی خود غرضانہ افتراق کا شکار ہو جاتا ہے۔ اطمینان کی سطح سے نیچے چھوڑ کر اور فساد کی امن سوز حالت میں معاشرہ نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچ جاتا ہے جہاں افراد کی پشیمانی اُن میں دوبارہ اتحاد کو بیدار کر دیتی ہے۔ اتحاد کی بیداری سے خلوص و وفا کی سطح پر حکمت کی روح دوبارہ بیدار ہو جاتی ہے جس سے ہوا و ہوس کا افتراق انگیز اثر دب جاتا ہے اور امن بحال ہو جاتا ہے لیکن معاشرہ کی گردش کے راستہ پر ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر کسی منزل پر بھی کلی طور پر فرو نہیں ہوتا۔ خلوص و وفا کے دوبارہ برسرِ اقتدار آ جانے کے بعد ہوا و ہوس اپنے عیارانہ ڈھنگ پیچ سے اقتدار پر پورا پورا تسلط جما لیتی ہے اور جب اس کا امن سوز و زیست کش اثر معاشرہ کی زندگی کو دوبارہ پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تو اس کے اجتماعی نفس کی حیثیت نفسِ لوامہ کی سطح پر پہنچ جاتی ہے جہاں ہوا و ہوس کے سکون سوز اقتدار کے خلاف ملامت کا عوامی جذبہ انگیخت پذیر ہو جایا کرتا ہے۔ ملامت کے متحد اجبار کی سطح پر حق تعالےٰ کی امن آفرین روح پھر ایک دفعہ خلوص و وفا کی دستگیری کو آ پہنچتی اور ہوا و ہوس کے ستم آفرین اقتدار پر غضب بن کر نازل ہوتی ہے۔ اگر خلوص و وفا کی اندرونی طاقتیں حریت پناہ عسکریت کی سطح پر متحد ہو کر حق تعالےٰ کی امن آفرین روح کا ساتھ دیں تو وہ روح بیرونی طاقتوں کی امداد سے بے نیاز ہو کر معاشرہ کو امن و آزادی کی راہ سے اوپر اٹھاتی ہوئی اس کو حیاتِ انسانی کے امری اسلوب کی اعلیٰ سطح پر پہنچا دیتی ہے جس سے ہوا و ہوس نے اس کو گرایا ہوتا ہے۔ لیکن ہوا و ہوس کی ان طاقتوں نے نفسِ امارہ کی سطح سے اطمینان کی تہذیم عمل میں لاتے ہوئے اس کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیا ہوتا ہے۔ اُن کو بصورت ذلت و خواری کی جلا وطنی ہی ہوتی ہے

Marfat.com

دوسری فصل

حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی راہ پر روحانی علوم اور مادی فنون کی انگیخت کا موقت انداز

جب کسی معاشرہ میں نظامِ زیست کی امن و اطمینان کش ترکیب کے خلاف خلوص و وفا کی جماعتی انگیخت عمل پذیر ہو جاتی ہے تو ہوا و ہوس اور جہل و شر کے طبعی اثرات بھی آہستہ آہستہ خلوص و وفا کے اثر میں جذب ہونا شروع کر دیتے ہیں۔ جہل و شر کا خاصہ افراد کی فکری قوتوں کے ادراکی شعور کو مبرائی علم سے جو نظامِ زیست کی امن کش ترکیب کے نفاذ میں اصولی امداد بہم پہنچاتا ہو بے بہرہ بناتے ہوئے اس نظام کے خلاف غضب و غصہ کو ابھارتا ہے۔ ہوا و ہوس کا اثر افراد کی عملی قوتوں یعنی عزم کو حرکت پہنچاتا ہے۔ خلوص و وفا کا غالب اثر ان سب کی یکساں انگیخت کو یک جہتی کا رنگ چڑھاتا ہے اور حق تعالیٰ کی انقلابی روح معاشرہ کے متحد عزم میں جوشِ عمل پیدا کرتی ہے۔ جب خلوص و وفا کی سطح پر افراد کا ابھرتا ہوا اتحاد تکمیل کو پہنچ کر حق تعالیٰ کی امری حکمت کے روحانی وصول کا باعث بن جاتا ہے تو جہل و شر کا خاصہ روحانی علوم کے نزول کی تاب نہ لا کر اپنے طبعی عمل سے رک جاتا ہے اور ہوا و ہوس کے عیارانہ بھروسہ پر اپنی راہ الگ کر لیتا ہے لیکن ہوا و ہوس کی عیاری جب خلوص و وفا کے حکیمانہ انداز سے شکست کھا کر دب جاتی ہے تو معاشرہ امن و اطمینان کی بلند سطح پر پہنچ جاتا ہے جہاں علم و حکمت کا روحانی نزول تکمیل کو پہنچ کر شرافتِ انسانی کے اخلاقی آئین کو مذہب کی حقیقی شان میں درخشاں بنا دیتا ہے اور جہل و شر کا خاصہ نظامِ زیست کی اسفل سطح پر پہنچ کر ذلت و خواری کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے

امن و اطمینان کی سطح پر پہنچ کر ہوا و ہوس کا خاصہ خلوص و وفا کے اثر میں دوبارہ جذب ہو جاتا یا اس سے منقلب ہو جاتا ہے اور علم و حکمت کی روحانی روشنی میں نظامِ معیشت کی بہتری کے مقصد سے مادی علوم اور صنعتی فنون کی انگیخت عمل میں لاتا ہے۔ جب معیشت بہتر اور بلند ہو کر امن و اطمینان کی

روحانی سطح پر متوازی حیثیت اختیار کر لیتی ہے تو ہوا و ہوس کا مادی اثر اپنے طبعی انداز میں ظاہر ہو کر قوائے فکری کے عوامی ادراک کی سطح پر خلوص و وفا کے خلاف سرکشی کر دیتا ہے اور آخر کار اقتدار پر بھی مسلط ہو جاتا ہے اور جب تک ہوا و ہوس کا اقتدار عیاشی کے دور میں داخل ہو کر عوامی زندگی کو انتشار میں مبتلا کرنے اور امن عامہ کو مدنی فسادات کی آگ میں جھونکنے کا باعث نہیں بن جاتا خارجی دنیا کی کل طاقتیں جن میں مدافعتی قابلیت کی عسکری طاقت کو سب سے بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے اس اقتدار کی حمایت پر کمربستہ رہتی ہیں۔ عسکری حکمت کے حربی علوم اور حربی انداز کے صنعتی فنون اسی موسم میں انگیخت پذیر ہوتے ہیں جبکہ نظام امن کی باگ ڈور ہوا و ہوس کے ہاتھوں میں آکر امن و آزادی کو مخدوش بنانے کا موجب بن جاتی ہے

علوم و فنون کے مادی ارتقاء میں زور پیدا کر لینے کے بعد ہوا و ہوس کا عیارانہ اقتدار مذہب پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جس سے مذہب کی روحانی شکل مسخ ہو کر رسمی اصولوں کے مادی سانچہ میں ڈھل جاتی ہے اور مذہبی عقاید کی توہم پذیر سطح پر افتراق پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔ ہوا و ہوس کے عہد اقتدار میں اوہام و ظنون کی مذہبی حیثیت کو برقرار بنانے کی غرض سے رہنماؤں کی درآمد بھی نشر کے ہوس انگیز گوشوں سے عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان رہنماؤں کی گمراہ کن قیادت میں اوہام و ظنون کی سطح پر مذہب کی ہر صورت اور ہر شکل ہوا و ہوس کے اقتدار میں زور پیدا کرنے کے لئے وجود پذیر ہوتی ہے۔ جب ہوا و ہوس کا عیارانہ اقتدار جبر و تشدد کا انداز اختیار کر لیتا ہے تو زندگی کے طبعی ارتباط میں اخلاقی خوشگواری کو بحال و برقرار رکھنے کی خاطر خلوص و وفا کی مغلوب سطح پر فلسفہ کی علمی انگیخت امری طور پر لازمی ہو جاتی ہے۔ جن دلوں اور دماغوں میں خلوص و وفا کا انتہائی اثر فلسفہ کی حکمت افروز روشنی میں وصول حقیقت کے عرفانی درجہ پر پہنچ جاتا ہے وہ زندگی کے باطل پذیر انداز سے کنارہ کش ہو کر صدق و صفا کے گمنام گوشوں میں پہنچ جاتے ہیں جہاں ان لوگوں کی انقلابی روح اپنی حق آموز پناہ میں لے لیتی ہے۔ عملی زندگی کی طبعی سطح سے ان پرخلوص اور باوفا دلوں اور دماغوں کے کنارہ کش ہو جانے کے بعد ہوا و ہوس کے مادی اقتدار کی راہ سے خلوص و وفا کے روحانی شعور کی کل رکاوٹیں جب ہٹ جاتی ہیں تو اس اقتدار کا تعیش پذیر قدم بھی نشر کی طرف بڑھنے لگتا ہے جس کی مذہب کش حمایت کا زور اس اقتدار کو پہلے سے پہنچ رہا ہوتا ہے

جب ہوا و ہوس کا اقتدار حشمِ زیست کے کمال کو پہنچ کر جہل و شر کی طرف قدم بڑھانے لگتا ہے تو احساسِ آسائش کا تعیش پذیر انداز ان کا خیر مقدم بجا لاتا ہے۔ جہل و شر کا طبعی خاصہ جو خلوص و وفا کے اثر میں جاذب ہو تو عوامی سوچ بچار کی ادراکی سطح کو ہوا و ہوس کی عیارانہ فریب کاری کے عملی اثر سے صاف کرتا ہے اور ہوا و ہوس کے اثر میں جاذب ہو تو خلوص و وفا کی مخالفت میں فہم و فراست کی عوامی قوتوں کو علم و حکمت کے روحانی بہرہ سے محروم بناتا ہے ہوا و ہوس کے تعیش پذیر انداز میں مؤثر حیثیت اختیار کرتے ہوئے علوم و فنون کی مادی ترقی کو روک دیتا ہے۔ علم و حکمت کی وہ کل صورتیں جو خلوص و وفا کی کامیابی کے دور میں ہوا و ہوس کی مغلوب سطح پر سائنس کی شکل میں اور ہوا و ہوس کی کامیابی کے دور میں خلوص و وفا کی مغلوب سطح پر فلسفہ کی صورت میں انگیخت پذیر ہوتی ہیں کرۂ ارض کے کسی بھی دوسرے خطہ میں پہنچ کر وہاں کی موافق اور موزوں آب و ہوا میں نشو و نما پانے اور اغیار کے گھروں کو رونق بخشنے لگ جاتی ہیں جب کہ اُن علوم کا پیدائشی وطن ہوا و ہوس کے غفلت پذیر اقتدار کے دوران میں جہل و شر کا شکار ہو کر حکم و فنون کی صنعتی انگیخت کو سامانِ عیش اور اسبابِ شکوہ کے نمائشی انداز کی تخلیق میں نصب کر دیتا ہے۔ علم و حکمت کی ادب آموز سطح پر شعر و شاعری کا طرب انگیز داستان و فسانہ کا جمود آفریں اور قصے کہانیوں کا اوہام پرور فن ایجاد پذیر ہو جاتا ہے معاملاتِ زیست پر بحث و تمحیص کے مجلسی انداز سرود و سماع کی ہوش کُش محفل آرائیوں میں بدل جاتے ہیں۔ مذہب کی گراوٹ کے بعد مذہبی عقیدت بھی ہوا و ہوس کے ادراک سوز ادوار کی ہوا کھاتی ہوئی اندازِ فکر کی تعیش پذیر سطح پر پہنچ جاتی ہے اور علم و ادب کے طرب انگیز انداز میں جاذب ہو جاتی ہے اور نظامِ حیات جہل و شر کے دور میں پہنچنے کے لئے رواں دواں ہو جاتا ہے

نظامِ زیست کے عملی انداز پر جب جہل و شر کا رسوخ مسلط ہو جاتا ہے تو امن کُشی اور سکون سوزی کی وہ کل طاقتیں جو خلوص و وفا کے دور سے لے کر نظامِ امن کے آئینی ضبط میں مقید اور شرم و حیا کی فطری بندشوں سے مسدود چلی آتی ہیں سب کی سب آزاد ہو جاتی ہیں۔ فہم و دانش کی فکری استعداد بغض و عداوت حسد و کینہ۔ دشمنی اور عناد اور شہوت و غضب کے شر انگیز اثر میں زندگی کی مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور دیگر ہر سطح پر لوٹ مار کے مکر آفریں طریقوں کی فریب کارانہ ایجاد عمل میں لے آتی ہے جن کی پیشہ ورانہ حیثیت کا عملی نفاذ موردِ زیست کے قدرتی خزانوں پہ تباہی خیز ڈکیتی کا رواج پذیر انداز اختیار کر لیتا ہے۔

محنت و مشقت کی وہ کل طاقتیں جو موادِ زیست کی تخلیق کا مخزن ہوتی ہیں بے کاری اور بے روزگاری کے ضبط کش حالات کی صورت میں چوری، ٹھگی اور ڈکیتی کے آئین کی [illegible] مائل ہو جاتی ہیں جن سے قتل و غارت کی وارداتوں کا عمل پذیر ہو جانا بھی قدرتی ہوتا ہے۔ دانش و فراست کی کل توانائیاں بغض و عداوت اور حسد و کینہ کی پرورش میں صرف ہونے لگ جاتی ہیں جس سے معاشرہ شدید دھڑے بازی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دھڑے بازی کی علمی اور فکری سطح پر سیاسی نوعیت کے مختلف نظریات کی خود غرضانہ انگیخت عمل میں آکر معاشرہ کو کئی پارٹیوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ ہوا و ہوس کی شدت کا شر انگیز انداز ان سب پارٹیوں اور فرقوں کو بھی دو مخالف محاذوں پر اکٹھا کر دیتا ہے۔ جہل و شر کا بڑھتا ہوا اثر ان دونوں دھڑوں کو خانہ جنگی کی طرف دھکیلنا شروع کر دیتا ہے اور جب نظامِ امن کی انتظامی طاقتوں کے لئے جہل و شر کے بڑھتے ہوئے زور کا مقابلہ محال ہو جاتا ہے تو امن کو برقرار رکھنے کی خاطر انتظامی قابلیتوں کا بیرونی ممالک سے درآمد کیا جانا بھی جائز قرار دے دیا جاتا ہے لیکن بیرونی ممالک سے درآمد کی ہوئی قابلیت جہل و شر کے مارے ہوئے نظام کے جسم میں اکثر دفعہ ہوا و ہوس ہی کی بیرونی عیاری کا زہریلا ٹیکا ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ٹیکے کا اثر دھڑے بازی کی شدت میں تیزی پیدا کرتے ہوئے کبھی کبھی معاشرہ کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دینے کا موجب بھی بن جایا کرتا ہے

جب معاشرہ جہل و شر کی انتہائی شدت کے اثر سے تباہی کے قریب پہنچ جاتا ہے تو [illegible] خلوص و وفا کی سطح پر صدق و صفا کے گمنام گوشوں میں انقلاب کی ان آخری قوتوں کو حق تعالیٰ کی رحمت [illegible] پناہ کلی طور پر منور بنا رکھی ہوتی ہے لیکن ظلمت کی وہ روحانی طاقتیں اس وقت تک [illegible] عمل میں آنے سے قاصر رہتی ہیں جب تک کہ خلوص و وفا کی عسکری طاقت کا اتحاد [illegible] زیست کش تسلط کو مٹا کر جہل و شر کے اثر کو کلی طور پر فرو نہیں کر دیتا۔ [illegible] ہوا و ہوس کے شر انگیز اقتدار کو ختم کرنے اور جہل و شر کے [illegible] معاشرہ کی خاطر خلوص و وفا کی عسکری قابلیت [illegible] عمل پذیر ہو سکتی ہے اور جہل و شر کے [illegible] ہوا و ہوس کے اثر کو مٹا کر خلوص و وفا کی روحانی طاقتوں [illegible] زندگی کے [illegible] کو پورا کرنے کے بعد اپنی [illegible] کے ابتدائی نظام [illegible] ہوا و ہوس کا [illegible]

Marfat.com

اقتدار اور جہل و شر کا زیست سوز اثر مٹ جاتا ہے تو ان دونوں کا طبعی انداز دب جاتا اور خلوص و وفا کے اثر میں جذب ہو کر یا دب کر اس کے اتحاد آفرین اظہار میں مدد بہم پہنچانے لگ جاتا ہے جس سے زندگی اپنے انقلابی چکر کی مدور راہ پر دوبارہ اپنے اصل مقصد یعنی خیر و برکت کی طرف اوپر اٹھنا شروع کر دیتی ہے

زندگی کے انقلابی چکر کی مدور راہ پر فکر انسانی کا ادراکی اسلوب جو خلوص و وفا۔ ہوا و ہوس۔ جہل و شر اور خیر و برکت ہر چہار عناصر کے امری امتزاج کی بدلتی ہوئی مختلف حالتوں میں ان کے تاثرات کی تغیر انگیز ترکیب سے موزوں طور پر اثر پذیر ہوتا ہوا دانش و فراست کے جذباتی خاکہ میں نیا نیا رنگ بھرتا ہے زندگی کے ہر قدم پر ایک نئے علم کو جنم دیتا ہے۔ نفس انسانی کی حیثیت انفرادی ہو یا اجتماعی اور قومی ہو یا عالمی زندگی کے انقلابی چکر کو عبور کرتے ہوئے قوائے فکری کا ان کل علوم و فنون کے ادراکی احساس سے بہرہ ور ہونا قدرتی امر ہے جو اپنے اپنے موزوں وقت اور مناسب مرحلہ پر نزول فرما ہوتے ہیں۔ روحانی علوم اور مادی فنون کی وہ کل صورتیں جن کے امری وصول کے لئے فکر انسانی کے ادراک کو طبعی طور پر موزوں کیا گیا ہے حیات انسانی کے انقلابی چکر کی راہ پر سب کی سب معرض شہود میں آ جاتی ہیں۔ علم و فن کی ان کل صورتوں میں بعض علوم محمود ہیں اور بعض مذموم۔ بعض مفید ہیں اور بعض مضر اور بعض ایسی بھی ہیں جو نہ محمود ہیں نہ مذموم اور نہ مفید ہیں اور نہ مضر۔ انسانی زندگی میں جتنے بھی علوم معرض شہود میں آ چکے ہیں یا ابھی آنے والے ہیں اور یا جو معرض شہود میں آ جانے کے بعد انسانی ادراک کی سطح سے محو بھی ہو چکے ہیں ان سب میں سے مفید ترین اور محمود ترین علم وہ ہے جو خلوص و وفا کی سطح پر اتحاد کی تکمیل کے وقت نازل ہوتا اور امن و اطمینان کی سطح پر مکمل ہو کر مفید قسم کے روحانی اور مادی دیگر کئی علوم کو بھی جنم دیتا ہے اور سب سے زیادہ مضر اور مذموم صورت علم کی وہ ہے جو ہوا و ہوس کی سطح پر افتراق و تشتت کے مکمل ہونے پر جنم پذیر ہوتی اور جہل و شر کے اسفل گڑھے میں تکمیل کو پہنچ کر مکر و فریب کے زیست کش فنون کی ایجاد عمل میں لاتی ہے۔ حیات انسانی کا انقلابی چکر چل رہا ہے اور اس چکر کی مدور راہ پر پیدا ہونے والے علوم و فنون کی مختلف صورتیں بھی موجود ہیں اور جو موجود نہیں وہ بھی وجود میں آ رہی ہیں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی دونو راہیں بھی موجود ہیں۔ جن افراد۔ جن معاشروں اور جن قوموں کا اور ان قوموں میں سے جن پارٹیوں کا اور ان پارٹیوں کے گروہوں میں

Marfat.com

ہے جن عناصر کا تعلق خلوص و وفا سے ہے وہ امن کے مقصد میں سب ہم خیال اور یک جہتی کی راہ پر یکساں عزم سے رواں ہیں اور اب وہ زندگی کے اس مرحلہ پر پہنچ رہے ہیں جہاں نورِ عقل کی امری روشنی کا روحانی نزول عمل پذیر ہوا کرتا ہے اور یقیناً ایک دن وہ امن و اطمینان کی بلند سطح پر پہنچنے ہی والے ہیں اور جن کا تعلق ہوا و ہوس سے ہے وہ افتراق و تشتت کی راہ پر جہل و شر کے دور میں داخل ہو رہے ہیں اور بہت جلد اپنی آخری منزل پر پہنچنے والے ہیں۔ مبارک ہے اُن کی نظری [illegible] وقت جو زندگی کے انقلابی چکر کی راہ پر اپنے مقام کی صحیح شناخت کرتا اور اس کے بہتر تعین کی خاطر خلوص و وفا کی جانب پر موزوں موقعہ کی تجویز عمل میں لاتا ہے

مذہبی اور سیاسی دھڑے بندی کے دو آخری مرحلے

گردشِ حیات کی مقررہ راہ پر انسانی زندگی کو افتراق اور دھڑے بندی کے دو مرحلے عبور کرنے پڑتے ہیں۔ امن و اطمینان کی بلند سطح سے اتر جانے کے بعد جب ہوا و ہوس کو اقتدار پر مسلط ہو جانے کا موقعہ مل جاتا ہے تو مذہب اپنی اصل حیثیت سے گر کر ہوا و ہوس کی مادی ترقی کے عیارانہ انداز کی سطح پر اوہام و ظنون کے مصنوعی سانچوں میں ڈھل جاتا ہے اور عقائد کی [illegible] کی مختلف شکلیں وجود پذیر ہو جاتی ہیں اور جوں جوں مذہب کے خود غرضی اور ہوس پرستی [illegible] میں ہوا و ہوس کا اثر بڑھتا جاتا ہے جہل و شر کی عوامی سطح پر مذہبی اختلافات میں شدت [illegible] جاتی ہے یہاں تک کہ مذہب کی اصل اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے اور معاشرہ مذہب کی [illegible] طریقِ زیست کو خود غرضانہ اور عیارانہ سیاست کی مذہب نما سطح پر [illegible] زندگی کے مقاصد کا تعین ہوا و ہوس کی جاہ پرستانہ عبادت کے اثر میں [illegible] کا حل کرنا مطلوب ہوتا ہے ان کو حل کرنے کے طریق کار [illegible] کی ایسی صورت میں معاشرہ کی انتظامی سطح پر قیادت صرف ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ آسکتی ہے جو ہوا و ہوس کے عیارانہ اثر اور مذہب کے [illegible] بہرصورت [illegible] اپنے سیاسی [illegible] بحال [illegible]

Marfat.com

برقرار رکھ سکے۔ لہذا معاشرہ کا مذہبی افتراق شدت اختیار کرتا ہوا وہ شدید دھڑوں کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور بدامن ذہنیت کی راہ پر دھڑے بازی کا یہ پہلا مرحلہ ہوتا ہے جو مذہبی افتراق کی سطح پر وارد ہوتا ہے

ان داخلیات کی سطح سے نیچے اقتدار پر ہوا و ہوس کا قبضہ عمل میں آ جانے کی صورت میں بھی خلوص و وفا کا خاتمہ اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا لیکن جب ہوا و ہوس کی مذہبی سطح پر افتراق و تشتت کی عیارانہ اور خودغرضانہ انگیخت شروع ہو جاتی ہے تو خلوص و وفا کی علمی، فکری اور عملی قوتیں اس سے علیحدگی اختیار کرنا اور حق تعالے کی روحانی پناہ میں پہنچنا شروع کر دیتی ہیں جہاں حق تعالے کے انقلابی امر کی روشنی ان کو روحانی حکمت کے سیاسی انداز سے منور بنانا شروع کر دیتی ہے اور جب معاشرہ مذہبی افتراق کی حد کو پہنچ جاتا ہے اور دھڑے بازی شدید ہو جاتی ہے تو اس وقت خلوص و وفا کا پناہ گزین اثر حق تعالے کی امری حکمت کے سیاسی انداز سے عملی طور پر منور ہو کر ولایت کے روحانی درجہ پر فائز ہو چکا ہوتا ہے۔

ولایت کے روحانی درجہ پر حق تعالے کی امری حکمت انسانی معاشرہ کی فکری قوتوں کے مذہبی اور سیاسی ادراک کو یکساں حیثیت سے متاثر بناتی اور اس کے متحد عزائم کے عملی شعور کو اپنے عرفانی اثر کی مذہبی اور سیاسی انگیخت کے یکساں انداز سے زور پہنچاتی ہے۔ معاشرہ جب مذہبی دھڑے بازی کا شکار ہوتا ہے تو ولایت کی روحانی سطح سے حق تعالے کی انقلابی حکمت اس کو امن و صلح کی سیاسی انگیخت سے متاثر بناتی ہے اور جب دھڑے بندی معاشرہ کی سیاسی سطح پر نافذ ہوتی ہے تو اس کو امن و صلح کی مذہبی حکمت سے سرد کرنا ہوتا ہے۔ دھڑے بندی کی صورت مذہبی ہو یا سیاسی جب وہ اپنی شدت کے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو دونوں دھڑوں کے اندر دھڑے بازی کی امن سوز شدت سے تنگ آئے ہوئے جمہور عوام میں خلوص و وفا کا جذبہ انگیخت پذیر ہو کر ان کو امن و صلح کی طرف مائل کر دیتا ہے اور دونوں دھڑوں کے اندر صلح پسند عوام کا ایک ایک فریق دھڑے بندی کو کوسنے لگتا اور صلح و اتحاد قائم کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت حال کے پیدا ہو جانے پر روحانی ولایت کی سطح سے انقلابی حکمت کا اتحاد آفریں اثر معاشرہ کے عوامی اثر و رسوخ کی سطح پر انقلابی قیادت کے ایک ایسے انداز کو معرض عمل میں لے آتا ہے جو دھڑے بندی کی سطح سے صلح پسند اور امن پذیر ہر دو فریق کو آپس میں اکٹھا کر کے ان کی متحد طاقت سے امن کو بحال کرنے کی قابلیت سے صحیح طور پر بہرہ ور ثابت ہوتا ہے

Marfat.com

مذہبی دھڑے بازی کے خاتمہ پر نظام امن کی قیادت ایسے رہنماؤں کے ہاتھ آجاتی ہے جن کی انتظامی سوچ بچار کا ادراکی انداز روحانی ولایت کی سیاسی حکمت سے اثر پذیر ہوتا ہو۔ لیکن جہل وشر کی عوامی سطح سے ہوا وہوس کی خودغرضانہ ہوائیں قیادت کی سطح کو متاثر بنا دیتی ہیں تو قیادت کی سیاسی سطح بھی خودغرضانہ افتراق کے اقتدار پرستانہ انداز کا شکار ہو جاتی ہے اور خلوص ووفا کی سیاسی قوتیں ہوا وہوس کی بااقتدار قیادت سے علیحدگی اختیار کرنے اور حق تعالیٰ کی اخلاقی روح کے مذہب آموز سایہ میں پناہ لینے کے لئے مجبور ہو جاتی ہیں۔ جہاں تک ہوا وہوس کی اقتدار قیادت کے سیاسی انداز میں انتشار کی شدت بڑھتی جاتی ہے۔ خلوص ووفا کی پناہ گزین قوتوں میں حق تعالیٰ کی امری حکمت کا مذہبی شعور تخلیق امن کا انقلابی لیڈر پیدا کر دیا جاتا ہے اور جب افتراق وشدت کی سیاسی شدت قیادت کی سطح پر دھڑے بازی کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو مذہب خطرے میں پڑ جاتا ہے کیونکہ دھڑے باز رہنماؤں کے دلوں میں بغض وعناد کا تیغہ مکمل ہو کر مذہب کی اخلاقی نفی عمل میں لے آتا ہے جس سے عوامی سوچ بچار کا تعلق بھی مذہبی عقیدت سے منقطع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کی امری روح اس صورت حال کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس روح کے امری اصول کی آئینی اقتضا خلوص ووفا کی عسکری سطح سے غضب کی صورت اختیار کرتے ہوئے قیادت کی افتراق انگیز سطح پر آنازل ہوتی ہے جس سے خلوص ووفا کی روحانی حکمت کا مذہبی راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ ہوا وہوس کے قائدانہ اقتدار اور جہل وشر کے عوامی اثر ورسوخ کی شکست کے بعد اقتدار جب عسکری قیادت کے تسلط میں آجاتا ہے تو وہ قیادت خلوص ووفا کی مذہبی حکمت کے بل پر نظام امن کے انقلابی انداز کا نفاذ عمل میں لاتے ہوئے معاشرہ میں سکون کو بحال کر دیتی ہے اور آخر کار روحانی ولایت کی مذہبی سطح سے صدق وصفا کا حکمت افروز اثر قبول کرتی ہوئی سیاسی دھڑے بازی کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیتی ہے۔ جہل وشر کے اثر میں پیدا شدہ سیاسی دھڑے بازی کو ختم کرنے کا مذہبی طریق بھی وہی ہوتا ہے جو ہوا وہوس کے دور میں مذہبی افتراق کی شدت کو ختم کرنے کے لئے روحانی حکمت کا سیاسی طریق ہوتا ہے۔ ہوا وہوس کے اثر میں مذہبی سوچ بچار کا ادراکی انداز جب افتراق وشقاوت کا شکار ہو جاتا ہے تو خلوص ووفا کی سطح پر اتحاد کی روح حق تعالیٰ کی روحانی حکمت کا سیاسی انداز اختیار کرتی ہے اور جب سیاسی سوچ بچار کا علیحدہ شعور جہل وشر کے

Marfat.com

افتراق انگیز اثر میں جذب ہو جاتا ہے تو اتحاد کی روح حق تعالیٰ کی مذہب آموز روشنی میں درخشاں ہوتی ہے۔ اتحاد کی روح دھڑے بندی کی اُن دونو صورتوں میں جو انقلاب حیات کی راہ کے دو مرحلوں پر امری طور پر پیدا ہوا کرتی ہیں حق تعالیٰ کی انقلابی دستگیری سے دونو دھڑوں کے دو صلح پسند اور امن خواہ قرنوں کو اتحاد کے افتراق کُش محاذ پر اُٹھا کر لیتی اور دھڑے بازی کو فرد کر دیا کرتی ہے

حیاتِ انسانی کے انقلابی سلسلے کی راہ پر نفس انسانی کی ہر صورت کو دھڑے بازی کے دو پریشان کُن مرحلے عبور کرنے پڑتے ہیں۔ نفس انسانی کی انفرادی حیثیت میں تزکیہ و طہارت کی راہ پر وہ حیرت اور پریشانی کی دو منزلیں ہیں اور اس کے اجتماعی انداز کی قومی اور عالمی حیثیت میں ہوا و ہوس کے جبر آفرین شعور کی راہ پر وہ دھڑے بازی کے دو مرحلے ہیں۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا فرد، کوئی بھی ایسا معاشرہ اور کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس کو موافقانہ یا مخالفانہ طور پر دھڑے بازی کی اُن دونو صورتوں کا عملی تجربہ یا عینی مشاہدہ نہ ہو چکا ہو۔ مگر بہت کم لوگ اُن صورتوں پر غور عمل میں لاتے ہیں۔ ہر قوم اپنے ان بزرگوں کو نیک نامی سے یاد کرتی اور اُن پر سلام بھیجتی ہے جنہوں نے اس کو انقلاب زیست کی راہ پر دھڑے بازی سے نجات دلائی ہو اور طریق زیست کی صحیح رہنمائی کی ہو اور ہر قوم اپنے دھڑے باز رہنماؤں پر لعنت بھیجتی ہے جنہوں نے اس کو افتراق و تشتت میں مبتلا کرتے ہوئے تباہی کی طرف دھکیلا ہو اسی طرح ہر وہ قبیلوی معاشرہ جو دھڑے بازی کے دور سے گذر چکا ہو اپنے اُن محسنوں کو نیکی سے یاد کرتا ہے اور اُن کا ممنونِ احسان رہتا ہے جنہوں نے اس کو دھڑے بازی کی لعنت سے رہائی دلائی ہو اور صلح و صفائی پیدا کی ہو۔ اور ہر وہ فرد جو ہوا و ہوس کے پریشان کُن اثر اور جہل و شر کی مصیبت انگیز ابتلا میں محصور رہ چکا ہو اپنے اس مرشد کا عمر بھر کے لئے مرید بن جاتا ہے جس نے خلوص و وفا کی سطح سے اس کے مصیبت زدہ اور پریشان نفس کا روحانی علاج کیا ہو اور اس کو مذہبی یا سیاسی اطمینان سے واصل بنایا ہو۔ ہوا و ہوس کی جانب پر ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو افتراق و تشتت کی انگیخت عمل میں لانے کے لئے کسی وقت بھی تیار ہو سکتے ہیں اور خلوص و وفا کی جانب پر ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو افتراق تشتت کی کسی صورت کو بھی ختم کر دینے کی قابلیت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ لیکن ہر دو جانب کی مثبت اور منفی یا تعمیری اور تخریبی قابلیتوں کے عمل میں آنے کا وقت مقرر ہے جس کے امری نزول کی موسمی شناخت ہر اُس فرد کے لئے ضروری ہے جس کے دل میں انسانیت

Marfat.com

کا صحیح ورد اور حیاتِ انسانی کے تغیر پذیر وجود کی صحیح پہچان موجود ہو۔

خلوص و وفا کی آنکھوں پہ صدق و صفا کی عینک لگا کر اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حیاتِ انسانی انقلابِ زیست کے عالمی چکر کی اس منزل پر پہنچ چکی ہے جہاں ہوا و ہوس کا بے جا شعور دھڑے بندی کو جنم دیتا اور جہل و تفرقہ فراست کو ڈھا کر اس میں شدت پیدا کرتا ہے۔ انسانی زندگی کی انفرادی، قبیلوی، قومی اور عالمی سطح کلی طور پر دھڑے بازی کا شکار ہو چکی ہے۔ ہر گھرانہ، ہر خاندان، ہر قبیلہ اور ہر قوم دھڑے بازی میں مبتلا نظر آتی ہے جس سے عالمی سطح پر بھی دھڑے بازی کا جال دراز ہے۔ فکرِ انسانی کے سیاسی شعور میں اقتدار پرستی اور جاہ طلبی کے اخلاق سوز انداز نے اس حد تک شدت پیدا کر رکھی ہے کہ مذہبی عقیدت کے مٹ جانے کا خطرہ بھی پیدا ہو چکا ہے لیکن حق تعالیٰ کے امرِ ربی کی امن آفرین اقتضاء حالات کی اس امن سوز صورت کو دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ دھڑے بازی کی ہر اونچی اور نیچی سطح پر افتراق و تشتت سے تنگ آئے ہوئے امن پسند اور صلح جو عوام جو انسانیت کے مصنوعی انداز کی ہر صورت سے بیزار ہو کر ہادیٔ مطلق کی مخلوق پرور مشیت کی طرف نظریں جمائے ہیں کسی بھی ایسی آواز پر لبیک کہنے کو تیار بیٹھے ہیں جو خلوص و وفا کی سطح پر صدق و صفا کے روحانی گوشوں سے بلند ہو کر ان کے سکون تلاش کانوں کی پیاس بجھا سکتی ہو۔ ان کو مذہب کی اصل حقیقت اور اس کی امری صورت سے روشناس بنانی ہو، دھڑے بندی کے بیہودہ انداز کو ختم کر سکتی ہو اور ان کو امن و اطمینان کی بلند سطح پر پہنچانے کی خاطر خیر و برکات کی صحیح راہ پر گامزن بنا سکتی ہو۔ مذہبی پیشواؤں کی ناقابلیتوں نے بعض جگہ پر تو ہوا و ہوس کے [illegible] اور جہل و تشدد کے [illegible] حق تعالیٰ کی روحانی حکمت کے مذہبی انداز کا نام و نشان صاف ہی کر دیا ہے اور اکثر جگہ پر وہ نام ہی باقی ہے۔ جب کسی ذوالقرنین نے اس افتراق شکن اور ظلمت شکن حکمت کی روشنی میں کسی ایک جگہ پر بھی صلح و اتحاد کے خاکوں پر ہر دو امن پسند فرقوں کو [illegible] طور ان کی [illegible] انقلابی انداز سے دھڑے بازی کو ختم کر دیا تو کل دنیا کی قومیں اس کی امن آفرین طاقت سے متاثر ہوں گی اور امن و اتحاد کی راہ پر رواں ہو کر انقلابِ زیست کی اس منزل پر پہنچ جائیں گی جہاں [illegible] روشنی کے عالم افروز نظاروں سے امن و اطمینان کی شمع جل اٹھتی ہے۔ اور چونکہ اس [illegible] کا حقیقی مواد قرآن پاک کے اصل مفہوم سے پیدا ہوتا ہے اس لئے ذوالقرنین کے اصولی وجود کو معرضِ تخلیق میں لانے کا فرض [illegible] کی

حق آفرین موزونیت پر عاید ہوتا ہے

سیاسی دھڑے بازی کے فرد ہو جانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا انقلابی انداز

حیات انسانی انقلاب زیست کی مقدور راہ پر جب سیاسی دھڑے بازی کے مرحلہ کو عبور کر لیتی ہے تو ہوا و ہوس کی طاقتیں دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ ایک حصہ تو نظام امن کی صلح آفرین ترکیب میں شامل ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ جس میں فساد انگیزی کا طبعی وصف اپنے عمل کی انتہا کو پہنچ چکا ہوتا ہے اس ترکیب کی آئینی مجبوریوں میں مسدود بنا دیا جاتا ہے اور وہ مجبوریاں جب دائرہ امن کے اندر اُن کی زندگی کو تنگ کر دیتی ہیں تو ان میں سے اکثر لوگ وطن چھوڑ جاتے اور جہاں کہیں اُن کو کوئی موزوں جگہ مل جائے وہاں جا بستے ہیں اور پھر وطن کے اندر جب تک حالات اُن کے حق میں موزوں نہ ہو جائیں واپس نہیں لوٹتے۔ دائرہ تہذیب سے باہر دُور دراز جنگلی اور پہاڑی علاقوں میں بسنے والے پسماندہ لوگ اکثر اُن ایسے ہی لوگوں کی اولاد ہیں جو قدیم زمانوں میں دیس بدر کئے گئے یا انسانی تہذیب کی مجلسی مجبوریوں سے تنگ آ کر خود ہی وطن کو چھوڑ گئے تھے اور یا اپنے وطن کو ہی امن و تہذیب کے دائرہ سے باہر نکال لیا تھا جہل و شر کی جانب پر فساد انگیزی کے طبعی وصف کی انتہا کو پہنچ کر یا جوج و ماجوج کی حیثیت اختیار کر لینے والے وہ مردُود و مطرود لوگ خواہ اپنے وطن کے اندر نظام امن کے فساد کش آئین کی ترکیبی دیواروں کے پیچھے بند ہوں یا وطن سے باہر کسی بھی دوسری جگہ پر وقت کی مناسبت کا انتظار کر رہے ہوں اور اُن کی مفسدانہ حیثیت کا عملی انداز قومی ہو یا عالمی اپنے اُن بھائیوں سے اُن کا رابطہ بحال رہتا ہے جو ترکیب امن اور دائرہ تہذیب کے اندر اپنے آئینی شمول کو بحال رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ دائرہ تہذیب کے اندر ترکیب امن کی کسی بھی سطح پر اور کسی بھی جگہ اُن کے بھائیوں کی سوچ بچار کا فکری شعور خلوص و وفا کے غالب اثر میں دبا تو رہتا ہے لیکن اُن کی دانش و فراست کا عیارانہ انداز امن و تہذیب کی آئینی اور مجلسی ترکیب پر اثر انداز ہونے بغیر نہیں رہ سکتا اور جب کبھی اُن کی عیارانہ کوششیں اس ترکیب میں تھوڑا بہت خلل پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو جہل و شر کی اندرونی یا بیرونی جانب پر بند کئے ہوئے اُن کے بڑے بھائی اُن کو امداد پہنچانا شروع کر دیتے ہیں اور اگر حالات مناسب موقعہ پیدا کر دیں تو خود بھی اُن سے آ ملتے اور

Marfat.com

اقتدار پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ خلوص و وفا کی پُر امن جانب پر امن کو بحال و برقرار بنانے کی خاطر روحانی حکمت کا وہ خضری نسخہ جس نے ذوالقرنین کے ہاتھوں حیاتِ انسانی کو دھڑے بازی سے شفا بخشی ہوتی ہے صدق و صفا کے پُر اسرار گوشوں میں موجود ہوتا ہے اس لئے ہوا و ہوس کے اقتدار کی ہر صورت عارضی ہوتی ہے

ہوا و ہوس کی خلوص و وفا سے پہلی ٹکر

سیاسی دھڑے بازی جب فزوں ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ترکیب امن کی صلح آفرین کیفیت ہوا و ہوس کی اندرونی انگیخت کے تخریبی انداز سے اثر پذیر ہو جاتی ہے اور زندگی کی عوامی سطح پر انتشار پھر عود کر آتا ہے۔ خلوص و وفا کا اثر قیادت کی سطح پر کمزور پڑ جاتا ہے جس سے اقتدار ہوا و ہوس کے شر انگیز اثر میں آکر بد امنی پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ جہل و شر کی بیرونی طاقتیں بھی ہوا و ہوس کی اندرونی مہم میں زور پہنچانا شروع کر دیتی ہیں اور پھر خود بھی ہوا و ہوس کی اندرونی طاقتوں کے ساتھ آکر مل جاتی ہیں جس سے امن کی ترکیب ختم ہو جاتی ہے۔ فساد انگیزی کی تشدد پذیر اور جابرانہ قوتیں چونکہ ترکیب امن کے دوران میں دھڑے بازی کی دونوں طرف پر مسدود ہوتی ہیں اس لئے تخریب امن کے دوران میں ان کی عملی آزادی کا تشدد پذیر انداز عوام کو کئی متشدد گروہوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور عوامی زندگی شدید فساد میں مبتلا ہو جاتی ہے

بد امنی اور فساد کی شدت جب انتہائی صورت اختیار کر لیتی ہے تو خلوص و وفا سے خالی ہوا و ہوس کی مظلوم اور ستم رسیدہ سطح پر بد امنی اور فساد کے خلاف خود فساد انگیز گروہوں سے اندر بھی فریاد بلند ہونے لگ جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی انقلابی حکمت کا روحانی اثر جو صدق و صفا کے گوشوں میں ولایت کی رشد افروز سطح پر برسرِ کار رہتا ہے اس فریاد کی کل مختلف آوازوں کو موزوں انداز میں ترتیب دیتے ہوئے داؤدی سرود میں بدل دیتا ہے۔ داؤدی ربط کی امن افروز نغمہ ریزی کا طرب انگیز اثر حق تعالیٰ کی امری روح سے زور حاصل کرتا ہوا فساد انگیزی کی دونوں جانب سے صلح پسند عناصر کو تخلیق امن کے متحد محاذ پر اکٹھا کر لیتا ہے جس پر منضبط امن کی ایک عظیم الشان عمارت تعمیر پذیر ہو جاتی ہے۔ اور پھر تخلیق امن کی فساد کش حکمت کے سلیمانی شعور کی صلح آفرین زنجیر میں ظلم و فساد کی ان جابر طاقتوں کو بھی منضبط اقتدار کے امن پسند انداز میں جکڑ لیتی ہیں جن کو ترکیب امن کی کوئی بھی بے ساز و سامان

Marfat.com

طاقت باقی نہیں آتی

ہوا و ہوس کی خلوص و وفا سے دوسری ٹکر

ہوا و ہوس کی اُن جابر طاقتوں کو بھی جو ذوالقرنین کے وقت سے لے کر اب تک ترکیبِ امن کے دائرہ سے باہر جہل و شر کی دو نو جانب پر مسدود چلی آتی ہوں جب ضبطِ امن کی سلیمانی ترکیب میں داخلہ مل جاتا ہے تو اُن کی سیاسی عیاری کا ساحرانہ شعور خلوص و وفا کی با اقتدار سطح پر سلیمانی قیادت کا صلح آفریں سوانگ بھر لیتا ہے اور خلوص و وفا کے روحانی شعور کو قیادت کی سطح سے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ لیکن چونکہ صدق و صفا کی روحانی ساخت کے عدل افروز انداز کی سلیمانی انگشتری جس میں امن و انصاف کی حقانی مُہر نصب ہوتی ہے ہوا و ہوس کی فساد انگیز انگشت پر راس نہیں آسکتی اس لئے حق تعالےٰ کی امن آفریں حکمت کا وہ عدل نشان عطیہ اُس کی امری اقتضاء کے اعجاز آفریں انداز کی پُر اسرار راہوں سے دوبارہ خلوص و وفا کے تسلط میں پہنچ جاتا ہے اور پھر دنیا اُس کے حیات افروز فیوض سے بہرہ ور ہونے لگ جاتی ہے

ہوا و ہوس کی خلوص و وفا سے تیسری ٹکر

ہوا و ہوس کی طاقتوں کا جوں جوں تجربہ بڑھتا ہے اُن کی عیاری کے زور میں بھی اضافہ پیدا ہوتا ہے اور انقلابِ زیست کی راہ پر جب وہ افسوسناک مرحلہ آپہنچتا ہے جس پر پہنچ کر امتزاجِ زمانہ کی وقتی مناسبت ضبطِ امن کے سلیمانی محل کی شکست کو مقدر بنا دیتی ہے تو ہوا و ہوس کی کل طاقتیں خلوص و وفا کی صلح آفریں زنجیروں کے حکیمانہ بندوں سے رہا ہو جاتی اور پھر اپنے اپنے طبعی مشاغل میں انہماک پذیر ہو جاتی ہیں جس سے اُن کو پھر اقتدار پر تسلّط حاصل ہو جاتا ہے اور جب ہوا و ہوس کے فساد پرور اقتدار و رسوخ کا مذہبی شعور مادہ پرستی کو۔ سیاسی شعور جور و ستم کو اور اس کا اقتصادی شعور معاشی نوعیت کے زیست کُش انداز کی عوامی لُوٹ گھسوٹ کو رواج پذیر بنا دیتا اور خلوص و وفا کی سطح پر اہلِ حق و صداقت کے لئے روحانی وبال پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے تو حق تعالےٰ کی طرف سے اُن کی دستگیری کے لئے روحانیت کی آسمانی لہر جاری ہو جاتی ہے جس کا مسیحائی انداز انسانی عقیدت کے عبودیت نواز شعور کو مادّی نوعیت کی فکری بیماریوں سے شفا بخشتا ہے خلوص و وفا کی جانب پر تو حق تعالےٰ کے انقلابی امر کی مسیحائی اقتضاء کا مثبت اثر قیامِ امن کی

Marfat.com

روحانی حکمت کے عملی شعور کو ابھارتا ہے لیکن ہوا و ہوس کی جانب سے اس کا منفی اثر جو جبر و ستم کی فساد انگیز طاقتوں کو چھوٹے میں مبتلا کرتا اور ان سب کو آپس میں لڑا کر ان کی تباہی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ اگر خلوص و وفا کی جانب پر امن و صلح کا متحد شعور ہوا و ہوس کی جانب پر تباہی اور فساد کے عملی انداز کو دبانے میں کامیاب ہو جائے تو جبر و فساد کی وحشیانہ طاقتوں کو تباہ ہونے کے لئے خونریز نوعیت کے کسی بھی چھوٹے بڑے تصادم کا میدان گرم کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ روحانیت کی آسمانی لہر عملی طور پر تو معاملاتِ زیست میں دخل انداز نہیں ہوتی لیکن اس کا امن آفرین اثر اقتدار و عروج کی ہر سطح کو متاثر بناتے ہوئے امن میں بحالی اور برتری پیدا کر دیتا ہے۔

خلوص و وفا سے ہوا و ہوس کی چھڑتی ٹکر

جب حق تعالےٰ کے انقلابی امر کی روحانی لہر آسمان سے نازل ہو کر خلوص و وفا کی سطح پر صدق و صفا کے ارضی گوشوں میں روحانیت کے ہلکے انداز سے نمایاں ہو جاتی ہے اور ہوا و ہوس کے عیارانہ اقتدار و عروج کی طرف سے پیدا کئے گئے مادہ پرستی کے مذہبی، جبر و ستم کے سیاسی اور معاشی لوٹ کھسوٹ کے اقتصادی مزاج کا زور ٹوٹ جاتا ہے تو حیاتِ انسانی کی شخصی سطح پر فکرِ انسانی کا مذہبی، سیاسی اور اقتصادی شعور روحانیت کی آسمانی لہر کے اثر میں خلوص و وفا کی جانب پر صلح و یک جہتی کا پرامن انداز اختیار کرتا ہوا ابھرنا شروع کر دیتا ہے اور پھر ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر بھی انقلابِ زیست کے چکر کی دائیں جانب پر خلوص و وفا سے دوسرے دور میں صلح و یک جہتی کے مشاورتی انداز میں شامل ہو چکا ہوتا ہے اس لئے ان پر ہر شعور کا ہوا و ہوس کی جانب سے اثر پذیر ہونا بھی قدرتی ہوتا ہے۔ ہوا و ہوس اپنی مادی طاقت کے عیارانہ بل پر صلح و یک جہتی کے ہمہ گیر شعور کو متاثر بناتی ہوئی زندگی کی عوامی سطح پر جب اپنی عیاری کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی انداز کی فکر فریب صنعت سے بڑی طاقتوں کے تین تین ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور پھر ان کی مصنوعی الوہیت کے مقابلہ میں انسانی عقیدت کا عبودیت پذیر انداز الٰہ حقیقی کی آمری مشیت کے انقلابی انداز پر ہموار ہو جاتا ہے تو اس کی آسمانی حکمت کا نزول جو سیاسی دھڑے بازی سے فرد ہو چکنے کے بعد طبقاتِ زیست کے انقلابی راستہ میں نفسِ ملہمہ کی سطح (انقلابِ زیست کے دائیں قطر پر حمید دین بطن

Marfat.com

کے دوسرے دور میں) پر شروع ہو چکا ہوتا ہے مذہب اپنی حقیقی شان میں مکمل ہو کر عالم افروزی کا باعث بن جاتا اور زندگی کے اجتماعی نفس کو خیر و برکت کے دور میں اطمینان کی سطح پر پہنچا دیتا ہے مذہب کی حقیقی روشنی میں ظلمت کے وہ تمام بت ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کی عیارانہ ساخت کا شکست خوردہ مواد بھی خلوص و وفا کے حق پذیر اثر میں جذب ہو کر زندگی کے معاشرتی نظام کو استحکام بخشنے کی خاطر بڑے بڑے حیات آفرین کام سرانجام دینے لگ جاتا ہے۔ لیکن ہوا و ہوس کی جابر اور مستبد طاقتیں اپنے وفادار ساتھیوں سمیت ذلت و خواری کے عمیق گڑھے میں پہنچ جاتی ہیں جو جہل و شر کی سطح سے بھی نیچے جہنم کی ارضی اور اپنی جہانی صورت ہے

خیر و برکت کی اطمینان بخش سطح سے گر جانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا انقلابی انداز

خیر و برکت کی شرافت افروز سطح پر خلوص و وفا کے غالب اثر میں دیر تک جذب رہ کر نظام زیست کے اقتصادی انداز میں استحکام پیدا کرتے ہوئے ہوا و ہوس کے عیارانہ رسوخ میں جب زور پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے طبعی انداز میں خلوص و وفا سے علیحدگی اختیار کرنا شروع کر دیتی ہے۔ نفس مطمئنہ (خیر و برکت) کی سطح سے نیچے گراوٹ کی راہ پر مذہبی دھڑے بندی کے مرحلے تک (انحطاط کے پہلے دور میں) انہی چار منزلوں سے گزرنا ہوتا ہے جو سیاسی دھڑے بندی کے فرد ہو جانے کے بعد نفس حیات کو اطمینان کی سطح پر پہنچنے میں عبور کرنی پڑتی ہیں اور جن پر خلوص و وفا سے ہوا و ہوس کی انقلابی ٹکر وقوع پذیر ہوتی ہے۔ خلوص و وفا کو وہ چاروں منزلیں انقلاب زیست کے بائیں قطر پر الٹے پاؤں طے کرنی ہوتی ہیں اور ہر منزل پر ہوا و ہوس کے مقابلہ کی وہی صورت پیش آتی ہے جو دائیں جانب پر سیاسی دھڑے بازی کے فرد ہو جانے کے بعد اوپر اٹھتے ہوئے پیش آتی ہے۔ دائیں جانب پر جو صورت پہلی ٹکر پر پیش آتی ہے بائیں جانب پر وہ چوتھی منزل پر واقع ہوتی ہے ۱۰۵۲۵

گراوٹ کے پہلے دور میں انقلاب زیست کی چار منزلیں } گراوٹ کے پہلے دور میں ہوا و ہوس کا سب سے

پہلا کام مذہب کو اپنے اثر میں لینا اور اس کے ظاہری جسم میں خود غرضی کی عیارانہ روح پھونکنا ہوتا ہے۔ جب وہ اس کام کو پورا کر لیتی ہے تو آہستہ آہستہ اقتدار پر بھی اس کا تسلط قائم ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی مغلوب اور مجبور جانب پر مذہب کا حقیقی اثر امامت کی حق افروز حیثیت اختیار کرتے ہوئے حکمت اور ایثار کے روحانی انداز میں مقاصد دین کی حفاظت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ ہوا و ہوس کے اقتدار کی سطح پر جب خود غرضی پھوٹ کو ابھار دیتی ہے تو شان امامت کی حق پناہ سطح سے ایثار و قربانی کا حکیمانہ انداز خلوص و وفا کو دوبارہ اقتدار پر مسلط بنا دیتا ہے۔ اور یہ ہوا و ہوس کے ساتھ خلوص و وفا کی ٹکر کا پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔ ان دو طرفی کی انقلابی ٹکر کے دوسرے مرحلہ پر ہوا و ہوس کی اندرونی طاقتیں خلوص و وفا کی حسن آفرین حکمت عملی پر عمل پیرا ہوتی ہوئی اقتدار کو متاثر بناتی اور اپنی عیاری کے سطح آفریں انداز کو سلیمانی قیادت کے ظاہری لباس سے ملبوس بنا لیتی ہیں۔ ہوا و ہوس کی وہ عیارانہ قیادت فساد انگیزی کی اور مسدود طاقتوں کا دائرہ بھی کھول دیتی ہے۔ جو خیر و برکت کے دور میں پہلی دین کی سطح پر خلوص و وفا کی عالم افروز حکمت کی تاب نہ لا کر اور اس کی باطل شکن طاقت سے شکست کھانے کے بعد جہل و شر کی عالمی سطح پر مکر و فریب کے عیارانہ پردوں میں مستور ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور جواب مذہب اور ثقافت کی عیارانہ وساطت سے اقتدار قیادت کے عالمی رسوخ کی ترکیب میں شمولیت پذیر ہونے لگ جاتی ہیں۔ لیکن ہوا و ہوس کی قیادت کا سلیمانی بہروپ دیر تک بحال نہیں رہ سکتا۔ خلوص و وفا کی جانب سے ایثار و حکمت کا حق افروز اثر اقتدار کی مسموم سطح پر سلیمانی قیادت کے مصنوعی ڈھانچہ کو توڑ دیتا اور اس کی جگہ سلیمانی قیادت کی اصل ترکیب کو بحال کر دیتا ہے۔ ہوا و ہوس اقتدار کو متاثر بنانے کے لئے اب تعیش انگیزی کا ہتھیار نکال لیتی ہے اور اثر و رسوخ کی عوامی سطح کو بھی عیش پرستی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ سلیمانی حکمت کا روحانی شعور اور امامت کی دین پرور سطح سے فطری تدبر کی غیر مرئی توڑ پھوڑ کر اقتدار و رسوخ کی عملی سطح سے تعیش ہٹ جاتا اور اہل اقتدار کی تعیش پذیر نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور جب وہ اقتدار کے تعیش زدہ انداز کے خلاف صدق و وفا کی پر اسرار سطح پر غضب کے نازل ہونے [illegible] نظامات کو حل کر لیتا ہے تو ہوا و ہوس کی وہ بیرونی طاقتیں جو خود اقتدار [illegible] تہذیب سے باہر [illegible] طاقتوں کی

Marfat.com

وحشیانہ زندگی بسر کر رہی ہوتی ہیں اور جن میں امتزاجِ وقت کے تغیّر آفرین اثر نے اب خلوص و وفا کی انگیخت کو بھی قریب کر دیا ہوتا ہے خلوص و وفا کے سلیمانی انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے ہوا و ہوس کے عیش زدہ اقتدار پر ہلّہ بول دیتی ہیں جس سے ہوا و ہوس کے عیارانہ تقدس کی شکست واقع ہو کر اقتدار پھر خلوص و وفا کے تسلط میں آ جاتا ہے

ہوا و ہوس کے تغافل پذیر اقتدار اور تساہل کوش رسوخ کی شکست کے بعد اس کے شکست خوردہ انداز کا نخوت انگیز رجحان مذہبی عقائد کی سطح پر فرقہ بندی کا ابھار پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ بلادِ زیست کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کے حملہ کا تیسرا مرحلہ ہوتا ہے ہوا و ہوس کے تفریق انداز اثر کی امداد کے لئے جہل و شر کی بیرونی سطح پر فساد انگیز نوعیت کی اب کوئی بھی ایسی طاقت موجود نہیں ہوتی جو ہوا و ہوس کے اندرونی مقاصد میں اس کی شریک ہو سکے۔ اس لئے مذہبی دشمنی کی وہ بیرونی طاقتیں جن کے دلوں میں تعصب کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے، خلوص و وفا کے اقتدار کو مذہبی افتراق میں محصور دیکھ کر اس پر اپنے متحد حملہ کی ایک زوردار ضرب پھینکنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ ان مذہب دشمن طاقتوں کو شکست دینے کے لئے عوامی زندگی کی تفریق زدہ سطح پر مذہب کا حقیقی اثر امامت کی حیثیت سے تو اب موجود نہیں ہوتا جو اتحاد کی مذہبی صورت کو ابھار سکے لیکن سیاسی جمعیت کی حکیمانہ سطح پر صدائے امامت کا منعکس نعرہ صرف اتحاد کی دائروی نوازیوں سے مذہب کے کل فرقوں کو اکٹھا کر لیتا ہے جس سے حملہ آور طاقتوں کی شکست واقع ہوتی ہے۔ ان بیرونی طاقتوں کی مذہبی جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد امن و اقتدار کی برقراری کا دارومدار اب مذہبی دانش و فراست کی سطح سے اٹھ کر سیاسی فہم و حکمت کی سطح پر آ جاتا ہے اور سیاسی حکمت کے عملی انداز کو مذہبی فرقہ بندی کی ضلالت پناہ سطح پر برقرار رکھنے کی خاطر مذہب کا حقیقی اثر تصدیقِ ولایت کی روحانی سطح پر شانِ امامت کی ایمان افروز جانشینی اختیار کر لیتا ہے

مذہب کی سطح پر فرقہ بندی جب مستقل حیثیت اختیار کر لیتی ہے تو ہوا و ہوس کا شدت پذیر اثر اس کو مذہبی دھڑے بازی کی صورت میں بدل دیتا ہے جس میں جہل و شر کی اغیار پرور سطح سے وہ بیرونی قومیں بھی شامل ہو جاتی ہیں جن کو مذہبی تفریق کی اندرونی سطح سے سیاسی اتحاد شکست دے چکا ہوتا ہے۔ دھڑے بازی کی اس مذہبی صورت کو فرو کرنے کی خاطر خلوص و وفا کی جانب سے تصدیقِ ولایت کی روحانی سطح پر خضری حکمت کا سیاسی انداز ذوالقرنین کی شکل اختیار کر لیتا اور ہوا و ہوس کی

Marfat.com

افتراق انگیز طاقتوں کو شکست دیتے ہوئے امن کو بحال کر دیتا ہے۔ نفسِ مطمئنہ کی سطح سے نیچے نفسِ لوامہ کے بالمقابل گراوٹ کے پہلے دور کی یہ آخری منزل ہوتی ہے جس پر مذہبی دھڑے بازی کا وقوع نفسِ لوامہ کے چوتھے حملہ سے عمل پذیر ہوتا ہے۔ مذہبی دھڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد سیاسی حکومت کے عملی شعور کی سطح پر یگانے اور بیگانے سب مساوی ہو جاتے ہیں۔ امن و اقتدار کی بحالی اور برقراری کے لئے معاملاتِ زیست کی مذہبی جانب کو چھوڑ کر ان کی سیاسی نوعیت پر غور و فکر عمل میں آنے لگ جاتا ہے۔ اقتدار و رسوخ کی سطح پر سیاسی حکمت کو روحانیت کے عنصر کا شعور سے زور حاصل ہوتا ہے لیکن جوں ہی اثر و رسوخ کے مذہبی انداز کو ہوا دی جاتی ہے مذہبی شعور سے عیارانہ تقویت بہم پہنچنے لگ جاتی ہے جس سے خود غرضانہ حیثیت کے سیاسی انداز کو [illegible] ہو جانے کے سبب سیاسی قیادت کا سامری کی حیثیت اختیار کر لینا کسی وقت بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

تیسری فصل

مذہبی دھڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد ہوا و ہوس اور خلوص و وفا کا عملی شعور

مذہبی دھڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد امن و اقتدار کی برقراری جب سیاسی سوچ بچار کی حکیمانہ خوبی پر انحصار پذیر ہو جاتی ہے تو اس ضمن میں خلوص و وفا کی جانب پر فکری قوتوں کا عملی انداز مذہب کے مقابلہ میں زیادہ تر زندگی کی سیاسی سطح پر قرار پذیر ہوتا ہے جبکہ ہوا و ہوس کی خودغرضانہ سوچ بچار مذہب کی فرقہ وارانہ سطح پر ہموار ہو جاتی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر مذہبی قیادت کا علمی شعور خلوص و وفا کے سیاسی اثر و رسوخ کے مقابلہ میں مذہب کے فرقہ وارانہ انداز میں سیاسی یک جہتی پیدا کرتے ہوئے عوام کے مذہبی اثر و رسوخ میں زور پیدا کر دیتا ہے تو ان کی سیاسی یک جہتی کی مذہبی سطح پر خودغرضانہ مقصد پرستی کا ایک جدید ابھار انگیخت پذیر ہو جاتا ہے۔ خلوص و وفا کے سیاسی رسوخ کی مخالفت میں مذہبی شعور کی عوامی سطح پر ہوا و ہوس کا سیاسی رسوخ جب اپنی پوری طاقت کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں خودغرضی کی انگیخت پیدا ہو کر پھوٹ کو ابھار دیتی ہے جو سیاسی پارٹی بازی کو جنم دینے کا باعث بنتی ہے۔ سیاسی پارٹی بازی کے دوران میں اقتدار کی سطح پر قیادت کا عیارانہ انداز سامری کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے بدامنی اور فساد پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے تو خلوص و وفا کی سیاسی حکمت کا سہارا دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی بھی بیرونی طاقت کو پہنچنے لگ جاتا ہے جو بدامنی اور فساد کو روکنے کے بہانہ سے کسی وقت بھی آکر اقتدار پر قبضہ کر سکتی ہے۔ اور یہ انقلاب زیست کے اصولی چکر کی بائیں جانب پر انحطاط کا دوسرا دور ہوتا ہے جس میں مذہب کی مسخ شدہ صورت کے افتراق انگیز انداز کی سطح پر ہوا و ہوس کا عیارانہ شعور غلامیوں اور محکومیوں کی صنعت عمل میں لاتا اور انحطاط کو تکمیل پر پہنچاتا ہے۔ اس دور کے ختم ہو جانے کے بعد جہل و شر کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں ہوا و ہوس کی اندرونی آمریت اگر ختم ہو جائے تو اس کی جگہ پر بیرونی آمریت کو تسلط حاصل ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔ اس دور میں ہوا و ہوس کی اُن کل طاقتوں کو نیز ا نگیختی ہوتی ہے جو حیات انسانی کو خیر و برکت کی بلند سطح سے نیچے گرا کر انحطاط کی راہ پر اس کی عیارانہ رہبری کرتی اور خلوص و وفا کا راستہ روک لیتی ہیں

بیرونی اقتدار کے دوران میں

بیرونی اقتدار کے نافذ ہو جانے کی صورت میں سیاسی افتراق کی شدت ختم ہو جاتی ہے اور ہوا و ہوس کا محکومانہ شعور دوبارہ مذہب کی سطح پر آ جاتا ہے۔ ہوا و ہوس کے خلاف خلوص و وفا کا محکومانہ شعور روحانی حکمت کے خصوصی انداز کی روشنی میں منور ہو کر مختلف حیثیت کے قدیم فرقوں میں دفاقی اتحاد کی انگیخت عمل میں لاتا ہے خفض جس کرہی وہ دوبارہ آزادی حاصل کرنے کا امن آفرین اور معقول موجب گردانتا ہے اور بیرونی اقتدار کی امن آفرین کوششوں میں اس کا وفادارانہ ساتھ دیتا ہے۔ جب بیرونی اقتدار کی ذاتی حیثیت بین الاقوامی رسوخ کی سطح پر رقابت کا شکار ہو کر جنگی مشکلات میں مبتلا ہو جاتی ہے تو ہوا و ہوس کا محکومانہ شعور آزادی حاصل کرنے کی خاطر اُس کی گھریلو مصیبت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگ جاتا اور مذہب کی سیاسی سطح پر قومی اتحاد کو اُبھارتا ہے جبکہ خلوص و وفا کی سطح پر بیرونی حکومت کے موسوئیت پذیر رجحانات میں زور پیدا کرنے کے لئے جو مصیبت کے وقت اس کی حاکمانہ حکمت عملی کی سطح پر پیدا ہو جاتے ہیں اس کی امداد کے لئے وفادارانہ کوششیں عمل میں آنے لگ جاتی ہیں۔ خلوص و وفا کا وہ حکیمانہ اور مصلحت پذیر عنصر ہی محض اس کی وفادارانہ حمایت عمل میں لانے سے مشتعل ہوتا ہے جو ہوا و ہوس کی مشکل آفرین انگیخت کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے پس پردہ راہ گردان لیتا ہے اور جب بیرونی حکومت کی گھریلو مشکل رفع ہو جاتی ہے تو عوامی زندگی کی محکوم سطح پر اُس کے خلاف آزادی کا عملی ابھار شروع ہو جاتا ہے لیکن اقتدار حکومت کی فاتحانہ حکمت عملی کا فرعونی انداز آزادی کی راہ میں پھر رکاوٹیں پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے جس سے اس کی رقیبانہ مصیبت بین الاقوامی مخاصمت کی سطح پر پھر نمودار ہوتی ہے اور اس کی نئی مشکل کے دوران میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا محکومانہ شعور اپنے اپنے طبعی انداز میں حصول آزادی کی کوششوں میں تیزی پیدا کر دیتا ہے جب خلوص و وفا کے متوافق شعور کی وفادارانہ امداد سے وہ نئی مصیبت بھی رفع ہو جاتی ہے تو اقتدار حکومت کی فرعونی حکمت عملی میں تبدیلی پیدا ہو کر محکومی کو آزادی میں بدل دینے کا موجب بن جاتی ہے۔ اور یہ نفس امارہ (جہل و شر) کے دور کی

آخری منزل ہوتی ہے جس پر بیرونی اقتدار کا تسلط ختم ہو جاتا ہے اور ملّتِ محکوم آزاد ہو کر انقلابِ حیات کے اصولی چکر کی دائیں جانب پر تعمیرِ دین و ملت کے پہلے دور (نفسِ لوّامہ کی حدود) میں داخل ہو جاتی ہے۔

دائیں قطر پر تعمیرِ دین و ملت کے پہلے دور میں ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی

آزادی کی سطح پر پہنچ کر ہوا و ہوس کا مذہبی اتحاد جس کو خلوص و وفا کے مقابلہ میں نسبتاً بہت زیادہ زور حاصل ہوتا ہے برسرِ اقتدار آ جاتا ہے۔ اقتدار کی سطح پر ہوا و ہوس میں شدت پیدا ہو کر خود غرضی کو ابھارتی ہے جس سے قیادت میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور خود غرضی کے سیاسی انداز کی سطح پر عوامی سوچ بچار کا مذہبی شعور سحرِ سامری کا عیارانہ راستہ صاف کر دیتا ہے۔ سحرِ سامری کی طلسمی عمل سازی سے سیاسی افتراق میں شدت پیدا ہو کر بدامنی اور فساد پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ نفسِ ملّت کی اجتماعی حیثیت کے لئے نفسِ لوّامہ کی سطح پر طہارتِ زیست کا یہ اہم ترین مرحلہ ہوتا ہے جس پر خلوص و وفا کا مذہبی یا سیاسی شعور ہوا و ہوس کے فساد انگیز حملے کو روکنے سے عاجز رہ جائے تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا باطل شکن غضب موسوئیت کا عسکری روپ دھار لیتا اور اقتدار پر مسلّط ہو جاتا ہے۔ جب تک حق تعالےٰ کا وہ سامرّیت سوز غضب عوامی زندگی کے حریّت پذیر انداز کو خود غرضانہ افتراق کے انتشار آفرین تاثرات سے کُلّی طور پر پاک اور محفوظ نہ بنا دے کسی نہ کسی درجہ پر اُس غضب کی برقراری ضروری ہوتی ہے۔ جب حق تعالےٰ کی امن آفرین حکمت کا روحانی اثر جو خلوص و وفا کی مغلوب سطح پر صدق و صفا کے خضری گوشوں میں مستور ہوتا ہے انقلابِ زیست کی راہ پر عوامی اضطراب کو رفع کرنے کی خاطر اپنا عمل شروع کر دیتا ہے تو حق تعالےٰ کا وہ غضب فرو ہونا شروع ہو جاتا ہے

دھڑے بازی اور ذوالقرنین

حق تعالےٰ کا فساد کُش غضب موسوئیت کے انقلابی نظام کی اتحاد آفرین راہ پر جب مذہب کے بلعمی انداز کی سیاسی سامرّیت کا طلسم توڑ دیتا ہے اور صدق و صفا کی خضری حکمت کا راستہ صاف ہو جاتا ہے تو حق تعالےٰ کی وہ صلح افروز حکمت عوامی سوچ بچار کے اختلاط پذیر شعور کی انتشار انگیز سطح

Marfat.com

سے خلوص و وفا کی فکری قابلیتوں کو چھانٹ کر الگ کر لیتی ہے۔ اُن قابلیتوں کے الگ ہو جانے سے عوامی سوچ کی سطح پر فقط ہوا و ہوس کی خصومت پذیر استعداد باقی رہ جاتی ہے جس کا عیارانہ استعمال افتراق کی سطح پر دھڑے بازی کی تشکیل عمل میں لانے کا موجب بن جاتا ہے۔ خلوص و وفا کی فکری قابلیتیں حق تعالٰے کی انقلابی حکمت کے خضری شعور کی روشنی میں اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کی تمکین کا صلح آفرین سبب بن جاتی ہیں اور ذوالقرنین اس سبب کا حکیمانہ استعمال عمل میں لاتے ہوئے دھڑے بازی کو فرو کر دیتا ہے۔ حیاتِ انسانی کی اصولی گردش کے دائیں قطر پر ہدایاتِ زیست کے پہلے دور میں نفسِ لوامہ کی یہ آخری منزل ہوتی ہے جس کے بعد حیاتِ انسانی کا اجتماعی نفس الہام کی فضا میں بلند ہو جاتا ہے۔ انقلابی چکر کی راہ پر حیاتِ انسانی کے اجتماعی نفس کو تین دور عبور کرنے ہوتے ہیں۔ دائیں قطر پر تین دور میں خلوص و وفا کا اخلاقی ارتقاء عمل میں آ کر دین و ملت کی تعمیر تکمیل کو پہنچتی ہے اور بائیں قطر پر ہوا و ہوس کی ترقی کے تین دور ہیں جن میں ملت کا انحطاط تکمیل کو پہنچتا ہے۔ دائیں جانب پر نفسِ ملت لوامہ اور ملہمہ کی دو حالتوں سے گذر کر نفسِ مطمئنہ کی حیثیت اختیار کرتا اور حیاتِ انسانی کی بلندترین سطح پر پہنچتا ہے اور بائیں جانب پر وہ ملہمہ اور لوامہ کے بالمقابل ہوا و ہوس کے دو دور عبور کرنے کے بعد نفسِ امّارہ (جہل و شر) کی سطح پر پہنچ جاتا ہے۔ نفسِ لوامہ کے دور میں جو اس چکر کا پہلا دور ہے ہوا و ہوس کے افتراق انگیز شعور پر ملامت اور جہل و شر کی جبر آفرین آمریت پر لعنت تو عملی طور پر جاری ہو جاتی ہے لیکن اُس لعنت اور ملامت کی عملی جد و جہد میں ہوا و ہوس کا وہ ننگ اور مجبور عنصر بھی خلوص و وفا کے ساتھ عیارانہ طور پر شامل ہو جاتا ہے جو جہل و شر کے دور میں ہوا و ہوس کے جبر آفرین عنصر کے خلاف خلوص و وفا سے بھی بیشتر اشتعال پذیر ہوتا ہے اور جب تک حق تعالٰے کی انقلابی حکمت کا خضری شعور اس کی عیارانہ شمولیت کے مستور انداز کو ننگا نہ کر دے خلوص و وفا کے حق پذیر خاصّہ کو اُس کے نظر فریب جذب اور فکر آزار اختلاط سے خلاصی نصیب نہیں ہوتی اور ذوالقرنین کے انقلابی ظہور کا عملی تنوع نظریاتی اختلافات کی ہمہ گیری کے انداز میں رکا رہتا ہے

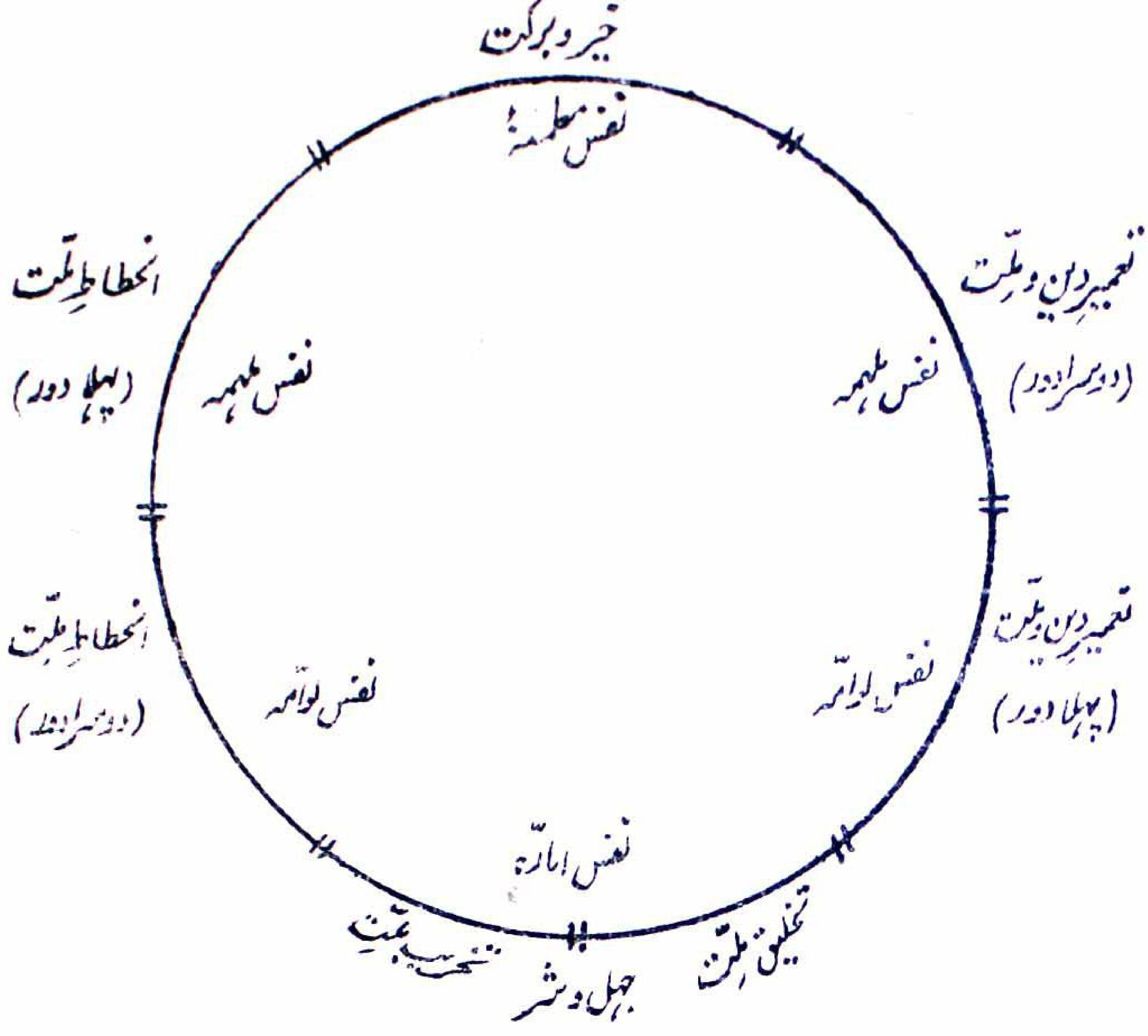
خیر و برکت
نفس مطمئنہ
تعمیرِ دین و ملت
(دوسرا دور)
نفس ملہمہ
تعمیرِ دین و ملت
(پہلا دور)
نفس لوامہ
تخلیقِ ملت
نفس امارہ
جہل و شر
تخریبِ ملت
انحطاطِ ملت
(دوسرا دور)
نفس لوامہ
انحطاطِ ملت
(پہلا دور)
نفس ملہمہ

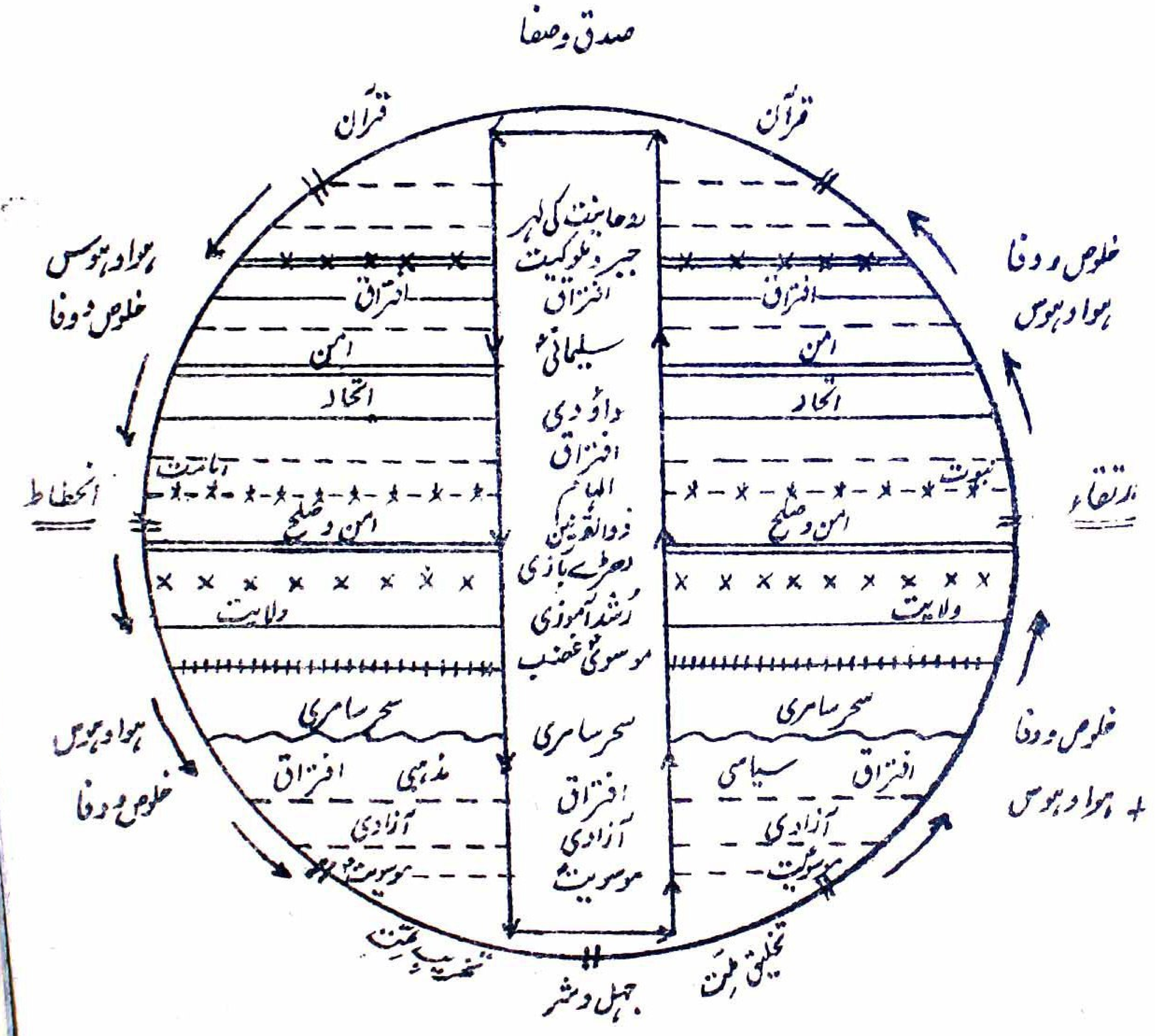
صدق و صفا
قرآن
قرآن
رہبانیت کی لہر
جبر و ملوکیت
افتراق
سلیمانی
داؤدی
افتراق
الیاس
ذوالقرنین
دھڑے بازی
رشد آموزی
موسوی غضب
سحر سامری
افتراق
آزادی
موسویت
افتراق
امن
اتحاد
امامت
امن و صلح
ولایت
سحر سامری
مذہبی افتراق
آزادی
موسویت
افتراق
امن
اتحاد
نبوت
امن و صلح
ولایت
سحر سامری
سیاسی افتراق
آزادی
موسویت
ہوا و ہوس
خلوص و وفا
انحطاط
ہوا و ہوس
خلوص و وفا
خلوص و وفا
ہوا و ہوس
ارتقاء
خلوص و وفا
ہوا و ہوس
تخریبِ ملت
جہل و شر
تخلیقِ ملت

ولایتِ محمدیہ کی سطح پر حق تعالےٰ کی امری حکمت کا مذہبی اور سیاسی انداز

حیاتِ انسانی میں خلوص و وفا کا خاصہ اُس کے خلقی وجود کی امری تغیر پذیری کے اصولی کوائف سے متعارف ہونے کی موزونیت سے امری طور پر مزیّن کیا گیا ہے۔ انقلابِ زیست کے اصولی چکر کی راہ پر سیاسی دھڑے بازی کے دوراں میں اور اُس کے بعد اُس خاصہ کی تنویر حق تعالےٰ کی امری روشنی کے الہامی انداز میں شروع ہوتی ہے اور خیر و برکت کے دور میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے جبکہ وہ روشنی قرآن پاک کی صورت اختیار کرتے ہوئے عالم افروزی کا کام شروع کر دیتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی تمہید کا تخلیقی فعل جو ہبوطِ آدم کی منزل سے شروع ہو کر حیاتِ انسانی کے خلقی وجود کی فطری تغیّر پذیری کا امری موجب اور الٰہی باعث بنا ہوا ہے شانِ محمدؐ کی ملت افروز سطح پر تکمیل کو پہنچتا ہے۔ حیاتِ انسانی کو انسانیت کے امری انداز سے واصل بنا دیتا ہے۔ عالمِ خلق میں نبوت، کتاب اور دین کا شہود مکمل ہو جاتا ہے۔ خلوص و وفا کا خاصہ حق و صداقت کی امری سطح پر ختمِ نبوت کی حیثیت اور علم الکتاب کی امری حیثیت میں شانِ امامت کا خلقی روپ اختیار کر لیتا ہے۔ صدق و صفا کی عبودیت پذیر سطح پر وہ خاصہ اسرارِ ولایت کے حکمت آموز تصوف کی صورت میں شہود ہوتا ہے۔ خیر و برکت کے دور میں شانِ محمدؐ نبوت، امامت اور ولایت کی سطح پر اپنے حیات افروز شہود کے کمال پر ہوتی ہے۔ انحطاط کے پہلے دور میں وہ شہودِ زیست کی سطح سے بلند ہو جاتی ہے لیکن شانِ محمدیہ کی جہاں افروزی کا کام امامت اور ولایت کی وساطت سے جاری رہتا ہے۔ اُس دور میں ہوا و ہوس کا اثر مذہب میں افتراق کو ابھارتا اور آخرکار اُس کو تکمیل پر پہنچا کر مذہب کو حقیقتِ دین کی اصل روح سے محروم بنا دیتا ہے۔ زندگی کی عوامی سطح پر ملت کی مذہبی سوچ ہمارے افتراق و تشتت کا شکار ہو جاتی ہے اور اقتدار و تسلط کی سطح پر ملی معاملات پر سوچ بچار کرنے کا عام انداز ملی مذہبی نہج سے منتقل ہو کر اُس کی سیاسی نہج پر آ جاتا ہے تو امامت بھی بطونِ زیست میں پہنچ جاتی ہے اور دینی مقاصد کی محافظت کے لئے ملت نے سیاسی فہم و فراست میں دینی حکمت کا [illegible] دخول اسرارِ ولایت کی سطح سے عمل میں آنے لگ جاتا ہے۔ جب انحطاطِ ملت کا دوسرا دور شروع ہو جاتا ہے اور ملت کا مذہبی افتراق ہوا و ہوس کی ملی اور غیر ملی جانب پر ہمہ گیر دھڑے بازی کی قلبی کا

Marfat.com

باعث بن جاتا ہے تو اس کو فرو کرنے کی خاطر اقتدار در سوخ کے جسم میں ذوالقرنین کی صلح آفرین روح کا انفعال قصدِ ولایت کی روحانی حکمت کے سیاسی انداز ہی سے عمل میں آتا ہے۔ وفاقیت کی سیاسی روح کو محفوظ اور مامون بنانے میں ولایت اس دور کے آخر تک برسر شہود رہتی ہے۔ جہل و شر کے دور میں جب شانِ نبوت کی ابتدائی صورتیں مشہود ہوکر برسرکار آجاتی ہیں تو حیاتِ انسانی کی ہمہ گیر سطح پر خلوص و وفا کی ملی جانب سے ولایتِ محمدیہ نبوت کی اُن ابتدائی صورتوں کے ذہنی مقاصد میں پوری پوری امداد بہم پہنچاتی اور اس دور کے آخر تک بطونِ زیست سے اپنا کام جاری رکھتی ہے

جہل و شر کے دور سے نکل کر جب حیاتِ انسانی پر امن و آزادی کا پہلا دور وارد ہوتا ہے تو ہوا و ہوس کے غلبہ پذیر اثر کی حالت میں جو خلوص و وفا کے ابتدائی ابھار میں اپنے عیارانہ جذبے کی راہ سے اقتدار کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے ولایتِ محمدیہ خلوص و وفا کی مغلوب سطح پر صدق و صفا کے پُر اسرار گوشوں میں خاموشی اختیار کر لیتی ہے اور جب ہوا و ہوس کے سیاسی اقتدار کی سطح پر افتراق پیدا ہوکر بدامنی اور فساد کا باعث بن جاتا ہے تو پھر خلوص و وفا کے انقلاب پذیر احوال میں نبوت کے موسوئی شہود کو انقلابی حکمت کا روحانی زور پہنچانے کی خاطر رُشد آموزی کے خضری روپ میں مشہود ہو جاتی ہے۔ روحانی حکمت کا خضری انداز جب افتراق کی سطح سے خلوص و وفا کے عناصر کو الگ کرتے ہوئے اُن میں حقیقی اتحاد کی تشکیل عمل میں لے آتا ہے تو افتراق کی سطح پر دھڑے بازی پیدا کرنے کے لئے ہوا و ہوس کا شدید اثر صرف باقی رہ جاتا ہے اور جب وہ سیاسی دھڑے بندی شدت کی حد کو پہنچ کر نفسِ حیات کو پریشانی اور بدامنی میں مبتلا کر دیتی ہے تو اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کی امن آفرین تمکین کا تخلیقی سبب بھی خضری حکمت ہی کے مذہبی انداز سے پیدا ہوتا ہے۔ انقلابِ حیات کے اصولی چکر کا تعلق نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت سے ہو یا اجتماعی سے اور قومی حیثیت سے ہو یا عالمی سے خلوص و وفا کی ملی جانب پر ولایتِ محمدیہ اس پورے چکر پر اپنا عمل جاری رکھتی ہے۔ سیاسی دھڑے بازی کے بعد مذہبی دھڑے بازی کے مرحلے تک تین دوروں میں اس کی حکمتِ عملی کا ذہنی شعور مذہبی ہوتا ہے اور مذہبی دھڑے بازی کے بعد سیاسی دھڑے بازی کے مرحلہ تک تین دوروں میں اس کی حکمتِ عملی کا ذہنی شعور سیاسی ہوتا ہے۔ حیاتِ انسانی کے امری نظام کی آئینی ترکیب میں ولایتِ محمدیہ بھی ایک امری منصب ہے جس پر

برقرار رہتے ہوئے شانِ محمدؐ اسرارِ عبدیت کے امری غیوب سے بطون و شہود کی خلقی سطح پر حکمت
رسانی کا کام جاری رکھتی ہے۔ انقلابِ حیات کا عالمی چکر جس پر دین و ملت کی تعمیر اور انحطاط عمل
ہوا، ایک دفعہ عملی طور پر پورا ہو چکا ہے۔ اس چکر پر نبوت نے مختلف صورتوں میں مشہود ہو کر اپنا کام
پورا کیا۔ اب دوسرا چکر اور اس چکر پر تعمیرِ دین و ملت کا دوسرا دور بھی شروع ہو چکا ہے۔ نبوت
نے بھی اپنے منصب کی ہر صورت کو عملی طور پر پورا کرنا شروع کر دیا ہے لیکن نبوت کو اب بشریت
کا جامہ پہننے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ قرآن پاک کی امری حقیقت نبوت کی ہر صورت کے منصبی
فرائض کو پورا کر سکتی اور کر رہی ہے اور اسی طرح قرآن پاک کی عرفانی حکمت بھی امری ولایت
کی روحانی سطح سے نبوت کے ان آخرین مقاصد میں مخلصانہ امداد بہم پہنچا رہی ہے۔ اس آزادی کے
موجودہ دور میں حیاتِ انسانی اپنے انقلابی چکر کے اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے۔ جہاں فکرِ انسانی کا
روحانی ادراک اسرارِ ولایت کی خضری حکمت رسانی سے اکتسابی کد و کاوش کیے بغیر بھی
مستنیر ہو سکتا ہے۔ اگر خلوص و دعا کی دلی جانب سے کوئی بھی فرد یہ سمجھتے ہوئے قرآن ہاتھ میں
لے کر اس طرف متوجہ ہو جائے تو اس کے ملت آفرین عزائم قرآن پاک کے امری شعور کی روشنی
سے منور ہو سکتے ہیں۔

چوتھی فصل

انقلابِ حیات کے اصولی چکر پر مذہبی، سیاسی اور دیگر ہر حیثیت کے مختلف معتقدات و مسلّمات کا امری انہضام

انسانی عقیدت کا امری اور مصنوعی انداز

انسانی ارادیت کا اختیاری اسلوب جو حرص انسان کے فکری شعور کے عقب میں اُس کی ادراکی قابلیتوں کے عملی انداز میں اختصاص پیدا کرنے کے لئے غیر شعوری تاثرات کا ایک چھپا ہوا خزانہ ہے قلبِ انسانی کے امر پذیر انداز کی پس پردہ سطح پر عقیدت کی صورت اختیار کئے ہوئے جذبات و احساسات کی طبعی ترکیب کے پُرسکون انداز کا امری محافظ ہے۔ عقیدت کی تخلیق اُن حقائق یا اُن ظنون کے امری امتزاج کی خلقی ترکیب سے عمل پذیر ہوتی ہے جن کو انسان اپنی صحیح فہمی یا غلط فہمی سے یقین کے حقیقی درجہ پر اٹھا لیتا ہے اور جو عقیدت کے امتزاجی انداز کی سطح سے جذبات و احساسات کی پُرسکون کیفیت کو اپنے غیر حسیس تاثرات کی زد میں لے کر قوائے فکر کے ادراکی انداز پر اثر پیدا کرنے کا متوافق شعور بخشتے ہیں۔ جذبات و احساسات کی ترکیب میں سکون کی بحالی جو زندگی کی عوامی سطح پر امن کی برقراری کا لازمی موجب ہوتا ہے۔ اس بات پر منحصر ہے کہ عقیدت کا طبعی وجود اوہام و ظنون کے امتزاجی شمول سے پاک ہو جن کی تخلیق ہوا و ہوس کے طبعی خاصّہ کی عیّارانہ صنعت سے عمل پذیر ہو کر عقیدت کی امتزاجی ترکیب میں اُن کو موثر ترین عنصر کی حیثیت بخشتی ہے۔ ہوا و ہوس کا عیّارانہ اثر اس طریق سے اوہام و ظنون کو جذبات و احساسات کی پُرسکون سطح پر پہنچا کر وہاں انتشار پیدا کرتا اور پھر اُس انتشار سے فکرِ انسانی کے عملی انداز کو متاثر بناتے ہوئے خیالات میں پریشانی پیدا کرتا ہے جو زندگی کی عوامی سطح پر بے چینی پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ جب تک عقیدت اپنی امری حیثیت میں برقرار رہتی ہے۔ ہوا و ہوس کا اثر اوہام و ظنون کو اُس کے طبعی وجود کی امتزاجی ترکیب میں شامل کرنے سے قاصر رہتا ہے اور جب خود بینی اور خود شناسی

Marfat.com

کی کوئی بھی منفی صورت تعامل پذیر ہوکر ہوا و ہوس کے لئے اثر رسانی کا موقعہ پیدا کر دیتی ہے تو عقیدت کا اپنی امری حیثیت سے محروم ہوکر اوہام وظنون میں مبتلا ہوجانا یقینی ہوجاتا ہے اور اگر عقیدت کو اوہام وظنون کی یقین سوز آلودگیوں سے پاک بنانا مقصود ہو تو اس کو ہوا و ہوس کے طبعی انداز سے نجات دلانا ضروری ہوتا ہے۔ ہوا و ہوس کے اثر سے کلی نجات حاصل کرنے کے بعد خلوص و وفا کے اثر میں پہنچ جاتی اور حق تعالے کے تکوینی امر کی حیات افروز حکمت کا عکسی روپ اختیار کر لیتی ہے جو اس کے طبعی انداز کی امری شان ہے۔ اس کے برعکس اگر انسانی ارادت کا اختیاری اسلوب خلوص و وفا کے اثر سے کلی طور پر محروم ہوجائے تو ہوا و ہوس کے اثر میں عقیدت کی امری شکل مسخ ہوکر شیطانی عیاری کے مؤثر ہتھیار کا کام دینے لگ جاتی ہے جس سے وہ حیات انسانی کی علمی اور عملی سطح پر گمراہی پیدا کرنا اور اس کو حق و صداقت کی مذہبی، سیاسی اور دیگر ہر سطح سے نیچے گرانے کا کام دیتی ہے

عقیدت کی مصنوعی سطح پر مختلف نوعیت کے عصبی احساسات

دنیا میں بیسیوں مذاہب ہیں اور ہر مذہب کی کئی کئی شاخیں ہیں۔ اور اسی طرح نوع انسان کی کئی نسلیں ہیں اور ہر نسل کئی کئی شاخوں میں بٹی ہوئی ہے اور اُن کی ہر شاخ کئی کئی قبیلوں میں منقسم ہے۔ فکر انسانی ہزاروں قسم کے عصبی احساسات سے اثر پذیر رہتی ہے جن کا شدید اثر خلوص و وفا کے مقابلہ میں [illegible] طبعی انداز میں زور پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ خلوص و وفا کی بلند ترین سطح [illegible] عالم افروز دور میں حیات انسانی کی ہر جانب پر ہر قسم کے عصبی احساسات کا انتشار [illegible] مذہب کی امری روشنی کا کافور ہوجاتا ہے اور ہوا و ہوس کی [illegible] کئی قسمیں جن کا امری یا مصنوعی ابھار فطرت انسانی میں امکان پذیر ہوسکتا ہے اپنی شدت کے [illegible] پہنچ جاتی ہیں۔ اور جہل و شر کے زور میں شدت پذیر عصبیتوں کا مذہبی ابھار سیاسی نوعیت کے مختلف نظریات کی صنعت میں ہوا و ہوس کا [illegible] نظریات کی خصومت انگیز تاریکیوں میں دفن کر دیتا ہے۔ [illegible] ہوس کی [illegible] آلودگیوں سے پاک ہوکر [illegible] جب [illegible]

میں جبر و استبداد کے فرعونی انداز کو تکمیل پر پہنچانے کا کام شروع کر دیتی ہے

جہل و شر (نفس امارہ) کے دور میں ہوا و ہوس کے وبال آفرین اقتدار کی فرعونی ضربیں جب حیاتِ انسانی کی دائیں جانب پر خلوص و وفا کے ملی اور غیر ملی اثر میں اس اقتدار کے خلاف ملامت کا ابھار پیدا کر دیتی ہیں تو وہ ابھار ہر مذہب اور ہر فرقہ، ہر نسل اور ہر قبیلہ اور ہر طبقہ اور ہر برادری میں یکساں احساس سے انگیخت پذیر ہو جاتا ہے اور اس اقتدار کی فرعونی ضربیں چونکہ ہوا و ہوس کی ضعیف جانب پر بھی یکساں حیثیت کی ستم رسانی عمل میں لاتی ہیں۔ اس لئے ہوا و ہوس کی ستم رسیدہ اور مجبور جانب بھی خلوص و وفا کی عملی ملامت کے موسمی ابھار میں جذب ہو جاتی ہے۔ ان ہر دو جانب کی نفرت اور ملامت کا شدید ابھار ان سب کے عصبی احساسات کی ہر اختلاف انگیز نوعیت کو دبا کر ان کے ستم رسیدہ جذبات میں یک جہتی کی انگیخت پیدا کر دیتا ہے جو ان سب کو ان کی نفس آلود عقیدتوں سے آزاد کر دیتی ہے۔ ان سب کی ارادیت کا اختیاری اسلوب مظلومی کے شدید احساس میں فنا یا جذب ہو جاتا ہے جس سے ان کے جذبات و احساسات کی طبعی ترکیب عقیدت کے محکومانہ شعور کی غلامانہ اتباع سے خلاصی حاصل کر لیتی اور نفس امارہ (جہل و شر) کی سطح سے بلند ہو کر نفس لوامہ (آزادی کے پہلے) کے دور میں داخل ہو جاتی ہے۔ جوں جوں مظلومی اور غلامی کا احساس بڑھتا جاتا ہے ملامت کے عملی انداز میں زور پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اور جوں جوں ملامت کا عملی شدت پذیر ہوتا ہے جذبات و احساسات کا ترکیبی انداز ہوا و ہوس کے طبعی اثر سے آزاد ہوتا ہوا خلوص و وفا کے حق پذیر اثر کی امری فضا میں بلند ہونے لگ جاتا ہے۔ مختلف نسلیں، قومیں اور قبیلے اور مختلف مذاہب، فرقے اور جماعتیں تین گروہوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ پہلا گروہ تو خلوص و وفا کے اثر سے صحیح معنوں میں متاثر ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ جس میں ہوا و ہوس کا طبعی خاصہ خلوص و وفا کے اثر میں عیارانہ جذب حاصل کر لیتا یا اس سے دب جاتا ہے پہلے گروہ کے ساتھ مل جاتا ہے اور تیسرا گروہ جس کی ارادیت کا اختیاری اسلوب مذہب سے آزاد ہو کر یا ترکِ مذہب کا مفسدانہ انداز اختیار کرتے ہوئے عقیدت کی تنسیخ کا باعث بن چکا ہوتا ہے پہلے گروہ کی راہ میں عیارانہ قسم کی رکاوٹیں پیدا کرنے لگ جاتا ہے۔ خلوص و وفا کا امر پذیر اثر جب پہلے گروہ میں الفت اور یک جہتی پیدا کرتا ہوا اس کو نفس لوامہ کی آخری منزل کے قریب لے پہنچتا ہے تو جہل و شر کی

سطح سے ہوا و ہوس کی شدید طاقتیں افتراق کا اُبھار پیدا کر دیتی ہیں۔ پہلے گروہ میں صدق و صفا کی خضریٔ حکمت اتحاد کو مکمل کر دیتی ہے تو دوسرے گروہ کا عیارانہ ساتھ ختم ہو کر تیسرے گروہ کی افتراق انگیز طاقت میں زور پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے

تکمیلِ اتحاد کی سطح سے اختلاف پذیر عقاید کے مذہبی، سیاسی اور دیگر ہر انداز کی گراوٹ

آزادی کے پہلے دور (نفس لوامہ) کی آخری منزل کے قریب پہنچ کر ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر جب پہلے اور دوسرے گروہ کے وقتی اور مصنوعی اجتماع میں افتراق کی انگیخت پیدا کر دیتا ہے تو وہ افتراق سب سے پہلے اُن کے مذہبی۔ نسلی اور قبیلوی احساسات کو متاثر بناتا ہے اور پھر اُن کے سیاسی عقاید میں اختلافات کو اُبھارتا ہے جو احساسات اور اختلافات کہ نفس لوامہ کا دور شروع ہوتے وقت اُن سب کی یکساں مظلومی کے یکساں احساس میں دب چکے ہوتے ہیں۔ دوسرے اور تیسرے گروہ سے متعلق جن دونوں میں ہوا و ہوس کا جذبہ اب متحد ہو چکا ہوتا ہے۔ کل قومیں۔ کل قبیلے۔ کل جماعتیں اور کل افراد اپنے اپنے عقاید کے مذہبی نسلی۔ سیاسی اور دیگر ہر طرح کے قدیم انداز کی سطح پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر سیاسی نظریات کی جدید انگیخت کے اثر میں شدید قسم کے دو متضاد دھڑوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اُن کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی جانب پر وہ کل لوگ جو اتحاد کے خضریٔ انداز کو قبول کرتے ہوئے ذوالقرنین کی صلح آفرین تمکین کا تخلیقی سبب بنتے ہیں اپنی اپنی عقیدت کے مذہبی نسلی سیاسی اور دیگر ہر طرح کے شعور کو خود رُشدگی خضریٔ سانچہ میں ڈھالا بنتے ہیں جس سے عقیدت کی کل غیر ضروری آلودگیاں رفع ہو جاتی ہیں اور جب نفس لوامہ کی سطح سے بلند ہو کر نفس ملہمہ کے (آزادی کے دوسرے) دور میں اُن مصلح کے ذوالقرنینی انداز کی سطح پر مذہبی عقیدت کا خضریٔ شعور حق تعالےٰ کی امری روشنی کے الہامی انداز سے مستنیر ہوتے ہوئے نفس مطمئنہ (خیر و برکت کے دور) کی بلند سطح پر پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ مذہب کی حقیقی شان میں درخشاں ہو جاتا ہے

خیر و برکت کی سطح پر مذاہب عالم کی حالت

نفس ملہمہ کے دور میں مذہبی عقیدت کے روحانی شعور کو متاثر بنانے کے لئے ہوا و ہوس کی مادی طاقتیں کئی دفعہ حملہ آور ہوتی ہیں لیکن ہر دفعہ مذہب کی روحانی حکمت اُن پر فتح حاصل کرتی اور اپنے ارتقائی انداز کی الہام پذیر سطح پر برقرار رہتی ہے۔ یہاں تک کہ مذہبی حقیقت کا الہامی انداز نفس مطمئنہ (خیر و برکت کے دور) کی بلند سطح پر قرآن پاک کی حق افروز صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مذاہب عالم کی سطح سے خلوص و وفا کی حق پذیر جانب پر نسل انسانی کا پہلا گروہ تو قرآن پاک کی روشنی سے صحیح معنوں میں منور ہو جاتا ہے لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر دوسرا گروہ بھی قرآن پاک کی حکمت افروز روشنی میں اپنے اپنے قدیم عقاید کو ترک کرنے پر مجبور ہو جاتا اور اسلامی عقیدت کی سطح پر بلند ہو کر ملت کے بائیں بازو کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور تیسرا گروہ جو خلوص و وفا کے اثر سے کلی طور پر محروم ہو کر ہوا و ہوس کے شکست خوردہ اثر میں فنا ہو جاتا ہے جہل و شر کی سطح پر قرآن پاک کی عالم پناہ حکمت کے سایہ میں پُر امن حالت اختیار کرتے ہوئے اپنے اپنے مذہبی عقائد کی قدیم سطح پر قرار پذیر ہو جاتا ہے اور یا اس سطح سے بھی نیچے ذلت و خواری کے گڑھے میں پہنچ جاتا ہے۔ جہل و شر کی سطح پر امن پذیری کی حالت کو صرف وہی لوگ برقرار رکھ سکتے ہیں جو مذہب کی کسی نہ کسی صورت میں اعتقاد رکھتے ہوں اور ملت کے ساتھ سیاسی نوعیت کے کسی نہ کسی تعلق کی خوشگواری عمل میں لانے کی استعداد سے بہرہ ور ہوں۔

انحطاط ملت کے دوران میں ملت کا مذہبی افتراق اور غیر ملی مذاہب کا سیاسی اُبھار

نفس مطمئنہ (خیر و برکت کے دور) کی سطح سے جب حیات انسانی کا اجتماعی نفس نیچے گر جاتا ہے تو اس کی گراوٹ کے دوران میں ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر مذہبی عقیدت کے اصولی وجود کو اُس کی اصل رُوح سے علیحدہ کر دیتا ہے اور وہ رُوح امامت کی ایثار آفرین حیثیت اختیار کر لیتی اور ہوا و ہوس کے مقابلہ میں مذہب کے دینی مقاصد کی محافظت عمل میں لانا شروع کر دیتی ہے۔ امامت جب مذہب سے علیحدگی اختیار کر لیتی یا مذہب امامت کو چھوڑ دیتا ہے تو جہل و شر کی سطح پر غیر مذاہب کی جرأت افزائی عمل میں آنے

لگ جاتی ہے جس سے اُن میں سیاسی اُبھار انگیخت پذیر ہو جاتا ہے۔ ملت کے بائیں بازو سے ہوا و ہوس کا ملی انتشار اُن کے سیاسی ابھار میں مدد بہم پہنچانا شروع کر دیتا ہے اور غیر مذاہب کا وہ سیاسی ابھار ملت میں افتراق کو زور پہنچانے اور ملت کے دینی مقاصد پر ہوا و ہوس کا تصرف قائم کرنے میں کوشاں ہو جاتا ہے لیکن امامت کی سطح سے حق تعالے کی دین پرور حکمت اُن کی دین سوز کوششوں کو رائیگاں بنا دیتی ہے۔ مذہب کا بے رُوح وجود ہوا و ہوس کی دین شکن ضربوں سے شکستہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور مختلف فرقوں میں بٹ جاتا ہے تو امامت شہودِ زیست کی سطح سے بلند ہو جاتی اور خلوص و وفا کی سطح پر صدق و صفا کے روحانی گوشوں میں عرفانِ حقیقت کے خضری طالب کو اپنی ولایت کا حکمت آفرین منصب سونپ دیتی ہے۔ جب ملت اپنے مذہب کی اصل روح سے محروم ہو کر اپنے افتراق کو مکمل کر لیتی ہے تو ملت میں اور دوسری قوموں میں مذہب کی حقیقت یکساں حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور ملی اور غیر ملی قومیں مذہب کی سطح زندگی کے سیاسی شعور کی سطح پر یکساں حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ ایسی صورت میں مذہبی جھگڑے بندی کا حل قوموں کو اپنی لپیٹ میں لے لینا قدرتی امر ہوتا ہے۔ جس کو دور کرنے کی خاطر امر و ولایت کی سطح سے خضری حکمت کے دینی انداز کو ذوالقرنین کے سیاسی اقتدار کا امن آفرین روپ دھارنا پڑتا ہے

مذہبی جھگڑے بازی کے فرو ہو جانے کے بعد امن و آزادی کے بین الاقوامی وقار پر غیر ملی اقوام کی سیاسی قابلیت کا مسلط ہو جانا قدرتی ہو جاتا ہے۔ انقلابِ زیست کے چھٹے دور (جہل و شر) میں داخل ہونے سے پیشتر روحانی حکمت کا خضری شعور وقارِ ملت کو امن کی سطح پر برقرار رکھنے کی خاطر ملت کی سیاسی قابلیتوں میں صحت پیدا کرتا رہتا ہے اور جب بعض ممالک میں مذہبی افتراق اقتدار ملت کو مخدوش بنا دیتا ہے تو ان کی آزادیت کے سیاسی شعور کو بیرونی اقدامات کے رجحانات کی امن آفرین سطح پر بلند کرتا ہے۔ جہل و شر کے دور میں پہنچ کر ہوا و ہوس کی ملی اور غیر ملی قابلیتیں سیاسی موزونیت کے لحاظ سے اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ بعض قوموں کو بعض پر برتری حاصل ہو جاتی ہے فکرِ انسانی کا مذہبی شعور ہوا و ہوس کے کامل اثر میں مذہبی افتراق کو کمال پر پہنچا دیتا ہے جس سے سیاسی معاشی نسلی اور دیگر ہر نوعیت کی تفریق [illegible] حاصل ہو جاتی اور حیاتِ انسانی کے زوال کو تکمیل پر پہنچانے کا باعث بن جاتی ہے۔ انسانی عقیدت جتنے بھی مختلف روپ اختیار کر سکتی ہے کر لیتی ہے اور

انسانی فطرت میں جتنی بھی خرابیاں موجود ہیں رونما ہو جاتی ہیں۔ جہل و شر کے دور میں جب ملت کا آخری قافلہ داخل ہوتا ہے تو مذہب کی حقیقی روح بیدار ہو جاتی ہے جس سے اسرارِ ولایت کی روحانی سطح پر مذہبی حکمت کی دھیمی دھیمی شمع پھر جگمگا اٹھتی اور غلام اور محکوم اقوام میں آزادی کا ابھار پیدا ہو جاتا ہے۔ خلوص و وفا کی ملی سطح پر تو حصولِ آزادی کی جدوجہد اسرارِ ولایت کی سطح سے مذہبی حکمت کی روشنی کا حصول و وصول عمل میں لانے لگتی ہے لیکن ہوا و ہوس کی ملی اور غیر ملی سطح پر سینکڑوں قسم کے سیاسی نظریات انگیخت پذیر ہو جاتے اور زیر دستوں کے لئے غلامی اور محکومی کے عذاب میں زور پیدا کرنے کا موجب بن جاتے ہیں اور جب وہ عذاب تکمیل کو پہنچ جاتا ہے تو جہل و شر کے فرعونی اقتدار کی سنمرانی سے تنگ آئی ہوئی مخلوق میں اُس اقتدار کے خلاف نفرت اور ملامت کا ابھار پیدا ہو جاتا ہے اور حیاتِ انسانی اپنے انقلابی چکر کو پورا کرنے کے بعد پھر طہارتِ زیست کی راہ پر رواں ہو جاتی ہے

حیاتِ انسانی اپنا انقلابی چکر ایک دفعہ یا کئی دفعہ پورا کرنے کے بعد طہارتِ زیست کے اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے جہاں کل قومیں، اُن قوموں میں کل قبیلے اور اُن کے کل فرقے اور کل جماعتیں حق تعالےٰ کے سامنے ایک ہی حیثیت سے کھڑے اور دھڑے بازی کی افتراق انگیز تاریکیوں سے خلاصی حاصل کرنے کی خاطر روشنی مانگ رہے ہیں۔ اُن سب کے مذاہب عملاً طور پر اُس روشنی سے محروم ہیں لیکن وہ سب اس بات کے مدعی ہیں کہ اُن کی مذہبی کتابوں میں وہ روشنی موجود ہے اور چونکہ وہ روشنی انسان کی پوری نسل کے لئے ہے اس لئے وہ کل کتابیں بھی سب کے لئے ہیں۔ اگر کوئی بھی قوم اپنی مذہبی کتاب سے اس روشنی کا چراغ جلا دے تو دوسری کل کتابیں بھی اس روشنی کی مشعل ثابت ہوں گی۔ قرآن پاک میں وہ روشنی یقیناً موجود ہے اور سب کا اُس پر یکساں حق ہے۔ اگر خلوص و وفا کی ملی جانب پر وہ روشنی چمک اٹھے تو خلوص و وفا کی غیر ملی جانب پر اس کا درخشاں ہونا بھی قدرتی امر ہے۔ جب تک وہ روشنی حیاتِ انسانی کی سطح پر درخشاں نہ ہو جائے مذہبی اختلافات کی سطح پر کسی کو کسی پر اپنی عصبی فوقیت جتانے کا حق نہیں پہنچتا۔

Marfat.com

دوسرا باب

انسانی عقیدے کے مِلّی انداز کی سطح پر شعورِ عبودیّت کا مدّو جزر

Marfat.com

پہلی فصل

ترکیبِ حیات کی بلند اور پست سطح پر خُلقِ انسانی کا عملی انداز

نظامِ حیات میں زیستِ انسانی کے ترکیبی انداز کی وہ بلند سطح جس پہ انسان کو سرور و اطمینان کا وصول ہوتا ہے۔ ہوا و ہوس کے تہیج کا دتا ثرات سے بہت اونچی ہے۔ انسان اپنے اصل مذہب سے اسی وقت صحیح طور پہ واقف ہوتا اور اس پہ عمل پیرا ہو سکتا ہے جبکہ وہ زندگی کی اس بلند سطح پر پہنچ جائے۔ وہاں ایک طرف تو خالقِ مطلق کے ساتھ اس کی عبودیت کا حقیقی رشتہ استوار ہوتا ہے اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ اس کی شرافت کا اخلاقی تعلق وابستہ ہوتا ہے۔ جذبات و احساسات گداز محبت کی فطرت نوازی سے اثر پذیر ہوتے ہوئے مخلوق کے حق میں خالقِ مطلق کی رحمت کا حیات افروز باعث بنتے ہیں اور فکری قوتوں کا ادراکی شعور خلوص و وفا کی وافق نوازی اور فراست پروری کے اثر میں حق تعالےٰ کے تخلیقی امر کی اصولی معرفت کا خوگر ہوتا ہے۔ جب کوئی بھی فرد حق تعالےٰ کی انقلابی دستگیری سے جو عبودیت کے عقیدت مندانہ شعور کی مخلصانہ بحالی پر کسی وقت بھی انسان کو حاصل ہو سکتی ہے خیر و برکت کی اس اعلےٰ و ارفع سطح پر پہنچ جاتا ہے تو وہ انسانی معاشرہ کی اجتماعی زندگی کو اوپر اٹھانے کا لازمی موجب بنتا ہے اور جب کوئی قوم جذبِ محبت کی اس وحدت افروز جنت میں داخل ہو جاتی ہے تو امورِ عالم کے لئے مشعلِ ہدایت ثابت ہوتی ہے

خیر و برکت کی اطمینان آفرین سطح کے برعکس جہل و شر کے ذلت آفرین گڑھے میں نفسِ انسانی ہوا و ہوس کے شدید اثر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قوائے فکری کی ادراکی استعداد خلوص و وفا کے سہارا سے کلی طور پر محروم ہو کر مذہب کی اصل شناخت سے بے بہرہ ہو جاتی ہے۔ مذہبی عقیدت کے بحال رہ جانے پر بھی مذہبی سوچ بچار کے ادراکی شعور کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

مذہبی عقاید و مسلمات اپنے مفہوم کی اصل سطح سے گر کر اوہام و ظنون کے عارضی اور مصنوعی سہارے پر قرار پذیر ہو جاتے ہیں اور جب تک حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا باطل شکن اثر عقیدت کے حق فراموشانہ انداز پر ہنگامی حیثیت کی کوئی شدید ضرب نہیں پہنچا دیتا وہ قصے کہانیوں کی توہم پذیر سطح پر شکوک و شبہات کی فراست کُش ظلمت میں محصور رہتی ہے۔ جب کوئی بھی فرد ذلت کے اس تاریک گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ اپنی ذلیل و خوار زندگی کے منافی اثر سے کسی نہ کسی صورت میں پورے معاشرہ کو متاثر کرتا ہے اور جب کسی معاشرہ میں جہل و شر کا ذلت آفرین اثر ہوا و ہوس کے عیارانہ رسوخ میں مکر و فریب کا زوردار شعور پیدا کرتے ہوئے اس کو مؤثر طاقت کی حیثیت بخش دیتا ہے تو وہ طاقت دوسرے معاشروں کو متاثر بناتی ہوئی ان کو قعر ذلت میں پہنچانے کا باعث بن جاتی ہے۔ نسل انسانی کے دین و ایمان پر چھاپہ مارنے اور اس کے امن و اطمینان کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے والی اسی طاقت کو مذہبی اصطلاح میں شیطان کہا گیا ہے جو خاصۂ نابود کی مادی طاقت کا خلقی مظہر ہے اور جہل و شر کی اسفل سطح سے فکر انسانی کی ادراکی استعداد پر اپنا اثر جمانے کی خاطر ہمیشہ موقعہ کی تاک میں رہتا ہے۔

زندگی کی بلند سطح پر شیطانی اثر کی رسائی اور اس کے بعد حق تعالےٰ کی کرم فرمائی

امن و اطمینان کی سطح پر خوش حالی کے کمال کو پہنچنے کے بعد [illegible] انسانی [illegible] پر احساس جب کبر و نخوت کے دبے ہوئے جذبات کو ہوا دیتا اور معاشرہ کو [illegible] کی حقیقی اسباب و وجوہ کے روحانی استعمال کی طرف سے لاپرواہ بنا دیتا ہے تو [illegible] لاپرواہی [illegible] کر دیتی ہے جس سے شیطان کے عیارانہ اثر [illegible] خلل پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ امن و آزادی کی [illegible] جب ایک [illegible] تسلسل [illegible] معاشرہ کی [illegible] میں نہیں [illegible] بعد حق تعالےٰ کی انقلابی روح اس کی امداد کو پہنچنے [illegible] پیدا ہو کر حق تعالےٰ کی طرف رجوع دلانے کا باعث بن جاتی [illegible]

دستگیری کو آپہنچتی اور اس میں اتحاد و یک جہتی کا ابھار پیدا کرتے ہوئے اسی مرحلہ سے اس کو اوپر اٹھانا شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح اتحاد و یک جہتی کی راہ سے اوپر اٹھتا ہوا معاشرہ اس راہ کے کسی بھی مرحلہ پر شیطان کے عیارانہ اثر کا شکار ہو سکتا ہے جس سے اس کی گراوٹ دوبارہ ممکن صورت اختیار کر جاتی ہے

ترکیب حیات کی آسمانی سطح سے انسانی زندگی کی پہلی گراوٹ

حیات انسانی کے فطری انداز کی ترکیبی سطح پر جس کی آسمانی حیثیت کو جنت کا نام دیا گیا ہے سب سے پہلی سکونت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔ شجرۂ ممنوعہ سے دور رہنا اور اس کے پھل سے پرہیز کرنا جس کے ذائقہ کا اثر پھوٹ اور فساد کا امری موجب تھا۔ جنت میں سکونت کے بحال رکھنے کی لازمی شرط تھی لیکن ابوالبشر اس شرط کو پورا کرنے میں عزم و استقلال کو ہمیشہ تک برقرار نہ رکھ سکے۔ اُن کی پشت میں اُن کی وہ اولاد جو کسی حالت میں بھی جنت کی مستحق اور اس میں داخل ہونے کی مجاز نہ تھی اُن کے دل میں لذاتِ جنت کے حق نشیں احساس کی اعتقادی کیفیت کو امرِ مقدر کی آئینی اداکاری کے واسطہ سے خود بینی اور خود شناسی کے توہّم پذیر اثر کی صورت میں بدلنے کا امری موجب بن گئی جس سے اُن کی تسلیم و رضا کا عبودیت پذیر شعور غیر محسوس طور پر متاثر ہونے ہوئے شیطانی وسوسہ کی عیارانہ انگیخت کو کامیاب بنانے کا غیر شعوری سبب بن گیا۔ ابوالبشر شجرۂ ممنوعہ کے قریب پہنچ گئے اور اس کے پھل کا ذائقہ اُن کو جنت سے باہر زندگی کی ارضی سطح پر پہنچانے کا باعث بن گیا۔ جہاں یہ امتحان کرنا بھی امرِ مقدر ہی کی آئینی اقتضاء کا خلقی التزام تھا کہ اُن کی اولاد میں سے کون جنت میں داخلہ حاصل کرنے کا حق پیدا کرتا ہے اور کون پھوٹ اور فساد کی راہ سے قعرِ ذلت میں گرائے جانے کا سزاوار ٹھہرتا ہے جس کی آنجہانی حیثیت جہنم کی شکل میں اس کا انتظار کر رہی ہے

احساس محرومی کے بیدار ہو جانے پر حق تعالےٰ کی انقلابی دستگیری

ترکیبِ زیست کی ارضی سطح پر پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں جب حیاتِ علوی

کی رُوح پرور لذتوں اور زیست نواز راحتوں کی محرومی کا احساس بیدار ہوگیا اور اس احساس نے اُن کے دل میں خلوص و وفا کی عبودیت نوازی سے تسلیم و رضا کا حقیقی شعور بحال کرتے ہوئے اُن کی توجہ کا رُخ حیاتِ انسانی کے امری اسلوب کی طرف پھیر دیا تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے اُن کو نبوت کا تاج پہنا کر تختِ خلافت پر بٹھا دیا اور وصولِ حق کی لذتوں اور زندگی کی حق افروز راحتوں سے دوبارہ بہرہ ور بنا دیا

نظامِ کائنات کی ارضی سطح پر حیاتِ انسانی کا خلق پذیر انداز جب اولادِ آدمؑ کو امرِ مقدّر کی آئینی اقتضا کے توسّط سے دنیائے عمل کی امتحانی کارگاہ میں اتارنے کا باعث بن گیا اور وہ معرضِ تخلیق میں آکر چاروں طرف زمین میں پھیلنے لگ گئی تو اس میں سے جن لوگوں نے خلوص و وفا کی جانب پر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے اثر میں جو نبوت کی حیثیت اختیار کئے ہوئے اب اُن کی ہدایت کے لئے مامور ہو چکا تھا خالقِ مطلق کے ساتھ عبودیت کا رشتہ اور مخلوق کے ساتھ شرافتِ انسانی کا اخلاقی تعلق وابستہ کر لیا وہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق قرار دیئے گئے اور جو لوگ خلوص و وفا کے خلاف ہوا و ہوس کے حسد آفرین اثر میں قتل و فساد کی ابتداعمل میں لانے کے مرتکب ہوئے اور دینی عقیدت کی حیاکیش گردان سے جرم کا بوجھ اتارنے کی خاطر اندازِ فکر کو غرابی شعور کا رنگ چڑھا کر عزمِ زیست کو مطلب کوشی کی غیر دینی راہ پر گامزن بنایا وہ اور اُن کے پیرو شرافتِ نفس کی سطح سے نیچے شیطانی عیاری کے اثر میں جھوٹ اور فساد کا شکار ہوتے ہوئے قعرِ مذلت میں پہنچنے لگ گئے۔ حرصِ انسانی نظامِ حیات کی ارضی سطح پر اُس کی مدنی ترکیب کے دوگونہ ابھار کو اپنے دائیں بائیں دونو کندھوں پر اُٹھائے ہوئے آئینِ ارتقاء کی فطری راہ پر گامزن ہوگئی

حرصِ انسانی ارتقائے حیات کی راہ پر

ھبوطِ آدمؑ کے بعد حرصِ انسانی جب ارتقائے حیات کی عمل پذیر راہ پر رواں ہوگئی تو اس کے دائیں جانب سے خلوص و وفا کا مثبت اثر جذبات و احساسات کی عملی کیفیت کو متاثر بناتا ہوا اس میں تسلیم و رضا کا عبودیت پذیر شعور پیدا کرتا اور بائیں جانب سے ہوا و ہوس کا منفی اثر اس کو

Marfat.com

مکر و ریا کا رنگ چڑھتا تا۔ حق تعالٰے کی انقلابی روح کا حیات آفریں اثر ثبوت کی حیثیت اختیار کئے ہوئے حرصِ انسانی کو خلوص و وفا کی سطح پہ برقراری بخشتا ہُوا اس کو شرافت کی اخلاق آفریں راہ پر چلاتا تا لیکن ہوا و ہوس کا رذالت نواز اثر ضروریاتِ زندگی کے انقلابی ابھار میں غیر ضروری مبالغہ عمل میں لاتے ہوئے اور اُن کی تخلیقی انگیخت میں نمود و نمائش کا مساوات سوز رنگ پیدا کرتے ہوئے حرصِ انسانی کو جاہ پرستی اور حشمت پسندی کی نخوت انگیز راہ پہ رواں بناتا۔ ارتقائے حیات کے کسی بھی مرحلہ پر یا زیستِ انسانی کی کسی بھی سطح پر حشمِ زیست کے نمائشی شہود اور اسباب شوکت کی ہنگامی نمود نے حرصِ انسانی کے دائیں جانب پر خلوص و وفا کے اخلاقی وقار سے ٹکر لیتے ہوئے جب کبھی توازنِ امن میں خلل اندازی کی تو حق تعالٰے کی انقلابی رُوح نے ہوا و ہوس کے مادی رسوخ کی نخوت پذیر طاقت کو ارتقائے حیات کے اسی مرحلہ اور زیستِ انسانی کی اسی سطح پر آلیا اور اس کے بڑھتے ہوئے اثر کی شدت کو دبا کر امن کا توازن بحال کر دیا

ہوا و ہوس کا دنائیت پرور جذبہ جب تک حق تعالٰے کی امن آفریں رُوح کے امری اثر میں خلوص و وفا کے شرافت پرور رسوخ سے دبا رہتا ہے حرصِ انسانی کا فکری اسلوب زندگی کے مادی ارتقا کی راہ پر ترکیبِ زیست کے متوازن اور متناسب انداز کو بحال و برقرار بنائے رکھتا ہے لیکن جب ہوا و ہوس کا بڑھتا ہُوا زور فکرِ انسانی کی مادی استعداد میں غیر موزوں مبالغہ پیدا کر دیتا اور حیاتِ انسانی کے مادی ارتقاء کی امری انگیخت کو حرصِ زیست کے متوازی انداز سے آگے لے نکلتا ہے تو حق تعالٰے کی انقلابی رُوح زندگی کے اخلاقی معیار کی حفاظت کے لئے اسی دم خلوص و وفا کی دستگیری کو آپہنچتی اور اسبابِ زیست کی ترقی یافتہ ترکیب کے مادی وقار کو آئینِ ارتقاء کی اخلاقی حکمت سے خلوص و وفا کے رسوخ میں زور پیدا کرنے کا موجب بنا دیتی ہے۔ ارتقائے حیات کا قدم حق تعالٰے کی انقلاب آفریں رُوح کے اثر پذیر الٰہی نہج پہ انگیخت پذیر رہتا اور مسلسل طور پر آگے بڑھتا رہتا ہے

دوسری فصل

ارتقائے حیات کے روحانی انداز کا پہلا دور اور تعمیر دین و ملت کا ارتقائی انداز

آدم علیہ السلام کی اولاد جب زمین پر چاروں طرف پھیل کر مختلف نسلوں اور مختلف قبیلوں میں تقسیم ہو گئی اور زمین کے مختلف خطوں اور علاقوں میں نسل در نسل اور قبیلہ در قبیلہ آباد ہو گئی تو حق تعالیٰ کی ارتقائی روح نے ان کل نسلوں اور کل قبیلوں کی علیحدہ علیحدہ دستگیری بھی کی اور ان میں زندگی کا قبیلی شعور اور وحدانی اسلوب بھی پیدا کیا۔ قبیلوی سطح سے اوپر اٹھاتے ہوئے ان میں قومیت کا شعور پیدا کیا اور قومیت کی جداگانہ سطح سے اوپر اٹھاتے ہوئے ان میں بین الاقوامی تعلقات و روابط کو نشوونما دیا۔ حیات انسانی کے ارتقائی شعور کو ہبوط آدمؑ کے بعد قبیلوی سطح سے اوپر اٹھاتے ہوئے عالمی تعلقات و روابط کی جس سطح پر پہنچا کر انسانی وحدت کی حیات افروز روح کو درخشاں بنانے میں حق تعالیٰ کی ارتقائی روح کو ہوا و ہوس کی شیطانی طاقت کے بار بار ستانے کی خاطر ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی کچھ زیادہ مرتبہ نبوت کا روپ دھارنا پڑا۔ گویا تعمیر دین و ملت کے مقصد کو تکمیل پر پہنچانے میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے بھی زیادہ پیغمبروں کی روحانی جدوجہد کام میں لائی گئی۔

تعمیر دین و ملت کی راہ پر عالمی اہمیت کی پانچ بڑی منزلیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے بعض کی نبوت کا حق افروز اثر صرف قبیلوی اور علاقائی وسعتوں تک محدود ہوتا تھا اور بعض کی انقلاب آفریں نبوت نے پوری پوری قوم کو متاثر بنایا اور بعض ان میں ایسے بھی تھے جن کی نبوت کے ہمہ گیر اثر نے کل عالم کو فیض رسانی کی۔ بعض انبیاء نے تو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں تنہا کام لیا لیکن بعض ایسے بھی تھے جن کی معیت اور معاونت میں

Marfat.com

کئی دوسرے نبی بھی اُن کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے جن میں سے بعض نے اُن کے بعد بھی اُن کی متابعت کو عملی طور پر جاری رکھا۔ آدم علیہ السلام کے بعد ارتقائے حیات کی روحانی راہ پر تعمیرِ دین و ملت کے پہلے دور میں پانچ منزلیں ایسی بھی گذری ہیں جن پر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے پانچ اولوالعزم نبیوں کی صورت میں نبوت کی عظیم الشان حیثیت اختیار کرتے ہوئے حیاتِ انسانی کی عالمی حیثیت کو متاثر اور منوّر بنایا۔ اُن پانچ بڑی منزلوں کا مختصر ذکر ترتیب وار طور پر ذیل میں بیان کیا گیا ہے

(پہلی منزل)

طوفان اور سفینہ

آدم علیہ السلام کے بعد ہوا و ہوس کی جانب پر برادر کشی جیسے عظیم جرم کے ارتکاب کا عادت پذیر اثر جب اولادِ آدمؑ کے عملی مذاق میں لذتِ گناہ کی مؤثر انگیخت کا انداز اختیار کر گیا تو زمین گناہوں سے بھرپور ہو گئی اور جب مجرموں کو تباہ کرنے کے لیئے اُن کے گناہوں کی مجموعی نحوست کا عالم گیر طوفان کی صورت اختیار کر لینا امری طور پر یقینی ہو گیا تو خلوص و وفا کی حفاظت کے لیئے حق تعالےٰ کی امان آفریں رُوح حضرت نُوح علیہ السلام کی شان میں اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کی دستگیری کو آ پہنچی۔ حضرت نُوح علیہ السلام نے اس طوفان سے بچاؤ پیدا کرنے کی خاطر ایک بڑا سفینہ تیار کیا جس کی انقلابی ترکیب حق تعالےٰ کی امری رُوح کے حکمت افروز اثر میں صنعت پذیر ہوئی۔ جب طوفان برپا ہو گیا تو وہ سفینہ خلوص و وفا کی جانب پر اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں کی سلامتی کا باعث بنا جب کہ ہوا و ہوس کی جرم آفریں سطح سب کی سب اُس طوفان میں غرق ہو گئی

(دوسری منزل)

تعمیرِ کعبہ اور تخلیقِ ملّت

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد حیاتِ انسانی پھر جب ہوا و ہوس کے اثر میں

مبتلا ہوگئی اور شیطان نے اپنے عیّارانہ اثر و رسوخ سے اس کو بُت پرستی کی طرف مائل کر دیا تو نسلِ انسانی مذہب کی رُو سے کئی مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ اُن کل فرقوں کے جُدا جُدا معبود ہوتے تھے۔ اُن کے مصنوعی اصنام کی شیطانی طاقت کو توڑنے کی خاطر جس کے متحد انداز نے نمرودی اقتدار کی شکل اختیار کر رکھی تھی حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کا توحید افروز روپ دھار لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حق تعالےٰ کی امری حکمت سے نمرودی اقتدار کا سب سے بڑا بُت توڑ دیا اور اس کے بعد حیاتِ انسانی کی ہر سطح پر اور نسلِ انسانی کے ہر فرقہ، ہر قبیلہ اور ہر طبقہ میں امن و اتحاد کی وحدت آفریں ترغیب پیدا کرتے ہوئے مرکزِ عالم میں اس مقدس مقام پر جہاں آدم علیہ السلام کو نبوت کا تاج پہنایا گیا تھا بیت اللہ کی شرف نشان عمارت تعمیر کی اور امنِ عالم کی روحانی تخلیق عمل میں لانے کی خاطر اولادِ آدم کو اس مقدس گھر سے روحانی وابستگی قائم کرنے کی دعوت دیتے ہوئے عالمگیر عبودیت کا حقیقی شعور پیدا کر دیا جو حیاتِ انسانی کی ہر سطح پر بت شکنی کا شرک سوز باعث بنا۔ زمین کے کسی بھی خطہ اور علاقہ سے اور نسلِ انسانی کے کسی بھی طبقہ اور قبیلہ سے جن لوگوں نے اپنی روحانی عقیدت کا حقیقی رشتہ کعبۃ اللہ سے وابستہ کر لیا عبودیتِ حقہ کا شعور اُن میں ملتِ ابراہیمی کی اتحاد آفریں روح کو بیدار کرنے اور اُن کی عقیدت کو وحدتِ دین کے اصل اسلوب کی سطح پر اٹھانے کا امری موجب بن گیا

امن و آزادی۔ ابراہیم علیہ السلام کی وحدت آفریں ہدایت نے حیاتِ انسانی کو عبودیتِ حقہ کے وجدانی شعور سے تعلقات و روابط کے عالمی انداز کی راہ پر گامزن بنا دیا تو زمین کے مختلف خطوں میں بسنے والے مختلف قبیلے یک جہتی اور اتحاد کے مرکزی شعور سے قومیت کی وحدانی سطح پر متحد ہونے لگ گئے عبودیت کے حقیقی شعور نے ان کے ذاتی اتحاد کو اس سطح پر کئی مختلف قوموں کی صورت میں منتقل بنایا اور ان کی اجتماعی روحانی کشش پیدا کرتے ہوئے ان کے بین الاقوامی تعلقات و روابط کا اعجاز پیدا کر دیا۔ ان قوموں میں ان کے مختلف قبیلوں اور مختلف فرقوں کا دفاعی شعور اتحاد کا امر قائم کرنے کے لئے کافی ثابت ہوا وہ امن و آزادی کی سطح پر تکمیل پذیر ہو گئیں اور ان میں ہوا و ہوس کا فرق انگیز شعور اتحاد کی

Marfat.com

تخلیق کو روکنے کا سبب بن گیا وہاں خلوص و وفا کی سطح پر اتحاد پسند اور پُرامن لوگ افتراق تشدد کی امن سوز حالت میں تنگ اور مجبور ہونے لگ گئے

محکومی اور غلامی۔ جن قوموں اور جن علاقوں میں اتحاد پسند لوگ ہوا و ہوس کے افتراق انگیز انداز کے مقابلہ میں تنگ اور مجبور ہونے لگ گئے تھے اُن کی امداد کے لئے حق تعالےٰ کی امن آفرین روح نے کسی دوسری قوم کی زوردار حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے ہوا و ہوس کی امن سوز شدت کو دبا دیا اور امن کو بحال کرتے ہوئے وہاں بیرونی اقتدار کے ایک اتحاد آفرین ضبط کے قیام کا اہتمام کر دیا۔ اُس بیرونی اقتدار کے نفاذ سے محکوم لوگوں میں اتحاد کا پُرامن شعور پیدا کرتے ہوئے اُن کو آزادی کی سطح پر پہنچانا مقصود ہوتا تھا۔ اس لئے خلوص و وفا کی سطح سے محکوم لوگوں کا پُرامن اور اتحاد پسند طبقہ اُس اقتدار کو ہر قسم کی وفادارانہ امداد بہم پہنچاتا جبکہ ہوا و ہوس کی سطح سے شر پسند لوگ پُرامن طبقہ کی مخالفت کرتے اور اہلِ اقتدار کو اس طبقہ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے

جب تک بیرونی اقتدار خلوص و وفا کے اثر میں امن کو برقرار رکھتے ہوئے محکوم قوم کے اتحاد پسند اور پُرامن طبقوں میں آزادی کی تخلیق عمل میں لانے کے عہد پر قائم رہا۔ ان طبقوں کی مخلصانہ وفاداری بھی اس کو حاصل رہی لیکن جب ہوا و ہوس کے اثر میں آکر محکوم قوم کو اوپر اٹھانے کی بجائے اس کو نیچے دبانا شروع کر دیا تو خلوص و وفا کی جانب پُرامن پسند طبقوں میں اُس اقتدار کی مخالفت شروع ہو گئی اور جب خلوص و وفا کی سطح پر بیرونی اقتدار کی غاصبانہ حکمتِ عملی کے خلاف سوچ بچار عمل میں آنے لگی تو ہوا و ہوس کی جانب سے شر پسند طبقے بھی اُس سوچ بچار میں شامل ہو گئے۔ اور پھر اُن دونوں جانب کی متحد سوچ بچار حصولِ آزادی کی زوردار جدوجہد کا محکم انداز اختیار کر گئی

(تیسری منزل)

ہوا و ہوس کے غاصبانہ اقتدار کی عالمگیر شکست

اُن سب قوموں کی جابرانہ اور ظالمانہ حکمتِ عملی جنہوں نے دوسرے لوگوں کی آزادی

Marfat.com

کو غصب کر رکھا تھا کل دنیا میں فرعونِ مصر کی غضب آفرین طاقت کے عیارانہ رسوخ سے زور حاصل کرتی تھی۔ جبر و استبداد کے استعماری انداز کی عالمی سطح پر فرعونِ مصر کے شیطانی اقتدار کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور وہ ملوکیت کے عالمی نظام کی سطح پر مؤثر رسوخ کا مالک تھا۔ فرعونِ مصر نے جن لوگوں کی آزادی کو غصب کر رکھا تھا اُن میں سب سے بڑی اہمیت بنی اسرائیل کو حاصل تھی جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور مذہب سے متعلق اور اُن کی اولاد میں سے ایک اہم قبیلہ تھا جو پوری قوم کی حیثیت رکھتا تھا اور جو خود بھی کئی مختلف شاخوں میں بٹا ہوا تھا۔ فرعون کی غاصبانہ حکمت عملی کے خلاف جو ملوکیت کی عالمی سطح پر اقتدار پرستی کی رواجی انگیخت سے نفاذ پذیر ہو کر محکوم قوموں کو دبانے اور اُن کی آزادی کو غصب کرنے کا باعث بنی ہوئی تھی سب سے پہلے بنی اسرائیل نے ہی آواز بلند کی۔ پہلے تو وہ ہوا و ہوس کے اثر میں پھوٹ کا شکار بنے رہتے تھے لیکن جب اُن کی آزادی کو دبائے رکھنے اور اُن کی امارت کے خود اختیارانہ حق کا راستہ روکنے میں قبطیوں نے بھی فرعونی حکمت عملی کے ضعیف کُش اور ملت شکن انداز کی خود غرضانہ حمایت شروع کر دی تو بنی اسرائیل آپس میں سب متحد ہو گئے۔ اُن کے اتحاد میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس ہر دو جانب کی انگیخت یکساں انداز سے کام کرنے لگ گئی اور جب خلوص و وفا کی سطح پر ارضِ مقدس کی آزادی کا مطالبہ کل سبطیوں میں جماعتی اُبھار کی ہنگامی صورت اختیار کر گیا تو حق تعالیٰ کی انقلابی روح نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نبوت کا عملی انداز اختیار کرتے ہوئے اُن کی جماعتی یک جہتی میں حکمتِ ملّی کی غضب شکن جان ڈال دی جس نے فرعون کی شیطانی حکمت عملی کے غاصبانہ اقتدار اور اُس کے خود غرض ساتھیوں کی عیارانہ حمایت کاری کو شکست دیتے ہوئے قوم کو آزادی کی سطح پر پہنچا دیا۔ فرعونِ مصر کی عیارانہ حکمت عملی کے خلاف جو دنیا میں غاصبانہ کردار کی خالق اور کل قوموں میں ستم گری کا شعور پیدا کرتے ہوئے اُن کے فرعونیت نواز اقتدار میں زور بہم پہنچانے کا موجب بنی تھی حصولِ آزادی کی تحریک عالمگیر حیثیت اختیار کر چکی تھی اس لئے فرعونی طاقت کے شیطانی اور مرکزی اقتدار کی شکست کے بعد بنی اسرائیل کی کامیابی نے کل دنیا کے غلام اور مظلوم طبقوں میں جرأت افزائی پیدا کر دی اور وہ آزادی کی طرف تیزی سے آگے بڑھنے لگ گئے

Marfat.com

آزادی کے بعد ہوا و ہوس کے اندرونی رسوخ پر حق تعالے کے غضب کا نزول

آزادی کے حاصل ہو جانے تک تو بنی اسرائیل کا عوامی اتحاد جس میں ہوا و ہوس کا عنصر غالب تھا موسے علیہ السلام کی آسمانی قیادت میں اُن کی امری حکمت کے بل پر برقرار رہا لیکن بعد میں ہوا و ہوس کے خود غرضانہ اثر و رسوخ میں دوبارہ پھوٹ کی انگیخت پیدا ہو گئی۔ موسے علیہ السلام ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اُبھار کی در پردہ انگیخت کو بھانپ لینے کے بعد آسمانی ہدایت کے آئندہ حصول کی خاطر طور پر تشریف لے گئے اور اپنی قوم کے اندرونی معاملات کی دیکھ بھال اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کے سپرد کر گئے۔ آنحضرتؑ کی غیر حاضری میں ہوا و ہوس کی عیارانہ سطح پر شیطان نے سامری کا مکر آفرین روپ دھار لیا اور عوام کے مذہبی مذاق کی پست فکری کو کام میں لاتے ہوئے اپنی ساحرانہ فسوں کاری کے سیاسی انداز کی مکر آفرین صنعت سے عوامی پسندیدگی کی پست سطح پر نظر فریب نمود کے طلسمی عجل کا ایک سنہری ڈھانچہ کھڑا کر دیا جس کی دلکش آواز قوم میں ساحرانہ جاذبیت پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوئی۔ قوم نے طلسمی ساخت کے اُس سنہری عجل کو الہٰ موسےؑ سمجھ کر پوجنا شروع کر دیا۔ ہارون علیہ السلام نے قوم کو اُس کی پرستش سے ہر چند روکنے کی کوشش کی مگر قوم سامری کی عیارانہ فریب کاری سے مسحور ہو چکی تھی اس لئے ہارون علیہ السلام کی نصیحت کو کسی نے کان نہ دیا

عوام کی مذہبی سوچ بچار کے پست اور پسندیدہ انداز کی فریب خوردہ سطح سے مفت اکٹھا کیا ہوا زخرف جب سامری کی ساحرانہ فسوں کاری سے سنہری عجل کے خوشنما ڈھانچہ کی صورت میں بدل کر عبودیت کی مشرکانہ سطح پر الہٰ موسےؑ کی مصنوعی حیثیت اختیار کر گیا تو اس کی پرستش ہوا و ہوس کی سطح پر اُن کے سیاسی افتراق میں شدت پیدا کرنے کا موجب بن گئی جس سے قوم آزادی کی سطح پر ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ جب وہ مصیبت امن و آزادی کے لئے خطرہ پیدا کرنے کا باعث بن گئی تو عجل کے پجاریوں نے بھی اپنی گمراہی پر پشیمانی کا اظہار کیا اور اب موسے علیہ السلام کی واپسی چاہنے لگے۔ جب ہوا و ہوس کے گمراہ کن اور افتراق انگیز اثر و رسوخ پر غضب کا نزول مقدر ہو گیا تو حق تعالےٰ کی انقلابی روح موسے علیہ السلام کے غضب کی صورت اختیار کرتی ہوئی اسی وقت قوم میں

Marfat.com

نزول فرما ہو گئی۔ موسےٰ علیہ السلام کا غصہ پہلے تو خلوص و وفا کی جانب پر وارد ہوا اور ہارون علیہ السلام سے باز پرس کی گئی جن کو موسےٰ علیہ السلام اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے لیکن ہارون علیہ السلام نے جب موسےٰ علیہ السلام کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا تو اُن کے باطل سوز غضب کا رُخ وحدت کُشی کے اصل مجرموں کی طرف مُڑ گیا جن کی عیارانہ مفاد پرستی اتباعِ نبوت کی سطح پر منتشرانہ ہنگامہ آرائی کا موجب بن کر قوم کو مصیبت انگیز افتراق میں مبتلا کرنے کا باعث بنی تھی

خلوص و وفا کی امن پذیر سطح پر انقلابی نظام کا نفاذ

موسےٰ علیہ السلام نے ہوا و ہوس کی سطح پر سامری کے طلسمی معبود کو حق تعالےٰ کے انقلاب آفریں غضب کی باطل سوز آتش میں جھونکنے کی خاطر خلوص و وفا کی حق پذیر سطح پر ایک انقلابی نظام نافذ کر دیا جس کی ترکیب الواح ہدایت کے جدید نسخہ کی روشنی میں عمل پذیر ہوئی۔ وہ نسخہ موسےٰ علیہ السلام کو اپنے رب سے ہمکلام ہوتے وقت جبل طور کے پُر اسرار پردوں سے موصول ہوا تھا۔ انقلابی نظام کو کامیاب بنانے کی خاطر موسےٰ علیہ السلام نے اپنی پسند کے صرف اُن ساتھیوں کو اپنی ہمراہی میں لیا جو یا تو سامری کی عیارانہ سحرکاری کے گمراہ کُن اثر سے کلی طور پر محفوظ رہے اور یا اب اپنے دلوں کو سحر سامری کے ناپاک اثر کی آلائشوں سے دھو کر ہوا و ہوس کی مسحور جانب سے خلوص و وفا کی انقلاب پذیر سطح پر آ پہنچے تھے۔ سامری خود تو غضبِ نبوت کی رُوحانی پھٹکار سے چھوت کی کسی شدید بیماری میں مبتلا ہو کر اچھوت بن چکا تھا۔ لیکن اُس کے چیلے چانٹوں کا گمراہ کُن اثر کسی نہ کسی عیارانہ طریق پر انقلابی نظام کی ترکیب کے عملی انداز کو متاثر بنانے کے لئے کافی حد تک آزاد تھا۔ تاہم نبوت کے موسوی غضب نے اس اثر کو کافی حد تک بے کار بنا رکھا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام جب تک اپنے رب کی میقات کو پورا نہ کر لیتے جس کا وہ جبل طور پر عہد کر چکے تھے ہوا و ہوس کے گمراہ کُن اثر کو دبائے رکھنے کی خاطر غضب نبوت کی عملی برقراری کا کسی نہ کسی صورت میں بحال رہنا امری طور پر ضروری تھا

انقلاب کی راہ پر پریشانی کا عزم سوز مرحلہ

موسےٰ علیہ السلام اور اُن کے مخلص ساتھی انقلاب کی راہ پر تمام میقات کی منزل کے قریب پہنچ گئے اور غضب نبوت بھی کافی اور موزوں حد تک فرو ہو لیا تو ترکیب عمل

Marfat.com

کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر میں جو عمل پرستی کے مشرکانہ شعور نے اس جانب پر پہلے سے پیدا کر رکھا تھا دوبارہ انگیخت پیدا ہو گئی اور جب اُس انگیخت کے پریشان کُن انداز نے رجعت کی صورت اختیار کرتے ہوئے کامیابی کے نزدیک پہنچ کر ہنگامہ برپا کر دیا تو موسےٰ علیہ السلام کے وفادار ساتھیوں نے سفہائے قوم کی پیدا کی ہوئی اُس اضطراب انگیز ہلچل کو خلوص و وفا کی جانب پر ناکامی کا باعث شمار کرتے ہوئے گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اُن کے اضطراب کو رفع کرنے کی خاطر اپنے رب سے امداد کی استدعا کی تو حق تعالےٰ کی امن آفرین رُوح نے اُن کے دل میں یہ یقین پیدا کر دیا کہ ہوا و ہوس کی عملی سطح پر نازل ہونے کے لئے جہاں افتراق و تشتت کا خودغرضانہ اظہار دوبارہ انگیخت پذیر ہو چکا ہے شدید نوعیت کا عذاب قریب پہنچ چکا ہے اور وہ سب لوگ اصولِ رحمت کے مستحق قرار دیئے جا چکے ہیں جو خلوص و وفا کی جانب پر اپنے اپنے فرقوں اور اپنی اپنی پارٹیوں کے افتراق انگیز کردار سے تنگ اور مجبور ہو چکے ہیں اور قومی وحدت کی اتحاد پذیر سطح پر پہنچنے کے لئے بے قرار ہیں۔ موسےٰ علیہ السلام کے مخلص اور وفادار ساتھیوں نے انقلاب کی راہ پر اپنی بے لوث اطاعت سے اللہ تعالےٰ کی رحمت کو قریب تر بنا لیا تھا۔ لیکن اُس رحمت کے عملی وصول کی خاطر ابھی ایک ایسے ساتھی کا وفادارانہ ساتھ درکار تھا جس کو حق تعالےٰ نے وہ رحمت عطا کر رکھی تھی اور اس رحمت کی منصفانہ تقسیم کی صحیح حکمت سے لدُنّی طور پر نواز رکھا تھا اور وہ ہوا و ہوس کے خودغرضانہ دباؤ میں آکر صدق و صفا کے گمنام گوشوں میں کہیں روپوش ہو چکا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اُس بچھڑے ہوئے ساتھی کی تلاش میں اپنے انقلابی سفر کی راہ پر اُلٹے پاؤں پیچھے کا رُخ کیا اور ارضِ حرّیت کی اُس پُر اسرار وادی میں پہنچ کر جہاں ایک ہی رُخ کو بہنے والے دو دریاؤں کا ملاپ عمل میں آتا ہے اپنے اس گم گشتہ ساتھی کو پا لیا

وادیٔ اسرار میں موسےٰ علیہ السلام کی رُشد آموزی

موسےٰ علیہ السلام نے اپنے اُس باصدق و صفا ساتھی سے اپنی انقلابی مشکل کو حل کرنے کی خاطر جو تمام میقات کے قریب پہنچ کر انگیخت پذیر ہوئی تھی، علمِ رُشد سیکھنا چاہا تو اُس ساتھی نے مشروط طور پر موسےٰ علیہ السلام کا ہم سفر بننا منظور کر لیا۔ دونو ایک ہی سفینہ میں سوار ہو گئے لیکن اُس بندۂ بے ریا نے اُس سفینہ کے تختے اکھاڑ ڈالے۔ اُس سے آگے گزر کر ایک اچھے

Marfat.com

بھلے لڑکے سے ملاقات ہوئی تو اس لڑکے کو قتل کر ڈالا۔ اُس بندۂ پُراسرار کے یہ دونوں فعل موسیٰ علیہ السلام کے دل میں تعجب پیدا کرنے کا باعث تو ہوئے لیکن دورانِ سفر میں موسیٰ علیہ السلام کے لئے خاموش رہنا ہمسفری کی ضروری شرط تھی۔ اس سے آگے جب ایک قریہ میں پہنچے اور اہلِ قریہ سے استطعام کیا تو اہلِ قریہ نے اُن دونوں کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ اُس قریہ میں اُن کو ایک دیوار نظر آئی جس میں انقضاض کے آثار نمایاں تھے۔ اُس بندۂ بے غرض نے اس دیوار میں اقامت پیدا کر دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُجرت کی طرف سے اُس کی بے اعتنائی پر متعجب ہوتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہا تو اُس نے آئندہ کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی ہمراہی میں رہنا غیر ضروری قرار دے دیا

موسیٰ علیہ السلام کے اُس پُراسرار ساتھی نے اپنے انوکھے افعال کی اصل حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے اُن کو بتایا کہ جس سفینہ میں ہم دونوں اکٹھے سوار ہوئے وہ بحر میں کام کرنے والے مساکین کے لئے تیار کیا گیا تھا لیکن اس کی صنعتی ترکیب کا مضبوط انداز بادشاہ کے دل میں غصب کے جذبہ کو ابھارتا تھا اور اس قسم کی مضبوط ساخت کے کل سفینے حاکم وقت کے غصب کا شکار ہو جاتے تھے۔ میں نے اس کے تختوں کو اکھاڑ کر اس کو عیب ناک کر دیا تاکہ غصب سے بچ جائے اور جس لڑکے کو میں نے قتل کیا اس کو مومن والدین کی نیک تمناؤں نے جنم دیا تھا لیکن اس کے طبعی رجحانات کے فطری انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بلوغت کو پہنچ کر والدین کے لئے تکلیف اور مصیبت پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ اس لئے ہماری یہ خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اس لڑکے سے بہتر اولاد عطا کرے اور وہ جو مدینہ میں دیوار تھی اس کے نیچے دو یتیم لڑکوں کا خزانہ مدفون تھا جو اُن کے صالح باپ نے اُن کے لئے دفن کی صورت میں چھوڑا تھا۔ تیرے رب کا یہ ارادہ تھا کہ وہ خزانہ ان لڑکوں کے لئے محفوظ رہے اور وہ بالغ ہو کر اس خزانہ کو دیوار کے نیچے سے نکال لیں۔ اور وہ جو دیوار میں اقامت پیدا کی وہ میں نے اپنی ذاتی غرض کے تحت نہیں کی اس لئے اجرت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

طریقِ رشد کے انوکھے انداز کا حکمت آموز راز

(... جس نے موسیٰ علیہ السلام ...)

رشد سے آگاہ کیا روحانیت کی بلند ترین سطح ... انقلاب حیات ...

بائیں جانب پر ولایتِ محمدیہ سے درخشانی حاصل کرتا ہے حلم و حیا کا رُوحانی مجسمہ خضر علیہ السلام تھے جن کی ولایت خلوص و وفا کی سطح پر صدق و صفا کے گمنام گوشوں میں طالبانِ حق کی رہبری کا امری وسیلہ ہے۔ خضر علیہ السلام نے اپنے انوکھے علم کے مطابق موسےٰ علیہ السلام کو عمل کے جس پُر اسرار طریق سے با خبر بنایا اُس کے حکیمانہ راز کی اصل حقیقت کو تو آنحضرتؐ ہی سمجھے ہوں گے لیکن اگر اُن کے انقلابی مقصد کو ذہن میں رکھ کر اس طریق پر غور کیا جائے تو وہ اصلاحِ قوم کی انقلابی ترکیب میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ولایت کی خضری سطح سے حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا حکیمانہ اشارہ معلوم ہوتا ہے

خضر علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت آفرین ہدایت کے وحدت آموز انداز کے مطابق مختلف قبیلوں اور مختلف طبقوں کو قومی وحدت کی وفاقی سطح پر متحد بنانا بہتر سمجھتے تھے لیکن اتحاد کی جو تنظیم فرعونی اقتدار کو شکست دینے میں استعمال کی گئی وہ خلوص و وفا اور ہوا و ہوس دونوں جانب کے متحد انداز کی سطح پر حصولِ آزادی کے یکساں احساس اور فرعون دشمنی کی یکساں انگیخت سے عمل پذیر ہوئی تھی اس لئے افراد ملت قبیلوی اور طبقاتی احساسات کو بالائے طاق رکھ کر اس میں شامل ہو گئے تھے اور چونکہ اتحاد کی اُس تنظیم میں ہوا و ہوس کا اثر و رسُوخ غالب تھا اس لئے آزادی کے بعد عوام کے مسکین اور غریب طبقے جن کی متحدہ آواز نے آزادی کے مطالبہ میں سب سے بڑا زور پیدا کیا آزادی کی لذتوں سے محروم بنا دئے گئے تھے۔ کشتی کو توڑنے سے خضر علیہ السلام کا مقصد موسےٰ علیہ السلام پر یہ حقیقت واضح کرنا معلوم ہوتا ہے کہ اتحادِ قوم کی پہلی تنظیم جس سے آزادی کا حصول عمل میں آیا اُس کشتی کی مانند ہے جو بنائی تو مساکین کے فائدہ کے لئے گئی تھی لیکن حاکم وقت کا غضب اُن کو اس کشتی کے فائدہ سے محروم بنا دیتا تھا۔ اس لئے قومی اتحاد کی ایسی تنظیم کو بھی توڑ دینا اور اس میں بہتر ترمیم پیدا کرنا ضروری ہے جو مساکین کی متحدہ آواز سے پیدا ہو کر ہوا و ہوس کی سطح پر مساکین کش اقتدار کو جنم دینے کا باعث بنتی ہے

قتلِ غلام سے موسےٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کا یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ عوامی اثر و رسُوخ کی وہ انگیخت جو عوام کی متحدہ تمناؤں اور نیک خواہشوں کے جمہوری شعور سے جنم پذیر ہوتی ہے اگر عوام کو اُس سے تکلیف اور مصیبت پہنچنے کا اندیشہ یقینی صورت اختیار کر جائے تو اس کو اُس لڑکے

Marfat.com

کی طرح شروع سے ہی ختم کر دینا چاہئے جس کے طبعی آثار بلوغت کو پہنچ کر نیک ماں باپ کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا خدشہ ظاہر کرتے ہوں اور وہ قریہ جس میں موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام طعام کے طلب گار ہوئے قومی زندگی کے ایک ایسے نظام کی مانند تھا جس کی خودغرضانہ ترکیب میں زیادہ تر مواد ہوا و ہوس کے زوردار اثر و رسوخ کی سطح سے اکٹھا کیا گیا ہو اور جس نے قوم کو مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہو۔ اہل قریہ نے جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے تقاضا طعام کو مسترد کر دیا ویسے ہی قومی زندگی کے اس مشکل آفرین نظام کی ترکیبی سطح پر با اثر و رسوخ لوگ حقیقی اتحاد کے تخلیقی مقصد میں ہاتھ بٹانے سے مجرمانہ کوتاہی کرتے ہیں کیونکہ ان کے خودغرضانہ مفاد زندگی کی افتراق پذیر ترکیب کے برقرار رہنے سے ہی محفوظ رہ سکتے ہیں جو آخیر میں دھڑے بازی کی شدید صورت اختیار کر لیا کرتی ہے

اور قریہ میں جو دیوار ان کو نظر پڑی وہ قومی دھڑے بندی کی شدت سے تنگ آئے ہوئے امن پسند اور صلح جو عوام میں صلح و یک جہتی کے عملی ابھار کی مانند تھی جو اپنے وقت پر دونوں دھڑوں کے اندر پیدا ہو جایا کرتا ہے اور وہ دو یتیم لڑکے جن کے لئے اس دیوار کے نیچے ان کے صالح باپ کا ورثہ مدفون تھا امن و اتحاد کے خواہاں ان چند عناصر کے مثیل تھے جو دھڑے بندی کی شدید حالت میں دونوں دھڑوں کے اندر ان کی شدت میں بے بس ہوتے ہوئے گروپوں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں اور جن کے آئندہ اقتدار کو صالح دانا لوگوں کی گزشتہ قیادت نے ان کے لئے ورثہ کے طور پر چھوڑا ہوتا ہے اور صلح و اتحاد کے بیدار ابھار کی دیوار نے اس اقتدار کے نفاذ کو مناسب وقت پر عمل پذیر بنانے کی خاطر محفوظ بنا لیا ہوتا ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب سے افتراق و تشتت کی شدید انگیخت نے صلح و یک جہتی کے دو طرفہ ابھار کی دیوار میں شکست کا خطرہ پیدا کر دیا ہو تو اس میں اقامت اور درستی پیدا کرنے کی خاطر روحانی ولایت کی خضری سطح سے بے غرض اور بے لوث راہنما بلا اجرت کام لیا کرتے ہیں

انقلاب کے اضطراب انگیز مرحلہ پر طریق رشد کا عملی نفاذ

موسیٰ علیہ السلام نے ولایت کی خضری سطح سے حق تعالیٰ کی اس آفرین ترجیح کا اشارہ پا کر جس کی اصل حقیقت کا ادراک ان کو ارض حریت کی پر اسرار وادی میں خضر علیہ السلام سے

Marfat.com

ساتھ ہمسفری کے روحانی انداز کی صورت میں ہوا اور یا جس کی حکمت آموز حقیقت اُن پر طریق رُشد کے عملی نفاذ کے بعد اس کا نتیجہ دیکھ کر منکشف ہوتی انقلاب کے اضطراب انگیز مرحلہ پر اپنے مخلص ساتھیوں کی پریشانی کو رفع کرنے کی خاطر خضر علیہ الرحمۃ کی رُشد آفرین رہبری کو ضروری جانا اور اُن کی روحانی رہبری میں طریق رُشد کا نفاذ عملی طور پر ضروری سمجھا گیا لیکن خضر علیہ الرحمۃ کے غیر مرئی روحانی اور باطنی وجود کی موجودگی کا احساس موسےٰ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوا

حصولِ آزادی کی جدو جہد کے دوران میں عمل میں آئی ہوئی تنظیم کے مقابلہ میں جو پہلے سے موجود تھی خضر علیہ الرحمۃ نبی اسرائیل کے کل قبیلوں اور دیگر کل فرقوں کو وفاقی اتحاد کی شکل میں منظم کرنا چاہتے تھے تاکہ ہوا و ہوس کا خود غرضانہ اثر و رسوخ کسی بھی کمزور قبیلے کو اور یا کسی بھی قبیلے کے کمزور افراد کو اُن کے جائز حقوق سے محروم نہ بنانے پائے اور کسی بھی فرقے یا قبیلے کی دائیں جانب سے خلوص و وفا کا قیمتی مواد اس تنظیم سے باہر نہ رہ جائے۔ چونکہ موسےٰ علیہ السلام کو بھی اُن کی اس تجویز سے پورا پورا اتفاق تھا اس لئے دونوں ایک ہی بیڑی میں سوار ہو گئے۔ خضر علیہ السلام نے اتحاد کی نئی تجویز کا نفاذ عمل میں لاتے ہوئے جب پہلی تنظیم میں کچھ ردّ و بدل کرنا چاہا تو موسےٰ علیہ السلام تو خاموش رہے لیکن جن لوگوں کے ناجائز اور عوام کش اثر و رسوخ کو اس ترمیمی تبدیلی میں نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا اُن کے طبعی رجحانات میں مخالفانہ انگیخت کا پیدا ہونا قدرتی امر تھا۔ ہوا و ہوس کی سطح پر اُن کی مخالفانہ انگیخت نے جماعتی اُبھار کی صورت اختیار کر لی اور خلوص و وفا کی سطح پر اتحاد کا اُبھار پُر امن طور پر اوپر اُٹھتا رہا

جب ہوا و ہوس کی سطح پر خود غرض اور مفاد پرست عناصر کا مخالفانہ گٹھ جوڑ تکمیل کو پہنچ گیا تو خضر علیہ السلام نے اُن کے مخالفانہ اثر و رسوخ کی جماعتی حیثیت کو اپنے اصلاحی پروگرام کی جدید ترکیب سے خارج کر دیا اور اُن کے ضعیف کش مسلک کو مردود قرار دے دیا۔ ہوا و ہوس کی سطح پر اُن خود غرضانہ عناصر کا مساوات کش اور انصاف سوز مسلک عملی طور پر تو بے جان ہو گیا لیکن اس کا مُردہ اثر بھی اصلاحی امور میں روکاوٹیں پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ اس اثر نے اقتدار کی سطح پر ہوا و ہوس کے افتراق انگیز انداز میں مخالفانہ قسم کی مفید مطلب انگیخت پیدا کر دی۔ جب موسےٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمۃ نے اپنی اصلاحی ترکیب کے متحد انداز میں تقویت پیدا کرنے کی

خاطر اقتدار کی آئینی سطح پر امداد و تعاون کا مطالبہ پیش کیا تو اس سطح پر گروپ باز رہنما اور دھڑے باز عناصر اُن کی امداد پر آمادہ نہ ہوتے کیونکہ عوامی اثر و رسوخ کی جس صورت کے جماعتی غلبہ سے اُن کے اقتدار کی تخلیق عمل میں آتی تھی حضرت علیہ الرحمۃ نے اس صورت کو اپنے اصلاحی پروگرام کی ترکیبی سطح سے نیچے پھینک دیا تھا۔ بایں ہمہ اقتدار کی آئینی سطح پر اصلاح کے تنظیمی پروگرام کی مخلصانہ حمایت کا وفادارانہ شائبہ بھی موجود تھا جو ہر گروپ اور ہر پارٹی کی دائیں جانب پر خلوص و وفا کے اثر میں آہستہ آہستہ اوپر اُٹھ رہی تھی

دھڑے بندی اور فرقہ بازی زندگی کی دیگر ہر سطح کی طرح اقتدار کی آئینی سطح پر بھی موجود تھی اور اقتدار کی سطح پر بھی دیگر ہر سطح کی طرح ہر دو دھڑوں اور دیگر مختلف پارٹیوں اور مختلف فرقوں میں کچھ کچھ عناصر ایسے بھی موجود تھے جن میں صلح و یک جہتی کا اُبھار انگیخت پذیر ہو چکا تھا لیکن ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ میں وہ ابھار ابھی دبا ہوا تھا۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے اقتدار کی سطح پر اپنے حکیمانہ تدبر کی رُوحانی حکمت سے صلح و یک جہتی کے اس دبے ہوئے ابھار میں زور پیدا کر دیا جس سے وہ زندگی کی ہر دیگر سطح کو بھی متاثر بنانے کے قابل ہو گیا۔ ہر قبیلہ، ہر فرقہ اور ہر جماعت سے وہ سب لوگ جو خلوص و وفا کی سطح پر ہوا و ہوس کی تشتت آفرین انگیخت کے اضطراب انگیز انداز سے تنگ آ چکے تھے قومیت کی حقیقی رُوح سے زندہ ہو کر حق تعالیٰ کی رحمت و عدل [illegible] کے لئے صلح و اتحاد کی انقلابی راہ پر رواں ہوئے اور ہوا و ہوس کی افتراق انگیز سطح پر اقتدار پرست لوگوں نے دھڑے بازی میں شدت پیدا کرتے ہوئے عذاب کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ انبیاء علیہ السلام کی وہ مشکل جو اتمام میثاقات کے قریب پہنچ کر ہوا و ہوس کی افتراق انگیز جانب سے انقلابی ترکیب کے نفاذ کی راہ میں اُن کو پیش آئی حضرت علیہ الرحمۃ کی رشد آموز حکمت سے حل ہو گئی اور ہوا و ہوس کے خلاف خلوص و وفا کی افتراق زدہ جانب پر صلح و اتحاد کے اُبھار میں جماعتی رنگ پیدا ہو گیا جس نے قوم کو اتمام میثاقات کی منزل پر پہنچا کر امن و آزادی کو بحال و برقرار بنا دیا۔ ہوا و ہوس کی سطح پر افتراق و تشتت میں شدت پیدا ہو کر فساد انگیزی کرنے والے خود غرض لوگوں کے لئے عذاب بن گئی اور خلوص و وفا کی سطح پر اہل اتفاق کے لئے صلح و اتحاد کی روح کا جاذبانہ غلبہ حق تعالیٰ کی رحمت ثابت ہوا۔

Marfat.com

دھڑے بازی کی شدت اور اس کا خاتمہ } خلوص و وفا کی جانب سے اتحاد و صلح کی جماعتی روح کے حکمت افروز ابھار نے ہوا و ہوس کی جانب پر خود غرض رہنماؤں کے افتراق انگیز اثر و رسوخ پر قابو پا کر جب اُن کو اپنی اقتدار سے محروم کر دیا تو وہ وقتی طور پر دب گئے لیکن اُن کی عیارانہ سوچ بچار کے طبعی انداز میں تبدیلی کا پیدا ہونا ناممکن تھا۔ پہلے تو اُن رہنماؤں نے صلح و اتحاد کے جماعتی ابھار میں مصلحتی شعور کے بل پر شمولیت حاصل کر لی لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اپنی عیارانہ چالبازیاں عمل میں لانا شروع کر دیں اور آخر کار اقتدار پر دوبارہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ہوا و ہوس کی سطح سے اُن خود غرض رہنماؤں کا اقتدار پر قابض ہو جانا اقتدار کی سطح پر خود غرضانہ افتراق میں دوبارہ انگیخت پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوا۔ اُس افتراق میں شدت پیدا ہو کر پوری قوم کو دھڑے بازی کی لپیٹ میں لے لینے کا باعث بن گئی۔ اور اسی طرح دیگر وہ قومیں بھی دھڑے بازی میں مبتلا ہونے لگ گئیں جو موسٰے علیہ السلام کی عالم گیر ہدایت کی روشنی میں فرعون کی شیطانی حکمت عملی کے غاصبانہ اثر و اقتدار سے آزاد ہو چکی تھیں یا ہو رہی تھیں کیونکہ آزادی کی سطح پر پہنچ کر اُن سب کو بھی اندرونی مشکلات کی وہی صورت پیش آ رہی تھی جو موسٰے علیہ السلام کی آسمانی قیادت میں بنی اسرائیلؑ کے انقلابی نظام کی راہ پر خضریؑ حکمت کے روحانی انداز سے رفع ہوئی۔ اُن قوموں کی اندرونی مشکل بھی اسی حکمت سے حل ہوتی تھی جو موسٰے علیہ السلام کی نبوت کے حریت افروز اثر کی وساطت سے اُن کے ہدایت پذیر رجحانات کی تقلیدی موزونیت کو منور بناتی۔ اور اندرونی مشکلات کے حل ہو جانے کے بعد اُن میں بھی دوبارہ امن کی بحالی عمل میں آ جاتی اور ہوا و ہوس کے دوبارہ برسر اقتدار آ جانے کے بعد اُن میں دھڑے بندی کا ابھار پیدا ہو جاتا اور اس طرح سے آزادی کی سطح پر پہنچنے والی نوخیز قومیں سب کی سب دھڑے بازی میں مبتلا ہو گئیں۔ اور چونکہ حیات انسانی کے عالمی وجود کی حیثیت بھی فرعونی حکمت عملی کے ملوکیت نواز پنجہ سے آزاد ہوئی تھی اس لئے حق تعالےٰ کے انقلابی امر کی اصولی اقتضاء کے مطابق اقوام عالم کی بین الاقوامی سطح پر بھی دھڑے بازی کا ابھار لازمی ہو چکا تھا۔ حیاتِ انسانی کی عالمی سطح پر دھڑے بازی نے شدید صورت اختیار کرتے ہوئے جب عالمی امن کو خطرہ میں ڈال دیا تو خضر علیہ السلام کی اتحاد آفرین حکمت جو موسٰے علیہ السلام کی نبوت کے ہدایت افروز اور عالم گیر اثر میں روحانی شمولیت حاصل کر چکی تھی دوبارہ

Marfat.com

برسرِ کار آ گئی اور ہر قوم کے اندر زندگی کے مشاورتی شعور کی سطح پر ذوالقرنین کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے دھڑے بازی کی دونوں طرفوں سے صلح پسند اور پُرامن عناصر کو آپس میں اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور جب دونوں دھڑوں سے امن پسندی اور صلح پذیری کے حق شناس اور راست جو عناصر صلح و یک جہتی کے امری محاذ پر حرکت پذیر ہو گئے تو اُن دونوں امن خواہ قرنوں کے مشاورتی اتحاد کی برکت سے ہر قوم کی آزادی کو دھڑے بازی کے خطرناک نتائج سے محفوظ و مامون بنا دیا۔ حق تعالےٰ کی امن آفرین حکمت کے خضری انداز نے ذوالقرنین کی صورت اختیار کرتے ہوئے دھڑے بازی کی عالمی صورت کو بھی اسی طریق سے فرد کیا اور عالمی امن کو جبر و غضب کی وحشیانہ طاقتوں سے مامون و محفوظ بنا دیا۔ تعبیرِ دین و ملت کی عملی راہ پر ذوالقرنین کے اصولی کردار کی وضاحت عمل میں لانا اس کتاب کا اصل مقصد ہے جو اس کتاب کے آخری صفحوں میں کی گئی ہے

خلافت فی الارض کا قیام اور اس کے بعد اس کا انہدام

ذوالقرنین کی امن آفرین حکمت نے جب حیاتِ انسانی کی قبیلوی، قومی اور عالمی سطح سے دھڑے بازی کی سکون سوز حالت کو ختم کر دیا اور امن پسند لوگوں کو اوپر اٹھاتے ہوئے صلح و یک جہتی کی پُرامن سطح پر پہنچا دیا تو انسانی زندگی کے داخلی جانب پر خلوص و وفا کی اخلاقی انگیخت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے روحانی اثر میں جس میں خضر علیہ السلام کی رشد آموز حکمت کا اثر بھی جذب ہو چکا تھا اتحاد کی روحانی شکل اختیار کرنے لگی اور باہمی جانب پر ہوا و ہوس کا اُبھار جو ذوالقرنین کے بعد دوبارہ انگیخت پذیر ہو چکا تھا یاجوج و ماجوج کے فساد انگیز ارادوں میں زور پیدا کرنے کا موجب بن گیا۔ یاجوج و ماجوج کو ذوالقرنین نے اپنی انقلابی حکمت کے خضری انداز سے نظامِ امن کی مدافعتی دیواروں کے پیچھے بند کر رکھا تھا جہاں وہ اُن دیواروں کی شکست کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ جب ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر کی شدت اُن دیواروں کے انہدام کا باعث بننے لگی تو خلوص و وفا کی سطح پر موسیٰ علیہ السلام کی تربیت پرور نبوت کے وحدتی نغموں کا فساد شکن اثر ملی اتحاد کے اوپر اٹھتے ہوئے ابھار کو تکمیل کی صلح آفرین سطح پر پہنچانے کا باعث اور خلافت فی الارض کے قیام کا دینی موجب بن گیا کیونکہ امن و صلح کے ترکیبی شعور میں اتحاد کے دینی عناصر کا اثر غالب حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ خلافت فی الارض کی دینی بنیادوں

Marfat.com

پر سلیمان علیہ السلام کی عظیم سلطنت تعمیر ہوئی لیکن سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوا و ہوس کے انتشار آفرین اثر نے اُن کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ سلطنت کا ملی اقتدار افتراق و تشتت کا شکار ہو گیا اور غیر ملی ممالک آہستہ آہستہ اس اقتدار کے تسلط سے سب نکل گئے۔ اُن ممالک میں اقتدار کی سطح پر ہوا و ہوس کا تسلط عمل پذیر ہو گیا جس سے عوامی زندگی کا اخلاقی اسلوب مذہب کی حق افروز سطح سے نیچے گرنے لگ گیا۔ حیات انسانی کی عالمی سطح پر شیطان کے عیارانہ اثر نے اپنا مادی رسوخ قائم کرتے ہوئے انسانیت کو روحانیت کی اطمینان افروز روشنی سے محروم کر دیا جس سے وہ عدل و انصاف کی مذہبی سطح سے گر کر مادی نظریات کی ظلمت میں مبتلا ہو گئی۔

(چوتھی منزل)

مادّی تصوّرات کے اختلاف انگیز شعور کی عالمگیر کیفیت کے خلاف رُوحانیت کے آسمانی انداز کی اُلفت خیز لہر

تعمیر دین و ملت کی چوتھی منزل پر حق تعالےٰ کی امری رُوح نے حیات انسانی کی روحانی دستگیری کے لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شان میں ظہور فرمایا جبکہ وہ مادی تصوّرات کے اختلاف انگیز طوفان میں مبتلا ہو چکی تھی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ظلم و ستم کی جابرانہ قوتوں کو جو شیطان کے باطل آفرین اثر میں حق تعالےٰ کے انتقامی غضب سے غافل اور لاپرواہ ہو چکی تھیں اُن کے ظالمانہ طور و طریق پر تنبیہ فرمائی اور عدل و انصاف کا آسمانی درس دیا۔ ستم رسیدہ انسانیت کی مظلوم سطح پر روحانیت کی اُلفت خیز لہر پیدا کی جس سے اس سطح پر کئی افتراق زدہ لوگ مادہ پرستی کے مہلک مرض سے شفایاب ہوئے۔ حیات انسانی کی عالمی سطح پر رحمتہ للعالمین کے عالم افروز نزول کی بشارت پیدا کی جو اُن کے بعد جلد ہی عمل میں آنے والا تھا

عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت اُن کل نبیوں کی نبوتوں کا روحانی چمکارتھا جو آغاز آفرینش سے لے کر اُس وقت تک مبعوث ہو چکے تھے۔ وہ اُن کی نبوتوں کے مجموعی انداز کا روحانی مجسمہ تھے جس کا مقصد اُن کل نبیوں کی اُمتوں کو خلوص و وفا کی سطح پر حق پرستی کی طرف مائل کرنا اور اُن میں خدا خوفی پیدا کرتے ہوئے اُن کے دلوں میں نرمی پیدا کرنا تھا تاکہ وہ اپنے اپنے نبیؑ کی اصل تعلیم کو تسلیم کرنے کے لئے

Marfat.com

تیار ہو جائیں جو ان کو جمیع الانبیاءؑ جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امری وساطت سے دوبارہ ملنے والی تھی

خاتم النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے پیشتر ان کل امتوں کو جو اپنے اپنے نبیؑ کی اصلی ہدایت کو فراموش کر چکی تھیں قبول ہدایت کی روحانی استعداد سے یکساں طور پر بہرہ ور بنانا اور خلوص ووفا کے اثر میں ان کے دلوں اور دماغوں کو حق شناسی کی موزوں قابلیت سے مزین کرنا امری طور پر ضروری ہو چکا تھا تاکہ تعمیر دین وملت کی تکمیل عمل میں آنے پر وہ سب امتیں ملت ابراہیمی کی بلند سطح پر پہنچنے اور اس میں شرکت حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔ عیسےٰ علیہ السلام کی شان میں مشہود ہو کر حق تعالےٰ کے انقلابی امر کی آئینی اقتضا نے تعمیر دین وملت کی اسی آئینی اور قدرتی ضرورت کو پورا کیا

(پانچویں منزل)

قرآن پاک کا عالم افروز نزول اور تعمیر دین وملت کی تکمیل

تعمیر دین وملت کے پہلے دور کی پانچویں آخری اور اہم ترین منزل پر جمیع الانبیاء خاتم النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعثت فرمائی۔ آپ کی عالم افروز بعثت کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کے انسانی صورت میں شخصی طور پر مشہود ہونے کی ضرورت اور [illegible] باقی نہ رہی آپ کی شان نبوت میں وہ کل نبوتیں جو حیات انسانی کی ہدایت کے لئے امری طور پر ضروری ہوتی ہیں اور آپ کی بعثت سے پیشتر اپنے اپنے وقت پر مبعوث ہو کر اپنا کام کر چکی ہیں جمع اور زندہ موجود ہیں۔ حق تعالےٰ کی امری روح آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے پیشتر بھی ان نبوتوں کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے ہدایت انسانی کا کام کرتی رہی ہے [illegible] بھی آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کے انداز میں کرتی رہے گی۔ تعمیر دین وملت کے پہلے دور میں ان نبوتوں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لباس میں مشہود ہو [illegible] سے اپنا اپنا کام نبوت کی مکمل شان میں سرانجام دے رہی ہیں۔ ان کل نبیوں کی [illegible] قرآن پاک کی صورت میں صحیح و سالم حیثیت میں موجود ہے۔ انسانی زندگی کے حالات کی اسی بھی ضرورت

Marfat.com

میں اس امر کا تعین کرنا کہ اُس صورت میں کون سے نبیؑ کی ہدایت کا نفاذ درکار ہے حق تعالےٰ کی امری رُوح کے انقلابی انداز کی آئینی اقتضاء کا کام ہے جو شانِ نبوت کے محمدی انداز کی امری سطح پر قرآن پاک کی عرفان آموز حکمت کی روشنی میں عمل پذیر ہوتی یا شانِ امامت یا قصدِ ولایت کے روحانی انداز کی سطح پر شہود پذیر ہوتی ہے

جنابِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل نبیوں کے بعد اخیر میں آکر حیاتِ انسانی کو قرآن پاک کی روشنی میں جذبِ محبت کی وحدت افروز سطح پر پہنچا دیا تھا جو نظامِ کائنات کی امری ترکیب یا شرفِ انسانی کی بلند ترین سطح اور حیاتِ انسانی کی ارضی حیثیت میں جنت کی امری تصویر کا خلقی روپ ہے۔ اولادِ آدمؑ میں سے وہ کل لوگ جنہوں نے تکمیلِ دین کے وقت تک جنت میں داخلہ حاصل کرنے کا حق پیدا کر لیا تھا۔ وہ اس سطح پر پہنچ گئے اور جو زندگی کی عملی سطح پر بغض و عناد کے انسانیت کش مرض میں مبتلا ہو چکے تھے قعرِ ذلت میں جا پہنچے۔ جب حیاتِ انسانی کا عالمی انداز قرآن پاک کی اطمینان افروز روشنی سے منوّر اور ملت کا بین الاقوامی وقار اسلام کی حقیقی سطح تک بلند ہو چکا تھا تو خلوص و وفا کی سطح پر فکرِ انسانی کی ادراکی استعداد امنِ عالم کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے حکمتِ زیست کے قرآنی انداز سے علمی اور غیر علمی ہر دو حیثیت میں متاثر ہوتی تھی۔ ہوا و ہوس کی گمراہ کُن انگیخت شمشیرِ ملت کے قرآنی شعور سے ہر جگہ دب چکی تھی۔ نفسِ ملت قرآن پاک کی امری رُوح سے زندہ ہو کر حیاتِ انسانی کے عالمی وجود میں جان کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ لیکن اس زمانے کے اصل حالات کی صحیح صورت کا منوّر چہرہ مُرورِ وقت کی شکوک انگیز تاریکیوں میں اوجھل ہو چکا ہے

خیر القرون میں حیاتِ ملت کی اصل صورت روایتی مسلمات کے تاریخی مفہوم کی روشنی میں صحیح طور پر شناخت میں نہیں آسکتی جبکہ تاریخی مفہوم مختلف وقتوں اور مختلف دماغوں میں مختلف شکلیں اختیار کرتا ہوا اور فکرِ انسانی کے ادراکی شعور کی سطح پر خلوص و وفا اور ہوا و ہوس فطرتِ انسانی کے ہر دو خاصوں کا متضاد اثر قبول کرتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔ روایتی مسلمات کے تاریخی مفہوم نے دورِ حاضرہ میں بھی اپنے مختلف اندازوں سے فکرِ ملت کی ادراکی استعداد کو کافی حد تک پریشان بنا رکھا ہے اس لئے فکرِ ملت کا موجودہ ادراک خیر القرون کے ملی حالات کی اصل صورت

کا صحیح کھوج لگانے سے قاصر ہے اور جب تک قرآن پاک کا اصل مفہوم حق تعالیٰ کے انقلابی امر کی آئینی اقتضا سے روشن ہو کر ملت کے اسلامی ادراک کی فکری استعداد کو منور نہ بنادے ملت کی ابتدائی شان صحیح طور پر مفہوم میں نہیں آسکتی۔ تاہم اسلامی عقیدت کے محکم انداز کی سطح پر یہ یقین موجود ہے کہ قرآن پاک نے ہدایت انسانی کی ہر ضرورت کو پورا کیا اور اقوام عالم کو امن و اطمینان کی بے بہا دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔ نظام حیات کی امن آفرین ترکیب میں ملت کو سب سے بلند اور مرکزی حیثیت حاصل تھی جس سے دنیا کی کل قومیں یکساں حیثیت سے فیضیاب اور اپنی اپنی مثبت یا منفی استعداد و استطاعت کے مطابق ہر دو طور پر اثر پذیر ہوتی تھیں۔ خلوص و وفا کی بلند سطح پر قرآن پاک کا امری مفہوم نظام حیات کی عالمی ترکیب میں حق تعالیٰ کی امری حکمت کے انقلابی شعور سے اور بین الاقوامی تعلقات و روابط کی عالمی سطح پر عدل و انصاف کی روشنی کے آسمانی انداز میں مشعل امن کا حکم رکھتا تھا

فکر انسانی کے ملی انداز کی ادراکی استعداد اگر ہوا و ہوس کی مادی آلائشوں کے عملی، ذہنی اور وہمی انداز سے پاک ہو جانے تو قرآن پاک کے اصل مفہوم کی امری سطح تک اس کی رسائی امکان پذیر ہو سکتی ہے۔ اور اگر فکری مدرکات کی طہارت عمل میں آکر انسانی دل و دماغ کو قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی سے منور بنانے کا موجب بن جائے تو اسلامی لٹریچر کا مقدس اور عظیم الشان ذخیرہ جس میں علم الحدیث، علم الفقہ اور علم التصوف کے علمی مواد کے علاوہ حکمت افروز نوعیت کے دیگر کئی علوم کا زبردست پر اثر ذخیرہ موجود ہے آسمانی ہدایت کی عالم افروز مشعل روشن کرنے کی روشنی سامان کا بہترین خزانہ ثابت ہوتا۔ لیکن اگر ملی افکار کا موجودہ انداز ہوا و ہوس کی غیر ملی روش سے مادی تاثرات کی آلودگی اور وفا سوز ضربیں قبول کرتا رہا جن کی تخلیق دور حاضرہ کی خود غرضانہ جنگ آزمائی نے عالمی حیات انسانی کی ہر سطح پر شدت اختیار کر چکی ہے تو دینی لٹریچر کا وہی مقدس ذخیرہ فکر انسانی کے اختلاف انگیز شعور کی سطح پر ملت کے روحانی اور اخلاقی وقار کو مذہبی افتراق کی شعلہ سوز آتش میں جھونکنے کا موجب بنا ہی رہے گا اور طلوع اسلام کے عالم افروز حالات کی ابتدائی شان ہوا و ہوس کے اختلاف انگیز تصورات کی تاریکیوں میں ہمیشہ مستور رہے گی

Marfat.com

نہ تو اس کی صحیح شناخت ہی عمل میں آسکے گی اور نہ وہ نفاذ پذیر ہوگی جس کا عملی نفاذ امن عالم کی موجودہ مشکلوں کو حل کرنے کا واحد ذریعہ ہے

تکمیلِ دین و ملّت کی آسائش پذیر سطح پر شعورِ عبودیّت کی تغافل پذیری

جب جاہ و اقتدار کے تغافل پذیر احساس نے شعورِ عبودیّت کے اصل انداز کو متاثر بناتے ہوئے شیطان کے عیّارانہ اثر کا راستہ صاف کر دیا تو اُس کے نخوت انگیز انہماک نے ملت کی دینی سوچ بچار کا پاؤں جذبِ وحدت کی حکمت پذیر سطح پر لغزاں بنا دیا۔ ہوا و ہوس کی ہی سطح قرآن پاک کے حکمت افروز اثر سے آزاد ہونے لگ گئی۔ قرآن پاک کے اصل مفہوم نے بھی عوامی دل و دماغ سے ہجرت کرنا شروع کر دیا اور خلوص و وفا کی سطح پر قرآن پاک کا مفہوم صرف اُن لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں باقی رہ گیا جن کی طہارت آفرین تربیت قُربِ نبوت کے ادراک افروز سایہ میں ہوئی اور یا جن کو نبوت کے ساتھ مجلسی حیثیت کا رُوحانی قرب میسّر رہا

فکرِ ملت کے دینی شعور کی ادراکی استعداد جب قرآن پاک کے امری مفہوم سے محروم ہونے لگ گئی تو تکمیلِ دین و ملت کی سطح سے ملت کا انحطاط یقینی ہو گیا۔ انحطاط کے دوران میں ملت کو انہی منزلوں سے گزرنا تھا جن کو عبور کرنے کے بعد وہ تکمیل کی سطح پر پہنچی تھی۔ حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی مدوّر راہ پر ملت کی تعمیری منزلیں دائیں طرف تھیں۔ لیکن اس کی گراوٹ کا راستہ اس چکر کی بائیں جانب پر ہے۔ تعمیری راہ پر اوپر اُٹھتے ہوئے تخلیقِ ملّت کی ابتداء ابراہیم علیہ السلام کی منزل سے عمل پذیر ہوئی لیکن نیچے گرتے وقت پہلے اس کو عیسیٰ علیہ السلام کی منزل سے گزرنا تھا اور پھر موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے زمانوں کی ہوا کھانی تھی۔ ارتقائے حیات کی رُوحانی راہ پر تخلیقِ ملّت چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی وحدت آفرین دعوت سے عمل پذیر ہوئی تھی اس لئے گراوٹ کی راہ پر ابراہیمی منزل انحطاطِ ملت کی آخری سطح تھی۔ بلکہ غیر ملّی اقوام کو انحطاطِ ملت کے ساتھ ہی رہنا تھا جو حیاتِ انسانی کا بھی انحطاط ہوتا ہے ابراہیمی سطح پر پہنچنے کے بعد

طوفانِ نوح ؑ کی منزل پر پہنچنا اور اس سے بھی نیچے ہبوطِ آدم ؑ کی سطح پر پہنچنے کے بعد اپنی پشیمانی کا مزا بھی چکھنا تھا۔ عبرانی قومیں ابراہیمی سطح سے نیچے اپنی گراوٹ کو جو ہوا و ہوس کے ترقی پذیر انداز میں عمل پذیر ہوتی ہے ترقی سمجھتی ہیں۔ اور جب اُن کی وہ ترقی یا گراوٹ ہوا و ہوس کے ترقی پذیر اثر میں اُن کو ہبوطِ آدم کی سطح پر لے پہنچتی ہے تو ان میں پشیمانی کا پیدا ہونا لازمی ہو جاتا ہے

ملّت کی انحطاط پذیر لغزش کو نشانِ امامت کا سہارا

ہوا و ہوس نے ملت کی بائیں جانب پر شیطانی عیاری کے اثر میں آکر جب خود غرضی کو اُبھارنا شروع کر دیا تو خلوص و وفا کی سطح سے حق و صداقت کے شیدائیوں نے اس کے گمراہ کن اثر کو قرآن پاک کی امری حکمت سے دیر تک دبائے رکھا۔ لیکن جب ہوا و ہوس کا ضلالت آفریں اثر زیادہ شدید ہو گیا اور اس کی عیارانہ انگیخت نے دین اللہ کے مذہبی مفہوم کو عوامی پسندیدگی کے باطل پذیر سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا تو خلوص و وفا کی سطح پر اہلِ حق و صداقت افترا ساز رہنماؤں کے کذب آفریں اثر و رسوخ سے تنگ ہونا شروع ہو گئے اور جب باطل کی حق دشمن طاقتیں اسلامی قیادت کا عیارانہ لبادہ اوڑھ کر اسلامی صداقت کے خلاف میدان میں اتر آئیں تو ان کو شکست دینے کی خاطر امامتِ دین کی حقیقی سطح سے اُن خوش نہاد جانبازوں نے جن کے دلوں میں قرآن پاک کی امری پذیرائی میں قرآن پاک کی عزت اور اخلاق میں قرآن پاک کی عملی تقلید نے پناہ لے رکھی تھی عمل کے ہر میدان میں حق و صداقت کے شیدائیوں کی رہنمائی کی اور صداقت کی سطح پر حیاتِ ملت کو دیر تک شمشیرِ باطل شکن کا سہارا پہنچایا

ملت کا باطل تکمیلِ دین کی بلند ترین سطح سے اتر تو پہلے ہی گیا اور جب اس سطح سے پھسل کر وہ انحطاط کی پہلی منزل کے قریب پہنچ گئی جس پر ہوا و ہوس کی خلوص کشی اور جابر منافقوں نے عیسےٰ علیہ السلام کو مکر و عیاری کی خود فریب تاریکیوں میں صلیب کے ذریعے قتل کر ڈالنے کا دعویٰ کیا تھا تو امامتِ دین کو باطل کی اسلام نما طاقتوں سے صداقت کشی کے نتیجے میں شہادت کا حق ادا کرنے پر مجبور ہونا پڑا اور اس موقف کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر قرآنی شہ...

Marfat.com

کو عزمِ رسالت کی امر آسا رحلت سے خود ہی سر بر خنجر ہونا پڑا جس کے بعد انحطاطِ ملت میں تیزی تو پیدا ہو گئی لیکن حیاتِ ملت کے اسلامی شعور میں عبودیتِ حقہ کو ہمیشہ کے لئے ضبطِ عقیدت کا محکم سہارا حاصل ہو گیا۔ کلمۃ الحق کی الم انگیز شہادت کے اس ایثار نشان مظاہرہ کا شجاعت افروز اثر کلمۂ طیبہ کے ازلی شجر کی آبیاری کے لئے جس کی نشو و نما شانِ محمدؐ کے عروج رس شہود کی صورت میں مکمل ہوئی۔ خلوص و وفا کی عبودیت خیز کشت پر وصالِ معبودیت کی توحید بار فضاؤں سے محبت نوازی کی ابدی بارش کے لئے صدق و صفا کی صبر آموزی کا رحمت رساں ابر ثابت ہوا۔

ہوا و ہوس کی ملی سطح پر عیاری کے منافقت کش ہتھیار کی انتہائی ضرب کے نیچے شانِ امامت کی سجود آموزی اور جہل و شر کے ظلم آفرین نیزہ کی ستم آلود نوک پر شہودِ امامت کی امری قرآن خوانی کا توحید آموز انداز ہر فکر انسانی کے ملی شعور کی حق پذیر لوح پر نقش ہو چکا ہوا ہے انقلابِ حیات کے اصولی حکم کی ہر منزل پر خلوص و وفا کے ملی اظہار کو باطل کشی کی امری حکمت کا روحانی زور پہنچانے کے لئے حق تعالےٰ کی ملت آفرینی کا ایک ہی دائمی موجب ہے محض جس سے ہی حیاتِ انسانی کی مذہبی سطح پر حق تعالےٰ کے ساتھ انسانی عقیدت کا ملی رشتہ برقرار بھی رہ سکتا ہے اور اپنے موقت انداز میں صحت پذیر ہو کر ہوا و ہوس کی ظلمی آلودگیوں سے پاک ہوتا ہوا اپنے امری کردار کی بلند سطح پر بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ حیاتِ انسانی کے غم پناہ حافظہ میں حق و باطل کے اس امر آشوب تصادم کی خونی یادداشت عزمِ عبودیت کے لئے قرآن پاک کی عملی معنویت کا حق رساں زینہ ہے جس سے ملت انقلاب حیات کے ہر دور میں مستفید ہوتی رہتی ہے

تیسرا باب

انحطاطِ ملّت

(پہلا دور)

Marfat.com

پہلی فصل

ہوا و ہوس کا ملّی اقتدار اور مذہبی شعور

حیاتِ انسانی کی عالمی سطح پر جب قرآن پاک کی امن افروز مشعل روشن ہوئی تو دنیا کی کُل قوموں نے اُس سے روشنی حاصل کی تھی۔ رحمۃ للعالمین جناب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ کل نبیوںؑ کی اُمتوں کو توحید کا بھولا ہُوا سبق یاد کرائیں۔ دُنیا کی کل قومیں چونکہ کسی نہ کسی نبیؑ کی امت سے متعلق تھیں اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت سے اُن سب کا فیض یاب ہونا ضروری تھا اور جب تک دنیا کی کل قومیں امن و آزادی کی موزوں سطح پر نہ پہنچ جائیں آنحضورؐ کی بعثت کا مقصد پورا نہ ہوتا تھا اور چونکہ وہ مقصد بہ صد شان پورا ہُوا لہٰذا یہ ضروری تھا کہ اُن سب قوموں کے ساتھ ملت کے امن آفرین تعلقات بھی وابستگی اختیار کرتے اور ملت کو اُن سب میں قائدانہ حیثیت بھی حاصل ہوتی۔ اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ سب کچھ ہُوا۔ نظامِ حیات کی عالمی سطح پر خلوص و وفا کے ملی اقتدار کو قیادت کا درجہ حاصل تھا اور وہ اقتدار قرآن پاک کی امری روشنی سے منوّر ہوتا تھا۔ ملی اقتدار کا تعلق اقوامِ عالم کے ساتھ چونکہ خلوص و وفا کی جانب سے قیام پذیر ہوتا تھا اس لئے اُن کے ساتھ ملت کے تعلقات کی خوش گواری اسی صورت میں بحال رہ سکتی تھی جبکہ ملت کا اقتدار خلوص و وفا کے تسلّط میں برقرار رہتا اور قرآن پاک کی روشنی سے مُستنیر ہوتا۔ لیکن جب اقتدارِ ملت پر ہوا و ہوس کا تسلط عمل میں آگیا تو اقوامِ عالم کے ساتھ ملت کے اُن تعلقات کی خوش گواری کا متزلزل ہو جانا قدرتی امر تھا جو خلوص و وفا کی با اقتدار سطح سے قیام پذیر ہوتے تھے

شہادتِ عظمٰے کے بعد جب ملّی اقتدار ہوا و ہوس کے قبضہ میں چلا گیا تو دوسری قوموں میں ہوا و ہوس کے اثر کو تو شاید فروغ ہی حاصل ہُوا ہو لیکن خلوص و وفا کی سطح پر احتجاج کے طور پر تعلقات کی خوشگواری کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ اُن قوموں میں خلوص و وفا کی با اقتدار یا بے اقتدار

Marfat.com

سطح پر اقتدارِ امامت کی شہادت کے بعد ہوا و ہوس کے صداقت کش اثر و اقتدار کے خلاف جس نفرت اور ناراضگی کا اظہار عمل میں آیا اس کو اقتدارِ ملت کے خلاف بغاوت قرار دیتے ہوئے ملی خلافت کے دربار سے اُن کے خلاف فوج کشی کے احکام صادر ہونے لگ گئے جن پر عمل کرنے سے ملی فتوحات کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ ہوا و ہوس کی مذہبی سطح پر ملت کے اقتدار پرست رہنماؤں نے ہوا و ہوس کے اقتدار کو اسلامی جواز کا سہارا دینے کی خاطر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ارشادات کی معنوی حقیقت کو قرآن پاک کے اصل مفہوم کی ہمنوازی اور مساوی سطح سے گرانا اور ملت کو اس سطح سے دور ہٹائے رکھنا اپنا فرض سمجھ رکھا تھا جس کی ادائیگی کے گمراہ کن انداز نے ملت کے مذہبی شعور کو اسلامی مقصد کی اصل سطح سے پست بنا دیا

خلوص و وفا کا ملی تہوّر اور دینی شعور

ملت کا اصل امام قرآن ہے اور قرآن پاک کی تعلیمات ملت میں عبودیت کی اسلام افروز رُوح کے زیست پرور شعور کو برقرار بخشنے کے لئے حق تعالیٰ کی اصول افروز حکمت کے تین انداز اختیار کرتی ہے۔ اس حکمت کے امری انداز کا تعلق رُوح سے ہے۔ عرفانی انداز کا تعلق ادراک سے اور علمی انداز کی صورت اخلاقی محاسن کے عملی شعور کی شکل میں شہود پذیر ہوتی ہے۔ جن پاکبازوں کو اُس حقیقت کا کما حقہٗ علم اور اس علم کی عین مطابقت میں عمل کرنے کی آرزو نصیب حاصل ہوتی ہے وہ امام ہوتے ہیں اور امام وہی تھے جن کو وہ توفیق حاصل تھی۔ خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کا طبعی امتزاج جب تک ملت میں اپنی پرسکون حیثیت سے برقرار رہا [illegible] امامت ہوا و ہوس کے اقتدار پر مسلط ہو جانے کی صورت میں بھی خلوص و وفا کی روح بحال رہتی اور اُس کے ملی تہوّر کو برقرار رکھتی ہے۔ خلوص و وفا کا دینی شعور نورِ امامت کی قرآن افروز روشنی سے منور ہوتا رہتا اور ملت کے دینی مقاصد کو ہوا و ہوس کے گمراہ کن تصرف سے محفوظ بنائے رکھتا ہے۔ ہوا و ہوس اقتدار پر تو مسلط ہو سکتی ہے لیکن امت [illegible] میں دین اللہ کے امری مقاصد میں زندگی کی [illegible] تصرف نہیں لا سکتی۔

ہوا و ہوس کی [illegible] سبب سے خود غرض اور دنیا پرست رہنماؤں نے ارشاداتِ نبوی

Marfat.com

کے قرآن آموز مفہوم میں جب معنوی تصرف عمل میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں تو خلوص و وفا کی سطح سے امامت کے ذہین اور فہیم اطاعت شعاروں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ارشادات کو قرآن پاک کی حکمت افروز روشنی میں اُن کے اصل مفہوم کی معنوی سطح پر ترتیب دیتے ہوئے دینی مقاصد کو ہوا و ہوس کی خود غرضانہ اور عیارانہ دخل اندازی سے محفوظ بنا دیا۔ اور اس طرح سے علم الحدیث کی صداقت افروز تدوین عمل میں آگئی۔ صدق و صفا کی اتقاء افروز سطح پر اثرِ امامت نے راست بازوں کا ایک ایسا گروہ بھی تیار کر دیا جو اقتدار و رسوخ کی سرکاری سطح پر حکام کی شریعت کش جرأت کے خلاف اپنا لسانی جہاد جاری رکھتا اور اُن کو راہِ راست پر لانے میں کوشاں رہتا

شہادت عظمےٰ کے شجاعت افروز اثر نے خلوص و وفا کی عسکری سطح کو بھی قرآن پاک کی امری حکمت سے متاثر بنا رکھا تھا۔ چنانچہ آستانۂ خلافت سے اُن ملکوں پر جن کے خوشگوار تعلقات کلمۃ الحق کی سب سے بڑی شہادت کے بعد احتجاج کے طور پر منقطع یا خراب ہو چکے تھے۔ فوج کشی کا حکم صادر ہوتا تو مجاہدین ملت کے لشکر میں کچھ ایسے جانباز بھی شامل ہو جاتے جن کی عسکری استعداد و قابلیت قربِ امامت کی شجاعت افروز حکمت سے مزین اور جن کے دل و دماغ قرآن پاک کی امن آفرین روشنی سے منور ہوتے" تاکہ اُن ممالک میں فتح حاصل ہو جانے کے بعد خلوص و وفا کی مقامی سطح پر اسلام کا حقیقی اثر پیدا کیا جا سکے۔ جب وہ ملک فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہو جاتے اور اُن میں ملی اقتدار کا نفاذ عمل میں آ جاتا تو خلوص و وفا کی مفتوح سطح سے محبانِ امامت کا صداقت پذیر شعور خلوص و وفا کی فاتحانہ جانب کا حق افروز اثر قبول کرتا ہوا ملت کے فاتحانہ اقتدار کو بھی متاثر بنانا شروع کر دیتا اور وہاں کے محکوم عوام میں بھی اسلامی شعور کی انگیخت پیدا کرتا

جب دنیا کے متعدد ممالک ملی اقتدار کے تسلط میں آ گئے اور سلطنت میں وسعت پیدا ہو گئی تو اقتدار کی ملی سطح پر ہوا و ہوس کے غیر ملی اثر نے خود غرضی کا ابھار پیدا کر دیا جس سے پھوٹ کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ مفتوح ممالک میں ملی اقتدار ہوا و ہوس کی جانب پر تو پھوٹ میں مبتلا ہو گیا جس نے ملت کے مرکزی اقتدار کو بھی متاثر بنایا اور خلوص و وفا کی جانب پر منتخبین

Marfat.com

امامت کی حکیمانہ کوششوں سے جو مجاہدین کی عسکریانہ شمولیت میں وہاں پہنچ چکے ہوتے اسلامی حکومت کا اتحاد پذیر اُبھار انگیخت میں آنے لگ گیا جس نے مرکزی اقتدار کی سطح پر دینی رہنماؤں کے انتظامی شعور کو بھی وقتی حالات کی مطابقت میں متاثر بنانا شروع کر دیا۔ جوں جوں ہوا و ہوس کی سطح پر افتراق کا بڑھتا ہوا اثر اقتدار میں ضعف اور کمزوری پیدا کرتا۔ خلوص و وفا کی جانب پر دینی رہنماؤں کی انتظامی قابلیت میں پختگی پیدا ہوتی۔ یہاں تک کہ سلطنت کا مرکزی اقتدار ہوا و ہوس کی سطح سے خلوص و وفا کی سطح پر منتقل ہو گیا جہاں شانِ امامت کا اسلام افروز اثر ابھی رحمتہ للعالمین کی جانشینی کا صحیح حق ادا کر رہا تھا

رُوحانی علوم کی تحقیق اور مادی فنون کی تخلیق

ہوا و ہوس کا زور ٹھنڈا پڑ جانے پر اقتدار ان لوگوں کے تسلط میں آ گیا جن کی اسلامی عقیدت کے مذہبی شعور کو کسی نہ کسی شکل میں قربِ امامت کا حکمت افروز سہارا ہم پہنچ چکا تھا اور جو اثر امامت کے خلاف اپنی جابرانہ سرگرمیوں سے دستبردار ہو گئے تھے۔ انحطاط کی راہ پر ملت اب عبوری منزل سے نیچے موسوی دور کے سلیمانی شعور کی سطح پر پہنچ گئی تھی جس پر مفتوح ممالک کے علاوہ غیر مفتوح علاقوں کے ساتھ بھی وفادارانہ تعلقات اور دوستانہ روابط بحال اور برقرار ہو گئے اور حیات انسانی عالمی سطح پر پھر ایک دفعہ خلوص و وفا کا دور دورہ عمل میں آ گیا۔ خلوص و وفا کے ملی اقتدار میں ذریت [illegible] کی خاطر خلوص و وفا کی مذہبی۔ سیاسی اور اقتصادی سطح پر اصلاح کی حکیمانہ جدوجہد شروع ہو گئی جس کو خلوص و وفا کی قائدانہ جانب پر دینی رہنماؤں کی حکمت پذیر ادیت کی وساطت سے شانِ امامت کا حق پرور سہارا ہم پہنچنے لگ گیا

خلوص و وفا کی مذہبی سطح پر فیض امامت کے روحانی اثر نے قرآن پاک کے امری مفہوم کی روشنی میں علم الفقہ کی تدوین پذیر صورت اختیار کر لی جس نے ملت کے دینی مقاصد کو ان کے تفہیمی اغلاط کی ظنی آلودگیوں سے پاک بنا دیا۔ وہ آلودگیاں گذشتہ دور میں ہوا و ہوس کی سطح سے علم الحدیث کے خود غرضانہ مفہوم نے مذہب میں داخل کر دی تھیں۔ دنیا کے دوسرے مذاہب کا مطالعہ بھی شروع ہو گیا اور مذہب کے علاوہ علم و ادب کی دوسری صورتوں کو بھی رواج دیا گیا جو دوسرے ملکوں میں رائج [illegible]

ذہنی قابلیت اور فکری موزونیت کے دماغوں کو قدیم علوم کی تحقیق اور جدید فنون کی تخلیق کا ملت پرور ذریعہ بنایا گیا۔ حیاتِ ملت کے دائیں اور بائیں ہر دو جانب پر روحانی علوم اور مادی فنون کی متوازی اور متوازی انگیخت عمل میں آکر عالمی زندگی کی سطح پر پھر ایک دفعہ مشعلِ امن روشن ہو گئی

ہوا و ہوس کی تغافل پذیر جدت کا تعیش انگیز انداز

اسباب زیست کی فراوانی سے ملت جب آسودگی اور خوش حالی کے کمال پر پہنچ گئی تو اقتدار و رسوخ کی سطح پر ہوا و ہوس کے آسائش پذیر جذبہ نے پھر انگڑائی لی جس سے خلوص و وفا کا حکیمانہ انداز متزلزل ہو کر ذرا نیچے اتر آیا۔ امرائے ملت عیش پرستی کی طرف مائل ہونے لگ گئے تو ان کے غفلت پذیر شعور پر ہوا و ہوس کے عیارانہ اثر کا تسلط آسان ہو گیا۔ آئینِ اقتدار کے سلیمانی نقاط میں خلوص و وفا کی جگہ ہوا و ہوس کا رنگ بھرا جانا وقت کی ساحرانہ موافقت میں موزونیت اختیار کر گیا تو مذہب کی سطح پر حدیث اور فقہ کے سنت نواز مفہوم میں ہوا و ہوس کا آزادانہ تصرف عمل میں آنا شروع ہو گیا اور مذہبی عقائد میں الحاد آفریں اختلافات پیدا ہو کر وحدتِ ملی کے مجلسی وقار کو افتراق میں مبتلا کرنے کا باعث بن گئے جس کے شدت پذیر انداز کو روکنے کے لئے امرا و حکام کی تعیش پذیری کا یکسانیت پذیر انداز ملت کے پاس واحد ذریعہ باقی رہ گیا تھا۔ علم الحدیث کی فقہی تفہیم کی جگہ روائتی تحقیق رواج پذیر ہو گئی۔ علوم و فنون کی بلند سطح پر فنونِ لطیفہ کا ابھار عمل میں آنے لگ گیا۔ علم و حکمت کے تحقیقی اور تخلیقی انداز کی جگہ شعر و شاعری اور علم و ادب کے طرب انگیز ابھار نے لے لی۔ ملت کے دینی مفاد اور عالمی مقاصد پر سوچ بچار کرنے کی بجائے مشاورتی شعور کی سطح پر راگ و رنگ کی محفلیں گرم ہونے لگ گئیں

خلوص و وفا کی پریشان سطح پر قرآن پاک کی امری حکمت کا اثر

عوامی زندگی کی سطح پر ملت کے مذہبی اختلافات کی انگیخت اور اقتدار کی سطح پر ملت کے سلیمانی آئین کی عیارانہ مسخودی جو ہوا و ہوس کی تغافل انگیز تعیش پذیری کا لازمی نتیجہ تھا غیر اسلامی دنیا میں اسلام کے سیاسی وقار پر شدید ضرب پہنچانے کا لازمی باعث اور ملت کے بین الاقوامی اثر و رسوخ کو زخمی کرنے کا امری موجب ثابت ہوا۔ خلوص و وفا کی سطح پر امامت کا دینی تعلق صرف ان چند منتشر لوگوں کے دلوں میں باقی رہ گیا جن میں قرآن پاک کی ادراک افروز روشنی علم الحدیث کے فقہی انداز کو منور بنانے کے لئے ابھی تک موجود تھی اور جن کی عقیدت کا حکم انداز

Marfat.com

ایثار و قربانی کے ظہور انگیز جذبہ سے ابھی تک متاثر تھا۔ ایسے لوگ زندگی کے ہر شعبہ میں موجود تھے اور عیش و عشرت کا دور شروع ہوتے ہی زندگی کے مجلسی انداز سے عملی طور پر کنارہ کشی اختیار کرنے لگ گئے تھے۔ تاہم اُن کا دینی شعور قربِ امامت کی روشنی میں خلوص و وفا کی سطح پر ہوا و ہوس کے مقابلہ میں وقار ملت کی پاسبانی پر کمربستہ رہتا تھا اور قرآن پاک کی امری حکمت اُن کے سعی کوش عزائم میں استقلال کو برقرار رکھتی تھی۔

غیر ملی دنیا کے مفتوح اور غیر مفتوح ممالک میں بھی حالاتِ زیست کی صورت ویسی ہی تھی۔ جو اندرونِ ملت میں تھی اور صدق و صفا کی مجبور سطح پر شانِ امامت کے حکیمانہ اثر کا عملی انداز بھی اُن ملکوں میں ویسا ہی تھا جیسا ملی ممالک میں۔ اور اُن میں بھی زندگی کو اسی طرح متاثر بناتا تھا جیسا کہ اندرونِ ملت میں اپنا کام کرتا تھا۔ امامت حقہ کے روحانی اثر سے تہذیبِ انسانی کے دائرہ سے باہر دور دراز علاقے بھی امری طور پر متاثر ہو رہے تھے جہاں فطرتِ انسانی کی غیر مہذب صورت خونخواری کے وحشیانہ انداز میں مہذب دنیا کے کسی بھی موزوں موقعہ پر ہلّہ بول دینے کے لئے پاؤں پر رہتی ہے اور تطہیرِ حیات کا یہ راز بھی امامت کی اسرار پوش سطح پر ہی پوشیدہ تھا کہ عیاشی کے باقتدار اڈوں پر اُن وحشیوں کے تغافل کش حملہ کی ضرب کا وقوع امری طور پر یقینی ہو چکا ہے۔

خطرہ کی حالت میں خلوص و وفا کا مدافعتی شعور اور ہوا و ہوس کی غفلت کوشی

شانِ امامت کی بلند اور در پردہ سطح سے قرآن پاک کی امری حکمت نے حیاتِ انسانی کو خونخواری کی انسان نما مخلوق کے وحشیانہ حملہ کی تباہ کن ضرب سے محفوظ بنانے کی خاطر خلوص و وفا کی سطح پر زندگی کے ہر عنصر کو کام میں لانے کا حکیمانہ اہتمام کر دیا۔ اُن حملوں کے تغافل سوز خدشہ نے امامت کے حق آفرین مقصد کو ہنگامی مقبولیت بخشتے ہوئے خلوص و وفا کی کل طاقتوں کو ترتیبِ عمل کی متنوع سطح پر مصروف بنا دیا۔ عوامی زندگی کی بائیں جانب پر تو عیاشی کی غفلت کوش فضاؤں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا لیکن دائیں جانب پر علم و ادب کی سرگرمیوں میں عبدیت کی روح بیدار کرنے کی خاطر قرآن حق کے پرسوز تحمل کا اظہار علماء و فضلاء کے اجتہادی انہماک میں ارتقاء کا شعور پیدا کرتا تھا۔ بائیں جانب پر عیش کوشی کا خواب

نشہ تباہی کے خطرہ کو قریب تر بنا رہا تھا اور دائیں جانب پر فقہائے دین مذہب میں تحقیق و اجتہاد کی صداقت افروز روح پھونکتے تھے۔ بائیں طرف کے شعراء میں حکام کی قصیدہ خوانی اور ان کی نازبرداریوں کے لئے خوشامدانہ لوریاں بلند کرنے کا رواج نافذ تھا لیکن دائیں جانب پر شاعری کا عرفان آموز انداز عوام کو تباہی کے خطرہ سے باخبر بناتے ہوئے ان کو سلامتی کی رہنمائی کرتا تھا۔ خلوص و وفا کی سیاسی سطح پر تو تباہی سے بچنے اور سلامتی کو بحال بنانے کے طریقوں پر غور و فکر عمل میں لایا جاتا۔ لیکن ہوا و ہوس کی سطح سے خلوص و وفا کی ہر انگیخت کو دبانے کی کوششیں عمل میں لائی جاتی تھیں۔

دنیا کے مفتوح اور غیر مفتوح علاقوں میں بھی چونکہ خطرہ کی وہی صورت تھی جو اندرونِ ملت کی پریشانی کا باعث بن رہی تھی اس لئے شانِ امامت کی فیض رسانی اُن علاقوں میں بھی اسی طریق سے عمل پذیر ہوتی تھی جو اندرونِ ملت میں نافذ کیا گیا تھا۔ فقر و قناعت کی عرفانی فوج کے وہ جانباز سپاہی جنہوں نے خلوص و وفا کے گذشتہ ایام میں سلیمانی اقتدار کے تربیتی سایہ میں غیر مذاہب کی اصل حقیقت سے پوری پوری واقفیت حاصل کر لی تھی اُن علاقوں کے لوگوں کو وقت کے امری تقاضا سے اطلاع بخشنے اور اُن کو سلامتی کے اسلامی انداز سے باخبر بنانے کی خاطر ضرورت کا احساس پیدا ہوتے ہی پہنچ چکے تھے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے وہاں کے لوگوں کو جب اُن کے اپنے ہی مذہب کی اصل حقیقت سے واقف بنایا تو انہوں نے اس حقیقت کو اسلام جانا اور اسلام سے بغل گیر ہو کر امامت کے اُن جمعیت رساں ایلچیوں کے وفادار ساتھی بن گئے اور زندگی کو خطرہ سے محفوظ بنانے کی خاطر سلامتی کا وہی طریق نافذ کرنا شروع کر دیا جو اندرونِ ملت میں خلوص و وفا کی سطح پر نافذ تھا

ہوا و ہوس کے عیش کوش اقتدار کی تباہی اور خلوص و وفا کی سطح پر تجدید اقتدار کا اسلام کوش ابھار

گراوٹ کی راہ پر ملت کے سلیمانی شعور کے فرو ہو جانے کے بعد ہوا و ہوس کی تعیش پذیری کے مقابلہ میں امامت جب داؤدی سطح پر اپنا کام پورا کر چکی تو ہوا و ہوس کی غیر انسانی شدت کے وحشیانہ حملے شروع ہو گئے۔ اُن حملوں کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ زوردار ضرب ملت کے سب سے بڑے عشرت کدہ پر پڑی اور پھر عیاشی کے ہر چھوٹے بڑے اڈہ کو انہوں نے تباہی کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ اُن کا حملہ قرآن پاک کی حکمت امری کا ایک غفلت کش ہتھیار تھا جس کے ذریعے سے

Marfat.com

عیش و عشرت کے ملت کُش غنیم کو ختم کیا گیا۔ وہ حملہ اصل میں ہوا و ہوس کا ہوا و ہوس پر حملہ تھا۔ حملہ آور جانب پر ہوا و ہوس کی وہ شدید ترین صورت تھی جس کو ازمنہ ماضیہ کی امن آفرین طاقتوں نے مردود و مطرود قرار دیتے ہوئے مہذب دنیا کی حدود سے باہر دھکیل دیا تھا اور وہ اسبابِ زیست کی سکون بخش بہرہ وری سے طویل عرصہ تک محروم رہتے ہوئے وحشیانہ زندگی کی غیر مہذب مصروفیتوں سے اب تنگ اور مجبور ہو چکی تھی اور دوسری جانب پر ہوا و ہوس کی وہ خوش حال اور فارغ البال حیثیت تھی جو اسبابِ زیست کی آسائش آفرین فراوانی کی ارفع سطح پر پہنچ کر اس کو حاصل ہوئی تھی اور جس میں عیش و عشرت کے تغافل پذیر مشغلوں نے اُس کو حق تعالے کے انقلاب آفرین آئین کی طرف سے اندھا بنا رکھا تھا۔ ہوا و ہوس نے ہوا و ہوس پر حملہ کر کے دونو طرف کے شدید تضاد کو ختم کر دیا جس کے بعد دونو جانب پرخلوص وفا کا جذبہ انگیخت پذیر ہو گیا

حملہ آور جانب پر خلوص و وفا کی انگیخت کا اثر حکمت پذیر ہو کر جب حقیقت قرآن کے امری اثر میں جو خلوص و وفا کی اندرونی جانب پر اسلامی حکمت کے در پردہ انداز میں سلامتی کی راہیں صاف کر رہا تھا جذب ہو گیا تو حملہ آوروں نے اسلام قبول کر لیا۔ گویا انسانیت کی اصل حقیقت سے مدتوں کے بچھڑے ہوئے دوبارہ اس میں بغل گیر ہو گئے۔ آدم علیہ السلام کی وہ اولاد جو باپ کے گھر سے آوارہ ہو کر یا طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے عبودیت آفرین مسلک سے رُوگردانی کرتے ہوئے انسانی تہذیب کے دائرہ سے باہر عرصۂ وحوش میں جا بسی تھی اور بعد میں کسی بھی نبیؑ کی دعوت پر واپس نہ ہوئی تھی وہ وفا کی انسانیت پرور سطح پر اپنے بھائیوں کی انتہائی پریشانی کے لمحوں میں اثر امامت کے امری اشارہ پر خلوص و وفا کا انگیخت پذیر انداز قبول کرتی ہوئی دوبارہ اُن سے آملی۔ ملت کے اسلامی اقتدار کی سطح پر مؤثر حیثیت کے حاصل ہو جانے پر حق تعالے کے انقلابی پروگرام کی امری مطابقت میں عیش و عشرت کے ملی اور غیر ملی اڈوں کو تباہ کرنے کے کام میں انہوں نے اور بھی تیزی پیدا کر دی۔ اُن کی نظریں غیر مفتوح ممالک پر بھی اٹھیں جن میں ملی اقتدار کی باطل سوز شوکت کے خلاف حسد کی آگ دیر سے سلگ رہی تھی۔ لیکن اسلام میں نو وارد ہونے کی وجہ سے اُن کی توجہ کا رُخ مذہبی عقاید کے فرقہ وارانہ اختلافات میں اُلجھ گیا جو ہوا و ہوس کے گذشتہ دور میں پیدا ہو کر اس وقت کے مذہبی رسوخ کی تعیش پذیری کے یکساں اثر میں دب گئے تھے اور پھر تمدنی عصبیت کے ختم ہو جانے کے

Marfat.com

بعدامن کی حالت میں دوبارہ بیدار ہو چکے تھے۔ مذہبی اختلافات کی دقار سوز شدت نے ان نوواردوں کے اقتدار و رسوخ کو بھی متاثر بنادیا جس سے غیر مفتوح ممالک میں حسد کی غیر ملی آگ اور تیز ہوگئی اور حاسد طاقتوں کے ملت سوز عزائم میں زور پیدا ہوگیا

ملی اقتدار کے خلاف غیر ملی اقوام کا متحدہ حملہ اور شکست آمیز پسپائی

انحطاطِ ملت کے سیمائی دور میں جو گراوٹ کی راہ پر عیسوی منزل کے بعد وارد ہوا غیر اسلامی تہذیب کی سطح سے جن قوموں نے ملت کے ثقافتی تعلقات کی دوستانہ وابستگی کے توسل سے علم وفن کی اسلامی مشعل کا چمکار حاصل کیا اور اپنے قومی شعور کو اس چمکار سے منور بنا لیا تھا اُن کے دلوں میں اُن کے مذہبی تعصب نے ملت کی عالم گیر شوکت کے خلاف حسد کی آگ بھڑکا رکھی تھی۔ اب ملی اقتدار کے ضعف پذیر ہوجانے پر اسلامی شوکت کے خلاف وہ سب قومیں آپس میں متحد ہوگئیں اور اسلام کو ختم کرنے کے لئے موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اُن کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ اُن سب کی متحد طاقت کا ایک ہی وار اسلامی اقتدار کو ختم کرنے کے لئے کافی ثابت ہوگا۔ اُن کے معاندانہ عزائم کے عمل میں آنے کا وہ وقت تھا بھی موزوں جب کہ ملت کی مذہبی سطح پر تقلید کا فرقہ وارانہ انداز اس قدر شدید ہوچکا تھا کہ اسلامی وحدت کی سیاسی رُوح مذہب کے افتراق زدہ جسم سے علیحدگی اختیار کر چکی تھی اور امامت بھی اب اُس رُوح کو خلوص و وفا کی سطح پر قرآن پاک کی عرفانی حکمت کا خضری جامہ پہنا کر عالم شہود کی سطح سے اوپر اُٹھ چکی اور حیات انسانی کے اسرار بطون کی سطح پر پہنچ چکی تھی۔ ملت کی سیاسی رُوح نے شانِ امامت کے ظلی اثر کی حیثیت سے خلوص و وفا کی اسلامی سطح پر ولایت کا روپ دھار لیا تھا۔ حق تعالیٰ کی اسلام پرور رُوح نے ولائیت کی سطح سے اپنی امری حکمت کے بل پر علماء و مشائخ کو غیر ملی طاقتوں کے تب ہی تیز حملہ کے خلاف مذہبی اختلافات کی سطح سے اوپر سیاسی اتحاد کی سطح پر اکٹھا کر لیا اور اُن کے مذہبی اثر و رسوخ کو کام میں لاتے ہوئے اسلامی شجاعت کے کُل جوہر جوشِ جہاد کے امری طلوع سے درخشاں بنا لئے گئے اور جب غیر ملی طاقتوں نے اپنے حملہ کی حسد کوش ضربِ ملی اقتدار کے مرکزی وجود پر عملی طور پر پھینک دی تو اسلامی شجاعت کے متحد اور جہاد افروز انداز نے قرآن پاک کی عرفانی

حکمت کے سیاسی بل پر اس حملہ کو بُری طرح سے پسپا کر دیا۔ اس حملہ میں ملّت کی عسکری طاقت دشمنانِ اسلام کے دانت کھٹے کرنے کا دائمی موجب تو بن گئی لیکن ملّت کے بین الاقوامی وقار و رسوخ کو شدید زخم پہنچانے کے لئے غیر ملّی عسکریت کا وہ حملہ ہوا و ہوس کے خنجر کا ایک شدید وار ثابت ہُوا

دوسری فصل

(دوسرا دور)

مذہبی اختلافات کا افتراق انگیز ابھار اور ملت میں صلح آفرین حکمت کی سیاسی انگیخت

غیر ملی طاقتوں کے متحدہ حملہ کو پسپا کر دینے کے بعد ملت کے وہ فرقہ پرست رہنما جو وقتی ضرورت کو ٹالنے کی غرض سے دشمن کے مقابلہ میں عارضی طور پر متحد ہو گئے تھے سب کے سب منتشر ہو گئے۔ انہوں نے اپنے مذہبی اثر و رسوخ کے بل پر اپنے اپنے سیاسی اغراض اور دنیوی مقاصد کو حل کرنا شروع کر دیا جس سے ملت کی سیاسی سطح پر بھی افتراق کا اثر نمودار ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ ملت کی عالمی وحدت کا شیرازہ بھی بکھرنا شروع ہو گیا۔ ملت کے زیر اثر مختلف ممالک نے ملت کے مرکزی اقتدار سے اپنا رشتہ منقطع کرنا شروع کر دیا جس سے خلافت اسلامی کا مذہبی اثر و رسوخ کمزور پڑ گیا۔ خلافت سے اپنا تعلق توڑ لینے کے بعد ملی دنیا کا ہر ملک اندرونی دھڑے بندی میں مبتلا ہونے لگ گیا۔ اسلامی ممالک کی اندرونی دھڑے بندی اُن کے بین الاقوامی تعلقات پر اثر انداز ہو کر اقوام عالم کی ملی سطح کو متاثر بنانے کا بھی موجب بن گئی جس سے اسلامی ممالک کی بین الممالکی سطح بھی دھڑے بندی کا شکار ہو گئی اور اس طرح سے غیر ملی اقوام کے لئے کسی نہ کسی ایک دھڑے میں شامل ہونے کی مجبوری یا خود خواستہ موقعہ پیدا ہو گیا۔ ملت اب اپنی گردوٹ کی راہ پر عیسوی منزل سے نیچے سلیمانیؑ اور داؤدی مرحلوں سے گذرتی ہوئی دھڑے بازی کی اس سطح پر پہنچ گئی جہاں موسیٰ علیہ السلام کے دورِ نبوت میں سامری کے گمراہ کن فتنے کے بعد دھڑے بازی کو فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ دھڑے بازی کو فرد کرنے کی خاطر اسلامی حکمت کے خضریؑ انداز نے اب بھی وہی طریق اختیار کیا جو اس وقت موسیٰ علیہ السلام کی مشکل کو حل کرنے اور بعد میں ذوالقرنین کا روپ اختیار کرتے ہوئے امنِ عالم کو بحال کرنے کا موجب بنا تھا

Marfat.com

اقوامِ عالم کے سیاسی شعور کی سطح پر ملّی اور غیر ملّی کی تمیز کا عملی خاتمہ

دھڑے بازی کی عالمی سطح پر ملّت کا بین الاقوامی انداز چونکہ مذہب کی سطح سے ہٹ کر سیاسی شعور کی سطح پر آ گیا تھا جس پر غیر ملّی اقوام کا سیاسی شعور پہلے سے کارفرما تھا۔ اس لئے حیاتِ انسانی کی سیاسی سطح پر ملّی اور غیر ملّی کی تمیز عملی طور پر ختم ہو گئی اور امن کی بحالی اور برقراری کا دارومدار زندگی کی ہر سطح پر قیادت کی سیاسی حکمتِ عملی کے ہمہ گیر انداز کی مؤثر خوبی پر انحصار پذیر ہونے لگ گیا۔ ملّت کے سیاسی شعور کی سطح پر تو حق تعالیٰ کی امن آفرین رُوح کا امری اثر مذہبی افتراق سے الگ تھلگ اسلامی ولایت کے رُوحانی انداز میں اپنا کام کرتا تھا لیکن ملت کے سیاسی وقار کو نقصان پہنچانے کے لئے شیطانی عیّاری کی مکر آفرین طاقتیں مذہبی توہم پرستی کی افتراق انگیز سطح پر ملہم بالغیر کی حیثیت میں اپنا اڈہ جمائے ہوئے تھیں۔ ملت جب ذوالقرنین کی صلح پذیر سطح سے بھی ذرا نیچے ہوئی اور حیاتِ انسانی کی ہر سطح پر دھڑے بازی پھر عود کر آئی تو ان ممالک میں جہاں ملّی اقتدار ابھی بحال تھا شیطانی عیّاری کے اثر میں مذہبی دھڑے بندی نے اس اقتدار کو قریب الاختتام بنانا شروع کر دیا جس کو غیر ملّی قومیں بھی بھانپ چکی تھیں۔ اب انہوں نے ان کے اس افتراق زدہ اقتدار کو ختم کرنا اور اسلامی ممالک کو اپنے تسلط میں لانا اپنا مقصد بنا لیا۔ چونکہ [illegible] کی غیر ملّی سطح پر ہر قوم کا مقصد اسلامی ممالک کو اپنے قبضہ میں لانا [illegible] سب [illegible] حیثیت سے کام کرتا تھا اس لئے اس مقصد میں ان سب کی آپس میں [illegible] تھی

اسلامی ممالک کے اندر ملّت کی حاکمیت کو ختم کرنے کی نیت سے وہاں سے غیر مسلم طبقوں نے کسی نہ کسی غیر ملّی قوم سے اپنی وفاداری کا دوستانہ رابطہ بھی قائم کر رکھا تھا۔ بیرونی قوموں سے ان طبقوں کی ملت کُش دوستی ان ممالک میں ملت کے اقتدار کو ختم کرنے اور بیرونی اقتدار کو نفاذِ عمل میں لانے کا اندرونی ہتھیار بن گئی اور اس طرح سے ملّت کا اقتدار [illegible] کل دنیا سے مٹنا شروع ہو گیا۔ اکثر ممالک سے ملّت کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا [illegible] ان قوموں [illegible] ان کاموں میں خود [illegible] علمی انداز [illegible]

تسلط گیر قوم کی سیاسی حکمتِ عملی کو متاثر بنانے کے لئے ملت میں تعمیرِ ذہن کی خفیہ قابلیت ابھی موجود تھی ملت کے محکومانہ شعور کی وفادارانہ دوستی حاصل کرنے میں فائدہ سمجھا گیا۔ جب دنیا کے ایک بہت بڑے حصے سے ملت کا اقتدار ختم ہو گیا تو غیر ملی اقوام کے بااثر و رسوخ طبقہ نے اپنے بین الاقوامی وقار کے سیاسی بل بوتے پر ان ممالک کو بھی اپنے اثر و اقتدار میں لے لیا جہاں غیر مسلم عناصر کا کوئی اثر نہ تھا اور یا وہ ان میں موجود ہی نہ تھے

وقارِ ملت کی عالمی سطح پر ہوا و ہوس کے غیر ملی تیر کا آخری ہدف

ملت کا بین الاقوامی وقار و رسوخ جب کل دنیا سے ختم ہو گیا اور ملت انحطاط کی راہ پر ذوالقرنین کی صلح پذیر سطح سے نیچے اپنے اندرونی انتشار کی دوسری منزل پر پہنچ گئی تو غیر ملی طاقتوں کی فرعونی تنظیموں نے ملت کے مرکزی اقتدار کو گھیرے میں لے لیا جو اب اپنی سیاسی حیثیت میں وقار و رسوخ کی بین الاقوامی سطح پر جہاں غلب ہو چکا تھا۔ غیر ملی اقوام کے اس طبقہ کو جس نے دنیا کے ملی اور غیر ملی کمزور ممالک میں امن بحال کرنے کی نیت یا بہانہ سے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا خلوص و وفا کی محکوم سطح سے وفادارانہ امداد بہم پہنچنے لگ گئی تھی لیکن جب اس طبقہ کی حکمت عملی نے محکوم اقوام کے غیر ملی طبقوں کی خود غرضانہ دوستی کے اثر میں آ کر فرعونی شعور کی حریت کش حیثیت اختیار کر لی اور ملت کے محکوم طبقوں میں غیر ملی اقوام کے خلاف نفرت کا ابھار عمل میں آنے لگ گیا تو ملت کے محکوم طبقوں میں ابھرنے والی اس فرعونیت سوز نفرت کو ہمیشہ کے لئے دبا دینے کی نیت سے غیر ملی قوموں کے بااثر و رسوخ طبقہ نے ملت کے مرکزی وقار کو کلی طور پر ختم کر دینے کا تہیہ کر لیا جس کے ساتھ ملت کی مذہبی عقیدت برائے نام طور پر ابھی باقی تھی۔ ہوا و ہوس کی بین الاقوامی سطح پر اقتدار پرستی کا عیارانہ انداز جس کے اثر میں غیر ملی طاقتوں نے وقارِ ملت کے مرکزی نشان کو صفحۂ عالم سے مٹا ڈالنے کا تہیہ کر لیا تھا جب اپنے انتہائی زور کو پہنچ گیا تو ان سب کی خود غرضانہ رقابت نے ان کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے زیادہ با رسوخ گروپ تو مرکزِ ملت کو ختم کرنے کے لئے فرعونی تجویزوں کی سوچ بچار عمل میں لانے لگ گیا اور دوسرے گروپ نے ملت کے ساتھ دوستی قائم کرنا بہتر سمجھا اور وہ خلافتِ ملیہ کا حلیف بن گیا۔ ہوا و ہوس کے رقابت انگیز انداز کی سطح پر رقیبانہ گروپ بازی کے حالات کی پریشان کن صورت میں ملت کے محکوم طبقے بھی کل دنیا میں دو

حصوں پر تقسیم ہو گئے۔ ایک حصّہ تو مذہبی عقیدت کے اثر میں مرکزِ ملت کو اسلامی خلافت کی حیثیت میں دیکھتے ہوئے اپنے مذہب کی حمایت کرتا اور دوسرا سیاسی حقائق کے عالمی انداز کو بھانپتے ہوئے اس کی مخالفت کرتا۔ جن ممالک میں ملت کا آزادانہ اثر و رسوخ ایک طرف خلافت کے مذہبی رشتہ میں بندھا ہوا اور دوسری طرف اُس کے خانوادوں کی سیاسی تعلق داری میں الجھا ہوا تھا وہ بھی مرکزِ ملت کے مخدوش انداز کی حلیفانہ جانبداری اختیار کرنے سے مجبور تھے

ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر اقتدار پرستی کی دو طرفہ جنگ

اقتدار پرستی کی بین الاقوامی سطح پر دنیا ملت کا مرکزی نشان جب غیر ملی اقوام کے بااثر رسوخ طبقہ کی فرعونی نظروں میں کھٹک گیا تو ان کی ملت شکن نیتوں میں تعیّن کا زور پیدا کرنے کی وجہ کا تخلیقی مواد اقتدارِ ملت کی کمزوری کے اندرونی اسباب سے پیدا ہوتا تھا جو زیادہ تر ہوا و ہوس کی مذہبی انگیخت سے مواد پذیر ہوتے تھے۔ ہوا و ہوس کی مذہبی سطح پر مذہبی پیشواؤں نے دینی شعور اور اقتدار کی سیاسی سطح پر سیاسی راہنماؤں نے سامراجی کیفیت اختیار کر رکھی تھی۔ ہوا و ہوس کی مذہبی اور سیاسی ہر دو سطح سے اُن گمراہی اندیش راہنماؤں نے سلطنت کے انتظامی امور کی سطح پر خلوص و وفا کا حکمت آفرین ہاتھ شل بنا [illegible] کے مختلف علاقوں میں ہوا و ہوس کے انتشار انگیز اثرات [illegible] کر دئے تھے۔ مرکزی اقتدار کے والی بیانات [illegible] کے غالب اثر و رسوخ کی مخالفت انگیخت پذیر [illegible] ملت [illegible] اثر ہوا و ہوس کے بغاوت پذیر رسوخ کی مانند ملت کے دشمنوں [illegible] تیار [illegible] بلکہ دشمنوں کے مقابلہ میں وہ ملت [illegible] ملت کے [illegible] ملت کے اندر یا باہر [illegible] پر خلوص و وفا اور [illegible] ہو چکا تھا

ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر خود غرضی کی دو طرفہ جنگ بپا ہوگئی تو دنیا کی کل قوموں کو اس میں عملی یا اخلاقی نوعیت کی کسی نہ کسی شکل میں حصہ لینا ضروری ہوگیا۔ جنگ کی ایک طرف پر کا مقصد ملت کے بین الاقوامی وقار کو کلی طور پر ختم کرنا اور دوسری جانب کا مقصد حریف اقوام کے با اثر و رسوخ طبقہ کے عالمی اقتدار کو نیچا دکھانا تھا اور خلافتِ ملیّہ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن طاقتوں کے ملت شکن ارادوں کو ناکام بنانے کی خاطر غیر ملّی اقوام کی رقیبانہ گروپ بازی سے فائدہ اٹھایا جائے اور ملت کے فرسودہ اقتدار کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ لیکن خلوص و وفا کی اسلامی سطح پر حریت پسندوں نے امن و آزادی کی انقلابی روح کو ابھارنے کا عہد کر رکھا تھا۔ ان کا مقصد ملت کے مرکزی اقتدار کو غیر ملی طاقتوں کے حریت کش حملہ سے بچانا اور پھر اس میں خلوص و وفا کی اسلامی روح کو بیدار کرنا تھا۔ جنگ کا نتیجہ مرکزِ ملت میں اقتدارِ خلافت اور اس کے غیر ملی حلیفوں کی شکست میں صورت پذیر ہوا۔ اور ملت کا وہ اقتدار جو تعمیرِ دین و ملت کی تکمیل کے بعد امن و آزادی کی عالمی سطح کو منوّر بنانے کے لئے مشعلِ ہدایت کی حیثیت سے قائم ہوا تھا صدیوں تک اپنا کام کر چکنے کے بعد ختم ہوگیا اور حیاتِ انسانی موسوی منزل سے نیچے ابراہیمی منزل پر پہنچ گئی

تیسری فصل

انحطاطِ ملّت کی تکمیل اور اطوارِ ملّت کے مشاورتی شعور کی ابتدائی انگیخت

جنگِ عظیم کے بعد ملّت انحطاط کی موسوی منزل سے نیچے اتر کر ابراہیمی منزل پر پہنچ گئی جس پر ملّت کی تخلیق ابتدا پذیر ہوئی تھی اور جو انحطاطِ ملّت کے تیسرے دور میں جہاں ذہنی سطح پر مذہبی افتراق کے نمرودی انداز کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی جانب پر واقع ہوتی ہے۔ حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی ابراہیمی منزل پر حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے آزادئ ملّت کے حریت افروز افق پر تجدیدِ اسلام کی نئی شان میں طلوع فرمایا جس سے دنیا کی ملی۔ غیر ملی۔ حکمران اور محکوم کل قومیں یکساں حیثیت سے متاثر ہوئیں۔ قیامِ امن کے مشاورتی شعور کا ابھار اقوامِ عالم کے قومی اور بین الاقوامی عزائم کے امن آفرین انداز کو متاثر بنانے کا صلح آفرین موجب بن گیا۔ ملّت کے آزادانہ اور محکومانہ ہر دو طرح کے سیاسی شعور کی سطح پر اسلامی مقاصد کے اتحاد آفرین ابھار نے ملّت کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا لیکن آزادی اور محکومی کی ہر دو صورتوں میں غیر ملی اقوام کا سیاسی شعور ہوا و ہوس کی نمرودی انگیخت سے اثر پذیر ہوتے ہوئے نیچے گرنے لگ گیا۔ سیاسی شعور کے غیر ملی انداز کی سطح پر تو خود غرضانہ تصور کے مختلف نظریات کی پرستش ہونے لگی جس سے جو ذہنوں کی ملی جانب بھی کسی قدر متاثر ہوتی لیکن خلوص و وفا کی ملی جانب پر ملّت کی دینی صداقت ہی سیاسی نظریات کے ان مصنوعی اصنام کی غیر ملی پرستش کے خلاف اسلامی عقیدت کی عرفانی شمع لے کر کھڑی ہو گئی جو انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے امن آفرین ارادہ کی امری اقتضاء سے دوبارہ چمک اٹھی تھی اور اسلامی ولایت کی روحانی سطح سے دینی عظمت کا شعور قبول کرتی تھی۔ امن و آزادی کے ملی ابھار کو اسلامی عقیدت کی وحدت تاب شمع نے ملی خود داریت کی وفاق افروز روشنی سے جو دنیا میں کل قوموں اور ان قوموں میں کل قبیلوں کے جداگانہ حقوق کی منصفانہ محافظت اور پاسداری کے لئے حق تعالےٰ کے آسمانی علم کی حیثیت رکھتی ہے ہر جگہ منور بنانا شروع کر دیا

Marfat.com

تعمیرِ امن کے بین الاقوامی انداز کی مشاورتی سطح سے ہوا و ہوس کے غیر ملّی شعور کی گراوٹ

امن و آزادی کے ملّی اُبھار کی حکمت پذیر حیثیت اور اس کے صلح آفرین انداز نے قیامِ امن کے بین الاقوامی انداز کی مشاورتی سطح پر اقوامِ عالم کے لئے ہر قوم کی اندرونی سطح پر مختلف قبیلوں اور مختلف جماعتوں کے مجلسی شعور کو متاثر بنانا تو امری طور پر شروع کر دیا تھا لیکن اُن سب کا وہ شعور ان دونوں میں سے کسی سطح پر بھی مشاورتی انداز کے ملّی اثر سے متاثر نہ ہو سکا۔ اس لئے مشاورتی شعور کی اس اہم سطح پر وہ برقراری حاصل نہ کر سکا۔ غیر ملّی نوعیت کے مختلف نظریات کا اختلاف انگیز اثر بین الاقوامی سطح پر اقوام کے مصالحتی انداز اور محکوم ممالک میں مختلف فرقوں اور مختلف جماعتوں کے وفاقی شعور میں خلوص و وفا کی ملّی حکمت کے ابتدائی تاثر کو ناکام بنانے کا موجب ثابت ہوا اور مجلسِ اقوام کے مشاورتی شعور کو انتشار میں مبتلا بناتے ہوئے اُس کو زندگی کی اُس اہم ترین سطح سے نیچے گرا دینے کا باعث بن گیا جس پر آزادی کی امن آفرین تخلیق ابتدا پذیر ہوتی ہے جب کہ ملّت نے اُس سطح پر ہر جگہ بحالی اور برقراری حاصل کر لی

جب تک خلوص و وفا کے مذہبی شعور نے ہوا و ہوس کی ملّی سطح پر سیاسی افتراق کی خود غرضانہ انگیخت کا مقابلہ جاری رکھا اور ملّت کے امن آفرین اتحاد کی مذہبی طاقت نے اپنے دینی مقاصد کو ہوا و ہوس کے غیر ملّی تاثرات سے محفوظ بنائے رکھا غیر ملّی اقوام کا متعصبانہ شعور بھی ملت کی مذہبی عقیدت سے مخالفانہ انداز میں اثر پذیر ہوتا تھا اُن کی عملی زندگی کے سیاسی انداز کو مذہب کے عیارانہ لباس سے ملبوس بناتا تھا لیکن ملّت جب گراوٹ کی راہ پر چل کر کے افتراق انگیز دور میں داخل ہو کر مذہبی دھڑے بندی میں مبتلا ہو گئی تو خلوص و وفا کا ملّی انداز روحانی حکمت کے سیاسی شعور کی پناہ میں چلا گیا تھا اور اس لئے غیر ملّی اقوام کا سیاسی شعور بھی متوازی طور پر مذہب کی قید سے آزاد ہو گیا تھا اور جب ہوا و ہوس کی سطح پر غیر ملّی اقوام کی خود غرضانہ عیاری کا سیاسی راستہ اُن کے مذہبی شعور کی پیدا کردہ مصلحتی رکاوٹوں سے صاف ہو گیا تو مفاد پرستی کی سیاسی سطح پر انہوں نے کئی طرح کے مصنوعی نظریات کو جنم دے دیا تھا اُن کل نظریات کی تخلیق مذہب کے عیارانہ

سیاست کے خود غرضانہ اور اقتصادی انگیخت کے زر پرستانہ تصورات سے عمل پذیر ہوتی تھی۔ اس سے حیاتِ انسانی کی عالمی سطح بین گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ ان تشکیلات کے مختلف نظریات نے زندگی کی سیاسی سطح پر ہنگامی تحریکیں ایجاد کیں جن سے دنیا کی ہر قوم متاثر ہونے لگ گئی۔ ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر جنگِ عظیم کے اسباب کی تخلیق ان مختلف تحریکوں کے معنوی سوز و گداز کی مجموعی کیفیت سے مواد پذیر ہوتی تھی۔ جنگ کے بعد ان حالات کی مشاہداتی سطح سے اقوامِ عالم کے مجلسی شعور کی انتشار انگیز یا انتشار پذیر کروٹ بھی ہوا و ہوس کے ان ہی انفاظی نظریات کی کے مادی شعور سے باعث پذیر ہوئی اور اب نتیجہ امن کی عالمی سطح سے گر جانے کے بعد ہوا و ہوس کی جنگ زدہ سطح پر اقوامِ عالم کے نظریاتی اختلافات میں اسی شدت پیدا ہونے لگ گئی [illegible]

ہوا و ہوس کی عالمی سطح پر نظریاتی اختلافات کی شدت پذیری

عالمی شہادت کی ابراہیمی سطح پر ملت کی اسلامی عقیدت کا اجتماعی اعتبار ہوا و ہوس کے [illegible] نقالی اعتبار کو متاثر بنانے سے اٹھ گیا [illegible] ہوا و ہوس کی [illegible] نظریاتی [illegible] اختلاف انگیز شعور میں زیادہ زور پیدا ہو گیا۔ حیاتِ انسانی کے ان ہی مشاہداتی [illegible] کی شدت انتہا تک پہنچ گئی تو اقوامِ عالم کے مشاہداتی شعور [illegible] حیاتِ انسانی کی عالمی [illegible] آمریت کے [illegible] پذیر ہوتے تھے جن پر ہوا و ہوس کی [illegible] کر رکھے تھے۔ نظامِ آمریت کے مشاہداتی [illegible] جانے کی [illegible] آمریت [illegible] اس [illegible] انگیخت نے [illegible] اقوام [illegible] جنگِ عظیم [illegible] عالمی سطح [illegible] کی سطح پر [illegible] پیدا [illegible]

جنگ عظیم کے وقوع کا عالم گیر خطرہ اور خلوص و وفا کی سطح پر امن پسندوں کا مدافعتی شعور

دنیا کے غیر ملّی ممالک میں خلوص و وفا کی مظلوم اور مجبور سطح پر کچھ کچھ عناصر ایسے بھی موجود تھے جو زندگی کے عالمی حالات کی پُر آشوب صورت میں جنگ کے عالم گیر وقوع کو یقینی خیال کرتے ہوئے شعورِ زیست کے تین نقاطی انداز کی مشاورتی ترکیب میں ہوا و ہوس کی فکری الجھن آمیزیوں کو اس جنگ کا باعث قرار دیتے۔ اور تین نقاطی آمریتی گٹھ جوڑ کے مقابلہ میں ان الجھنوں کو دور کرنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت سمجھتے تھے۔ خلوص و وفا کی وحدت افروز سطح پر ملّت میں بھی کچھ کچھ ایسے عناصر پیدا ہوئے جن کی ملّی عقیدت کو ابراہیمی حکمت کی ادراک افروز روشنی نے خلوص و وفا کی غیر ملّی سطح پر امن پسند عناصر کو متاثر بنانے کی خاطر کافی حد تک منوّر بنا رکھا تھا۔ ملّت کے ان حقائق شناس عناصر نے خلوص و وفا کی غیر ملّی سطح کو اپنی حقائق افروز حکمت سے متاثر بنانا اور طوفانِ جنگ کے یقینی نزول کے پیشِ نظر اس سطح پر عوام کے مدافعتی شعور کو ابھارنا شروع کر دیا۔

جب حیاتِ انسانی غیر ملّی اقوام کے انحطاط یا ہوا و ہوس کے غیر ملّی ارتقا کی راہ پر نوح علیہ السلام کی منزل پر پہنچ گئی تو خلوص و وفا کی غیر ملّی سطح سے جو خلوص و وفا کی ملّی روشنی سے مستنیر ہو رہی تھی حقائق شناس عناصر نے اپنی اپنی قوم کو جنگ کے عالم گیر طوفان سے بچانے کی خاطر نظریاتِ زیست کے خودرَو جنگلوں سے کٹے ہوئے درختوں کا خشک موادّ مدافعتی سفینہ کی انقلابی ساخت میں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جب طوفان عملی طور پر برپا ہو گیا تو اس کشتی کو پار کرنے کی خاطر سب سے بڑا کام خلوص و وفا کی ملّی شجاعت کے ان چپوؤں سے لیا گیا جو انحطاطِ ملّت کی موسوئی سطح پر غیر ملّی اقتدار کی عسکری صنعت نے خود ہی تیار کر رکھے تھے اور جب طوفان گذر گیا تو سفینہ سوار سب کے سب صحیح و سلامت امن و آزادی کے ساحل پر پہنچ گئے جب کہ باقی سب پر غرق کا حال وارد ہو گیا

چوتھا باب

امن و آزادی کا جدید دور

Marfat.com

پہلی فصل

غیر ملّی نظریات اور اسلام کا جدید اُبھار

اقوامِ عالم کی پہلی عظیم جنگ کے بعد جب انحطاطِ ملّت کی تکمیل عمل میں آگئی تو خلوص و وفا کی سطح پر ملّت کی مذہبی عقیدت عالمی آزادی کے اسلامی نظریہ سے حکمت پذیر ہوتے ہوئے منوّر ہونا اور اوپر اُٹھنا شروع ہو چکی تھی لیکن ہوا و ہوس کی سیاسی سطح پر خود غرضانہ نوعیّت کے وہ مختلف نظریات جو گردوش کی موسوئی منزل پر پہلی عظیم جنگ کے وقوع کا باعث بنے جنگ کے بعد انحطاط ملّت کی ابراہیمیؑ سطح پر امن و صلح کی مشاورتی جدوجہد کے عالمی انداز پر منفی اثر پیدا کرنے اور غیر ملّی اقوام کو اُس سطح سے نیچے گرانے کا موجب بن گئے تھے۔ حیاتِ انسانی کی ابراہیمیؑ منزل سے نیچے طوفانِ نوحؑ کی سطح پر اُن نظریات کے متخاصم اور متحارب انداز کو دوسری جنگ کا عالم سوز روپ دھارنا پڑا۔ اس جنگ کے عالمگیر طوفان سے گذر کر وہ سب لوگ جن پر اُن کی شکست نے غرق کا حال وارد کیا اُس سطح سے بھی نیچے ھبوطِ آدمؑ کی منزل پر پہنچ گئے اور جن کو اُن کی فتح نے امن و صلح کے مشاورتی ساحل پر پہنچا دیا وہ دوبارہ امن و صلح کے ابراہیمیؑ دَور میں داخل ہو گئے۔ اور ساتھ ہی محکوم اقوام کے اُن غیر ملّی طبقوں کو بھی جو پہلے سے ہی ھبوطِ آدمؑ کی سطح پر موجود اور اُس سطح سے جنگ میں خلوص و وفا کے امن آفرین مقصد کی عملی حمایت کر چکے تھے آزادی کے مشاورتی انداز کی ابراہیمیؑ سطح پر اُٹھا لیا

حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے امن آفرین امر کی آئینی اقتضاء نے خلوص و وفا کی سطح پر ملّت کی مذہبی عقیدت کو چونکہ پہلی جنگ عظیم کے بعد آزادی کی رُوحانی حکمت سے منوّر کر دیا تھا اس لئے وہ پہلے ہی سے آزاد نئے اقوام کے ابراہیمیؑ نظریہ کی مشاورت آموز سطح پر موجود بلکہ اُس سے بھی اوپر خلوص و وفا کے اطمینان پذیر انداز کی موسوئی سطح پر پہنچی ہوئی تھی۔ طوفانِ جنگ کے دوران میں ملت کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کے ملّی انداز کو متاثر بنانے کیلئے

Marfat.com

طوفان کا پانی تو کسی قدر چڑھ ہی گیا تھا لیکن ملت کی دائیں جانب کے موافقتی شعور نے مشاورت کی ابراہیمی سطح پر برقرار رہتے ہوئے اس طوفان میں موافقتی سفینہ کے عسکری انداز کو امداد پہنچانے میں پورے انہماک سے کام لیا۔ عالمی حالات کی موجودہ صورت میں جبکہ اقوامِ عالم کا بیشتر حصہ مشاورت کے ابراہیمی انداز کی سطح پر جمعیت پذیر ہو چکا ہے امنِ عالم کے مقصد کو پورا کرنے اور حیاتِ انسانی کو اس مقصد کی امری سطح پر پہنچانے کی خاطر اقوامِ عالم کے مشاورتی اجتماع کی رہنمائی کرنا ملت ہی کی اسلامی ذمہ داری ہے

امنِ عالم کے مشاورتی شعور کی سطح پر ہوا و ہوس کی نظریاتی اور خلوص و وفا کی اسلامی اثر اندازی

اقوامِ عالم کے مشاورتی شعور کی سطح پر خلوص و وفا کے ملی اثر کی اسلامی حکمت بھی موجود ہے اور ہوا و ہوس کا اختلاف انگیز اثر بھی غیر ملی نظریات کے تخاصم آفرین انداز کی صورت میں موجود ہے۔ اسلامی حکمت ان نظریات پر اثر انداز ہو کر ان میں صلح و یک جہتی کا شعور پیدا کرتی ہے جس سے اقوامِ عالم کے دائیں جانب پر صلح و یک جہتی کا عملی اظہار انگیخت پذیر ہوتا ہے لیکن ان نظریات کا اختلاف انگیز شعور اقوامِ عالم کی بائیں جانب پر تنازعہ اور فساد کی انگیخت عمل میں لاتا ہے۔ ملت کی دائیں جانب پر تو فساد اور تنازع کی اس انگیخت و ان کا اثر نہیں ہو پاتا لیکن اس کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کا مذہبی اور غیر مذہبی انداز سیاسی طور پر ضرور متاثر ہوتا ہے۔ فکرِ انسانی کے عالمی ادوار کی موجودہ استعداد کا قبیلوی، جماعتی، قومی اور عالمی انداز ہر دو اطراف کے طبعی تاثرات سے شدید طور پر متاثر ہونا شروع ہو چکا ہے۔ بائیں جانب پر ہوا و ہوس کے شدید اثر کا طبعی کمال شیطان کی مؤثر حیثیت اختیار کر رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں دائیں جانب پر خلوص و وفا کے حکمت پذیر انداز میں علم و عمل کی روحانی انگیخت پیدا کرنے کی خاطر حق تعالیٰ کی انقلابی روح نے اثر نبوت کی امری کیفیت کا اسلام افروز روپ اختیار کیا ہے جس سے مذاہبِ عالم کی ہر صورت کا اتحاد پذیر ہو کر امری سطح پر پہنچنا اور ان سب کا وحدت پذیر ہو کر اسلام کی صورت میں ایک ہو جانا قدرتی طور پر لازمی ہو گیا ہے

Marfat.com

حیاتِ انسانی کا انقلابی چکر پورا ہو جانے کے بعد اس کے جسم میں اسلامی شعور کی نئی جان ڈالنے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری حکمت فکرِ انسانی کے ملت آفرین ادراک کی سطح پر نزول فرما ہو چکی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر ابلیس کی خباثت نمایاں ہے تو خلوص و وفا کی جانب پر آدمیت کا عبودیت افروز وجود بھی زیست پذیر ہو چکا ہے۔ انسانیت کُشی کی شیطانی جرأت میں طوفانی ابھار پیدا کرنے کے لئے حیاتِ انسانی کی بائیں جانب پر ہوا و ہوس کی مادی طاقتوں کے حربی عزائم کو سائنس کے صنعتی کمال کا سہارا میسر ہے تو دائیں جانب پر حق تعالےٰ کی روحانی طاقتوں کا انقلابی اثر نوح علیہ السلام کی اماں آفرین ہدایت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ بائیں جانب پر حیاتِ انسانی کی مشاورتی سطح فکر انسانی کی نمرودی استعداد سے متاثر ہو رہی ہے تو دائیں جانب پر ابراہیمی نبوت کا ملت پناہ اثر نمرودی بُت خانہ میں مصنوعی نظریات کے عبودیت سوز اصنام کو توڑنے کی خاطر آذری صنعت کو ختم کرنے کے درپے ہو چکا ہے۔ ملوکیت کے شکست خوردہ اثر کی فرعونی نجاست فکر انسانی کے ابلیسی شعور کی سطح پر دوبارہ عفونت ریز ہو رہی ہے تو ملت کے دینی شعور کا موسوی سیلاب اُس نجاست کو بہا لے جانے کے لئے عالم گیر طغیانی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ابلیسی طاقتوں کا شیطانی انداز فکرِ انسانی کو مذہب کی مصنوعی اور غیر حقیقی حیثیت کے توہم پذیر انداز کی سطح سے نیچے کھینچ کر ہوا و ہوس کے نظریاتی افتراق کی سطح پر لانا چاہتا ہے لیکن شانِ نبوت کا روحانی شعور امنِ عالم کی ہدایت افروز مشعل روشن کرنے کی خاطر مذہب کی اُس حیثیت کو اُوپر اُٹھا کر اسلام کی حقیقی سطح پر پہنچانے کا تہیہ کر چکا ہے

آزادئ عالم کے موجودہ دور میں دھڑے بندی کا شدید اُبھار

حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا حکمت آفرین اثر حیاتِ انسانی کو خلوص و وفا کی جانب پر متاثر بناتا ہوا اقوامِ عالم کی ملی اور غیر ملی ارادیت کو مذہب کی اصل روشنی سے منور بنا کر اُن کی مذہبی عقیدت کو افتراق و تشتت کے تخاصم پذیر انداز کی سطح سے اوپر اُٹھاتا اور توحید پرستی کی وحدت افروز فضاؤں میں پہنچاتا ہے لیکن جن قوموں کی مذہبی عقیدت ہوا و ہوس کی جانب پر سحرِ سامری کے نغمِ رُبا اثر میں مسحور ہوتی ہوئی اقتدار پرستانہ نظریات کے تخاصم انگیز عجل کی پرستش میں اُلجھ چکی ہے ان مذہب کی

Marfat.com

غلط مصنوعی اور افتراق انگیز صورت سے بیزار ہو چکے ہیں اب اُن کی صلح شکن عقیدت کا جہل پذیر رُخ ترکِ مذہب کی راہ اختیار کرتا ہُوا شر و فساد کے عالمی گڑھے کی طرف مُڑ چکا ہے۔ مذہب کی غلط اور مصنوعی صورت کے غیر معقول انداز کو ترک کرنے کے بعد جن لوگوں نے اپنی مذہبی عقیدت کو ہوا و ہوس کے عیارانہ افتراقی عالمی نظریات کے خوش نما تخیل کی مصنوعی الوہیت کا سہارا دے رکھا ہے ان کی فکری قوتوں کا مسحور ادراک نسلِ انسانی کو پھوٹ میں مبتلا کرنے کا موجب بن چکا ہے جس نے حیاتِ انسانی کی قومی۔ قبیلوی۔ خاندانی اور دیگر ہر سطح کو دھڑے بندی میں مبتلا کر دیا ہے حق تعالیٰ کی امن آفرین رُوح کے عالمگیر اثر نے بھی تو اپنی انقلابی دستگیری سے حالتِ دو فائی صلح آفرین انگیخت کو زور پہنچانے کی خاطر ہوا و ہوس کی افتراق انگیز سطح پر غضب کی فساد شکن ضربیں برسانا شروع کر دی ہیں [illegible] ہوا و ہوس کی غیر ملّی سطح پر دھڑے بندی کی شدت میں زور پیدا کرنے کے لئے ندرِ انسانی کے تخاصم انگیز شعور کو بھی عالمِ اسباب کی مادی طاقتوں کے مقابلہ وارانہ کا پورا پورا سہارا میسر ہے۔ انسانی عقیدت کو اس یقین کا زور پہنچانا کہ انسانی دھڑے بندی کے مصنوعی اسباب اب تباہی کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں حق تعالیٰ ہی کی امن آفرین رُوح کے تمام شکن انداز کی ذمہ داری ہے

اس دورِ آزادی کے موجودہ دور میں دھڑے بازی کی موجودہ صورت بھی وہی ہے جو [illegible] ملت کے پہلے دور میں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طلسمِ سامری کے [illegible] فتنہ کی انگیخت سے [illegible] بچھڑا خطِ ظلمت کی راہ پر سلیمانی منزل کے بعد داؤدی سطح سے نیچے اتر کر مذہبی [illegible] سے پیدا ہوئی جب کہ ہوا و ہوس کی شدت نے ملت کو زندگی کی تمام انفرادی سطح پر [illegible] عملی نہج سے ہٹ کر سیاسی شعور کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا تھا اور سیاسی شعور کی [illegible] اور غیر ملّی کی شعوری تمیز ختم ہو چکی تھی۔ دھڑے بندی کے حالات کی ان دونوں صورتوں [illegible] کی ملّی اور غیر ملّی جانب ہوا و ہوس کی افتراق انگیز شدت کے مقابلہ [illegible] جیسے کہ وہ آج بھی زندگی کی ہر سطح پر نمایاں ہو چکی ہے حیاتِ انسانی کی [illegible] کرنے کی خاطر حق تعالیٰ کی انقلابی حاکمیت نے ولایتِ خضر کی [illegible] سطح پر [illegible] ذوالقرنین کا منصب [illegible] تھا اور موجودہ حالات کی [illegible] صورت میں بھی [illegible] کے لئے کسی ذوالقرنین ثانی کی ضرورت در پیش ہے

دوسری فصل

(نشاۃ ثانیہ)

ارتقائے حیات کے روحانی انداز میں تعمیرِ دین و ملت کا جدید ابھار

حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر پر دین و ملت کی تعمیر اب دوسری مرتبہ آغاز پذیر ہو چکی ہے اور ملت کے اوپر اٹھنے کی اب بھی وہی راہ ہے جس پر چل کر پہلی دفعہ اُس کی تخلیق مکمل ہوئی ہبوطِ آدم کی سطح سے اوپر اٹھ کر اسلامی وحدت کی عالم افروز سطح پر پہنچنے تک شیطان نے اپنی عیاری کے جتنے بھی گمراہ کن ہتھیار استعمال کئے اور جو اُس نے حیاتِ انسانی کی مذہبی سیاسی اور اقتصادی سطح پر اب بھی سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں تعمیرِ دین و ملت کے جدید ابھار کی راہ میں استعمال کرنے کی خاطر سب کے سب نکال لیئے ہیں اور ہوا و ہوس کی سطح پر اُن کو استعمال کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ اُن کل ہتھیاروں میں اُس کا سب سے پہلا۔ سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ہتھیار وہ ہے جس سے وہ انسانی فہم و فراست کو مذہبی عقیدت کی سطح سے گراتا اور معبودِ حقیقی سے انسان کے عبودیتی رشتہ کو منقطع کرتا ہے۔ اُس نے اپنے اُس عبودیت شکن ہتھیار کا عیارانہ استعمال انسانی سوچ بچار کی علمیت و قابلیت کی سطح پر زور و شور سے شروع کر رکھا ہے۔ جب اُس فہم شکن ہتھیار کا استعمال کارگر ہو جاتا ہے تو باقی ہتھیاروں کی کامیابی آسان اور یقینی ہو جاتی ہے

شیطان کی عیارانہ اور گمراہ کن طاقتوں کے خلاف حق تعالے کی انقلابی روح نے بھی نبوت کی وہ کل صورتیں جو پہلی دفعہ تعمیرِ دین و ملت کی راہ پر استعمال ہوئیں اور اب بھی شانِ نبوت کے محمدی جلال کی سطح پر زندہ اور قرآن پاک کی امری حقیقت کے باطل شکن اثر اور ملت کے اعتقادی رسوخ کی امری حکمت پذیری کے روحانی انداز میں صحیح و سالم موجود ہیں تعمیرِ دین و ملت کے جدید ابھار کی راہ پر شیطان کی عیارانہ طاقتوں کو مٹانے اور حیاتِ انسانی کی مذہبی سطح پر اسلام کی حقیقی شان کا نفاذ عمل میں لانے کی خاطر اپنے موزوں اور مناسب وقت پر استعمال میں لانا شروع کر

Marfat.com

دی ہیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر موسےٰ علیہ السلام کی بعثت تک جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے اُن سب کا کام حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے رُوحانی انداز کی ملت افروز شان میں سرانجام دے چکی ہے اور جو باقی ہیں اُن کا کام سرانجام لے رہی ہے

امن و آزادی کے موجودہ مرحلہ پر تعمیر دین و ملت کے اصولی اُبھار کی پہلی اور دوسری انگیخت میں عملی مشابہت

حیاتِ انسانی کی مجلسی تعمیر اور امن عالم کی روحانی تخلیق کے قدیم ابھارات اگر تعمیر دین و ملت کی جدید انگیخت کا مقابلہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آزادیٔ ملت کا بدیاں ابھار آدمؑ، نوحؑ اور ابراہیم علیہم السلام کی منزلوں سے گذر کر اب موسےٰ علیہ السلام کے دور میں پہنچ چکا ہے جس میں فرعونی ملوکیت کے غضب آفرین آلات کند ہو کر فنی استعمار کی ظالمانہ سلطنت سے بے بہرہ ہو رہے ہیں۔ دنیا کی بعض قومیں تو جبر و استبداد کے فرعونی پنجہ سے آزاد ہو چکی ہیں اور جو باقی ہیں وہ آزادی کی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ حق تعالےٰ کی انقلابی انگیخت کے موسوی اثر کا غضب شکن سیلاب فرعونی استعمار ملوکیت کی متعفن لاش کو حقوقِ آزادی کی صلح مندانہ تسلیم کے [illegible] ساحل پر پھینک چکنے کے بعد اب شیطانی عیاری کے مکر آفرین خس و خاشاک کو امن عالم کی [illegible] سطح سے بہا لے جانے کی خاطر عالم گیر [illegible] کی [illegible] حیثیت اختیار کر چکا ہے [illegible] عالمی سطح پر حیاتِ انسانی کے اجتماعی نفس کو [illegible] کی خاطر [illegible] عالمی مشاورت کے حقیقی انداز کی سطح پر آ [illegible] سے [illegible] اب اُن کی مشاورتی حیثیت کا امن آفرین ابھار تعمیر حیات کی اس سطح پر [illegible] ہے جہاں [illegible] کی جانب پر نورِ عقل کی ابھری روشنی حکمت کو جنم دیتی ہے اور [illegible] کی جانب پر عیاری کا ابھار خود غرضی میں سیاسی انگیخت پیدا کر دیتا ہے اور اگر [illegible] غالب حیثیت اختیار کرے تو [illegible] کو خود غرضی میں [illegible] بازی کو ابھار دیتا ہے اور [illegible] بازی کی [illegible] مغلوب اور مجبور جانب پر حکمت کا [illegible] ابھار [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] حق تعالےٰ

کی انقلابی رُوح ہوا و ہوس کی طلسمی ساخت کے نظریاتی عمل کو توڑنے کی خاطر غضب کی باطل شکن صورت میں نزول فرما ہوجایا کرتی ہے

حیاتِ انسانی کی سطح پر اب فرعونی ملوکیت کا شکست خوردہ اثر و رسوخ تو واپس نہیں آسکتا لیکن تعمیرِ امن کی راہ پر ہوا و ہوس کی شیطان پرور عیاری نے زندگی کی عالمی، قومی اور قبیلوی سطح کو دھڑے بازی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دھڑے بازی کو فرو کرنے کی خاطر حق تعالیٰ کی انقلابی رُوح کے غضب کا نزول بھی لازمی ہو چکا ہے۔ جن قوموں میں دھڑے بازی کی شدت انتہا کو پہنچ چکی تھی اُن میں تو حق تعالیٰ کے غضب کا نزول کارفرما بھی ہو چکا ہے۔ اور جہاں آئندہ وہ حالت پیدا ہوگی وہاں غضب بھی لازمی طور پر نازل ہوگا۔ جب کسی ایک جگہ پر بھی حق تعالیٰ کے اُس فساد شکن غضب نے خلوص و وفا کے صلح آفرین شعور میں زور پیدا کرتے ہوئے امن و اطمینان کا نفاذ عمل پذیر بنا دیا تو کل دنیا اس سے متاثر ہوگی اور دھڑے بازی حیاتِ انسانی کی ہر سطح سے فرو ہونا شروع کر دے گی۔ ہر گھرانہ اور ہر قبیلہ۔ ہر گاؤں اور ہر علاقہ۔ ہر محلہ اور ہر شہر اور ہر قوم اور ہر ملک دھڑے بازی میں مبتلا ہے جس سے عالمی گروپ بندی میں بھی زور پیدا ہوتا ہے دھڑے بازی کی ہر سطح پر خود غرضی نے معاشرہ کو دو دھڑوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ وہ دو دھڑے شیطان کے دو قرن ہیں جن کے درمیان شمسِ خصومت کا طلوع عمل میں آتا ہے۔ اُن ہر دو قرن کے بالمقابل اُن دھڑوں کے اندر ہی صلح و یک جہتی کے دو امن پسند قرن دھڑے بازی سے خلاصی حاصل کرنے کی خاطر ذوالقرنین کی امری انگیخت کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہیں

جس رہنما کی دیانت دارانہ رہنمائی۔ جس قائد کی مخلصانہ قیادت اور جس حکمران کی صلح آفرین حکمتِ عملی حق تعالیٰ کی انقلاب آفرین حکمت کے امری شعور کی روشنی میں امن و اتحاد کے دو ہم مقصد قرنوں کو آپس میں اکٹھا کرتے ہوئے اُن کی متحد امداد و حمایت سے دھڑے بندی کو ختم کر دے اور امن و آزادی کو ہوا و ہوس کی فساد انگیز طاقتوں کے اندرونی اور بیرونی خطرہ سے محفوظ بنا دے اصولی طور پر وہی ذوالقرنین ہے۔ آج حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح پر ذوالقرنین کی وہی اصولی ضرورت درپیش ہے جو ارتقائے حیات کی راہ پر ایک دفعہ تعمیرِ دین و ملت کے دوران میں انقلاب حیات کے اصولی چکر کے دائیں قطر پر اور دوسری دفعہ انحطاطِ ملت کے دوران میں اُس چکر کے

ہائیں قطر پر پیش آچکی ہے۔ ممالک ملیہ میں سے کسی بھی ملک کی موجودہ حکومت یا حکمران جس نے حق تعالے کے افتراق شکن غضب کا سہارا لیتے ہوئے دھڑے بازی کی شرارت کو فرو کر دیا ہو اگر دھڑے بازی سے تنگ آتے ہوئے امن پسندوں کی حقیقی فریاد کے اصولی مفہوم کو سمجھتے ہوئے تخلیقِ صلح کی عملی جدوجہد کا پختہ ارادہ کرلے تو حق تعالے کی انقلابی رُوح نے ذوالقرنین کی امن آفرین ترکیب کا اصولی راستہ اُس کے لئے امری طور پر صاف کر دیا ہے۔ اور یہ امر امکان سے باہر نہیں کہ موجودہ حالات میں کوئی نہ کوئی اسلامی حکومت اُس ترکیب پر عمل پذیر ہوکر امنِ عالم کے حق میں ذوالقرنین ثابت ہو

روایتی ذوالقرنین کے متعلّق تاریخی اور قرآنی تحقیق

قدیم روایات :- ذوالقرنین کے متعلق دنیا میں مختلف قصے اور کہانیاں مشہور ہیں۔ اُن روایتی داستانوں اور قدیم افسانوں میں ذوالقرنین کو ایک ذی حشم اور طاقتور بادشاہ مانا گیا ہے جس نے امن قائم کرنے کی خاطر کل دنیا کا سفر کیا۔ سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر بھی گیا اور اس کے طلوع ہونے کے مقام پر بھی پہنچا۔ اُس نے امن و آزادی کو یاجوج و ماجوج کے امن کُش حملوں سے محفوظ بنانے کی خاطر اُن کے راستہ میں ایک آہنی دیوار تعمیر کی۔ اُن کہانیوں میں یاجوج و ماجوج کو عجیب الخلقت نوعیت کے وحشیوں کی ایک ظالم قوم اور خونخوار مخلوق بیان کیا گیا ہے۔

روایتی داستانوں کے اس امن آفرین ہیرو کے متعلق مورخین کی تحقیق بھی مختلف ہے۔ کسی کے خیال میں وہ چین کا ایک بادشاہ تھا جس نے چین کی دیوار تعمیر کرکے اپنے ملک کو منگولیا اور منچوریا کے حملہ آور قبائل سے محفوظ و مامون بنایا۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ وہ سکندر یونانی تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ایران کا فرمانروا دارائے اوّل تھا اور انگلستان میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ذوالقرنین وہاں کا ایک بہادر بادشاہ تھا جس نے اپنے ملک کو اینگلوسیکسن حملوں سے محفوظ بنایا۔ علےٰ ہٰذالقیاس کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ بنایا

تاریخی تحقیق :- عوامی مسلمات کے روایتی انداز کی مذہبی سطح پر ذوالقرنین کی دل پذیر اہمیت ہمیشہ سے موجود اور اعتقادی حیثیت سے عام مسلمانوں پر برقرار چلی آتی ہے لیکن اُن روایتی حیثیتوں کے مذہبی مسلمات اور حضرت انبیاء کے اصل مفہوم کی لفظی یا معنوی تحریف کے

جو کسی بھی قوم میں زوال کی آخری منزل پر ہوا ہو ں کے جمل آفریں اثر میں عمل پذیر ہو جایا کرتی ہے ذوالقرنین کی اصل حقیقت سے بے خبری کا پیدا ہو جانا قدرتی امر تھا۔ تاہم اصولِ معنویت کی سطح سے گرے ہوئے روایات کی اعتقادی سطح پر ذوالقرنین کا نام اپنی امری اہمیت کے معنوی اطوار سے محروم نہیں ہوا جو امن قائم کرنے کے اصولی انداز کی آئینی پابندی سے اُس کو حاصل ہو چکی ہے

مورخین نے ذوالقرنین کے تاریخی نام کو کسی خاص بادشاہ کے لئے مختص اور منسوب سمجھتے ہوئے مکان و زمان کے تاریک عرصہ میں ازمنۂ ماضیہ کے گمنام گوشوں اور گم گشتہ لمحوں کی گہری تلاش عمل میں لانے کے لئے اپنی فکری مشقتوں کا بہت بڑا حصہ صرف کیا ہے جس سے اُن کو ذوالقرنین کی شخصیت کا تاریخی کھوج لگانا مقصود تھا۔ ذوالقرنین کے متعلق انہوں نے اپنی موجودہ رائے پر جو انہوں نے کسی بھی شکل میں قائم کر رکھی ہے آثارِ قدیمہ کی ظنی شہادت کے حصول کی خاطر بہت بڑی محنت سے کام لیا ہے اور تاریخی تحقیق کی جانب پر اُن کی فکری مشقتیں قابلِ داد و ستایش بھی ہیں۔ اُن میں سے کسی کی رائے کو رد کرنا بھی صداقت کے کسی اصولی نشانہ کی تائید کا موجب نہیں بنتا کیونکہ جن شخصیتوں کے متعلق انہوں نے ذوالقرنین ہونے کا گمان ظاہر کیا ہے آثارِ قدیمہ کی ظنون گوزباں میں اُن سب کے امن آفریں انہماک کی عملی اہمیت پر یکساں درجہ کی شہادت ملتی ہے

عین ممکن ہے کہ فغفورِ چین۔ ایران کا فرمانروا دارائے اوّل۔ سکندر رومی۔ کنگ آرتھر اور بعض دیگر کئی ایسے بادشاہ اور حکمران جن کے متعلق مورخین نے ذوالقرنین ہونے کا خیال قائم کیا ہے سچ مچ ایسے ہی اوصاف کے مالک ہوں جو اصولی طور پر ذوالقرنین میں ہونے ضروری ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے وقت میں امنِ عالم کی بہتری کے لئے زندگی کی قومی یا عالمی سطح پر کوئی نہ کوئی بڑا انقلابی کارنامہ بھی سرانجام دیا ہو۔ تاریخی نقطۂ خیال سے کسی بھی مورخ کی تحقیق کو غلط قرار دینا کسی طرح بھی جائز نہیں اور اگر اُن کی تحقیق کو صحیح مان لیا جائے تو پھر دنیا کے ہر ایسے حکمران کو جس نے فساد اور بدامنی کے بعض مخصوص حالات کی اضطراب انگیز صورت میں انقلابی حیثیت کا کوئی امن آفریں کارنامہ سرانجام دیا ہو اصولی طور پر ذوالقرنین کہنا بالکل بجا ہوگا۔ اس اصول کی روشنی میں ذوالقرنین کے اصولی وجود اور اس کے مؤقت کردار کی وصفی حیثیت کو معرضِ شناخت میں لانے کے لئے صحیح ترین کوشش یہ ہوگی کہ قرآن پاک کے مقدس ارشادات پر غور و تدبر عمل میں لایا جائے۔ قرآن پاک میں ذوالقرنین کا ذکر ارشاد فرمایا گیا

Marfat.com

ہے اور اُس کے عملی پروگرام کی تشخّص پذیر ترکیب پر اصولی وضاحت کی روشنی بھی ڈالی گئی ہے۔ ذکر ذی القرنین کے اصولی مفہوم کی تحقیق عمل میں لانے کی خاطر محققینِ قرآن نے کافی محنت کی ہے اور اس ضمن میں اُن سب کا ملّت نواز اجتہاد قابلِ صد تشکر ہے جس نے ذوالقرنین کے روایتی مفہوم کی جمود پذیر حیثیت کو توڑ کر اُس کے اصلی مفہوم کو معرضِ شناخت میں لانے کی تحقیق آفرین راہیں کھول دی ہیں۔

قرآنی تحقیق: قرآن پاک کے مقدس ارشادات کی معنوی بلندیوں میں رسائی حاصل کرنے کے لئے فکرِ انسانی کے مذہبی شعور کا قرآن پاک کی حق افروز فصاحت کے امری انداز کی سطح پر پہنچنا ضروری ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جن دلوں اور دماغوں کے فکری ادراک کی مذہبی استعداد مذہب کے اختلاف انگیز مفہوم کی موجودہ صورت کو مسلمات کی اعتقادی سطح پر مستقل بنانے کا موجب بنی وہ قرآن پاک کی فصیح بیانی کے معنوی انداز کی امری سطح پر پہنچ سکے ہوں۔ مذہبی تفرقہ کی گذشتہ کارگذاریوں اور اُن کے موجودہ نتائج پر غور کرنے سے یہ تسلیم کر لینا ناممکن ہو جاتا ہے کہ اُن دلوں اور دماغوں کی مذہبی قابلیت خلوص و وفا کی وحدت افروز عظمت سے صحیح معنوں میں منور تھی۔ تاہم قرآن پاک سے اُن کا شوق و شغف مسلّمہ اور قابلِ ستائش ہے۔ اُن میں سے اکثر نے قرآن پاک کے مقدس ارشادات کو صحفِ انبیاء کے بیانات کی روایتی توضیح کا ہم معنی اور مؤید قرار دے دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کے نزول سے پیشتر صحفِ انبیاء کے ہدایت افروز فرمودات کا اصلی مفہوم اپنی معنوی حیثیت کی بلندی سے گر کر ہوا و ہوس کے جہل پذیر انداز میں قصے کہانیوں کی صورت اختیار کر چکا تھا اور پھر اُن روایتی داستانوں اور قصے کہانیوں کو جہالت پذیر دلوں اور توہم انگیز دماغوں کی عقیدت مندی سے عقیدت کی مخلوق سطح پر طریقِ ہدایت کے تواتر کی صورت میں پہنچا دیا گیا۔ قرآن پاک نے اُن کو مسخ شدہ انداز کی جہل پذیر سطح سے اوپر اٹھاتے ہوئے اُن کے اصولی مفہوم کی معنوی عظمت پر پہنچا دیا گیا تھا۔ ذوالقرنین کے متعلق بھی صحفِ انبیاء کے آسمانی ارشادات کا اصلی مفہوم معنویت کی امری سطح سے گر جانے کے بعد عوام کے جہالت زدہ دلوں اور توہم پذیر دماغوں میں روایتی حیثیت اختیار کرتے ہوئے محض افسانہ بن کر رہ گیا تھا۔ قرآن پاک نے ذکر ذی القرنین کی معنوی حقیقت کو حق نمائی کے امری ارشادات کی لفظی پوشاک سے مزین بنا کر اصولِ بیانی کی امری فصاحت کے دامن میں اٹھا لیا تھا لیکن انحطاطِ ملت کی راہ پر وہ حقیقت فکرِ انسانی کے جہل پذیر ادراک کی پست سطح سے اوپر نہ اٹھ سکی اور

Marfat.com

ذکرِ ذوالقرنین کا اصل مفہوم افسانہ کی پھر وہی صورت اختیار کر گیا جو نزول قرآن سے پیشتر تھی
مفکرینِ ملّت میں سب سے بڑی اہمیت قرآن پاک میں تحقیقی غور و فکر کرنے والوں کو حاصل ہے
لیکن محققینِ قرآن نے بھی ذکرِ ذوالقرنین پر غور و تدبر کرتے وقت انہی روایتی قصے کہانیوں کا سہارا لیا ہے
جن پر تاریخی تحقیق کی بنیاد استوار کی گئی تھی۔ انہوں نے تحقیقِ قرآن کے فکری انداز کو اس ضمن میں تاریخی
تحقیق کے ظنی نتائج کی سطح پر ہموار کر دیا ہے۔ قرآن پاک کے مقدس ارشادات پر غور و تدبر کرتے وقت
بہتر تو یہ ہوتا ہے کہ قوائے فکر کے ادراکی شعور کو زیادہ سے زیادہ مدد بہم پہنچانے کی خاطر حیاتِ
انسانی کے فطری اصولوں کی امری روشنی سے کام لیا جائے۔ اگر مفکرینِ ملّت اپنے تحقیقی شعور کو
نورِ عقل کی امری روشنی سے منوّر بناتے ہوئے جو ہوا و ہوس کی اضطراب انگیز چپقلشوں کے ملّی اور
غیر ملّی انداز اور اس کے قومی اور بین الاقوامی رسوخ کی حق سوز کیفیت کے مقابلہ میں خلوص و وفا کے ملّی
انداز کی حق پذیر سطح پر نزول فرما ہوتی ہے مذاہب سے متعلق ان روائتی داستانوں اور تاریخی افسانوں کی
قرآنی حقیقت پر غور و تدبر عمل میں لائیں جن میں ذوالقرنین کا قصہ بھی شامل ہے تو ان سب کا اصل
مفہوم وضاحت پذیر ہو کر صورتِ حالات کی موجودہ تاریکی میں چراغِ ہدایت ثابت ہو سکتا ہے۔
حیاتِ انسانی کی اونچی نیچی ہر سطح پر دھڑے بازی کی موجودہ صورت کا یہ امری تقاضا ہے کہ ذکرِ ذوالقرنین
کے قرآنی مفہوم کو ملّت کی مذہبی سوچ بچار کے پریشان ادراک کی موجودہ سطح پر وارد کیا جائے۔ جہاں حالات
کی موجودہ صورت نے اس کی صلح آفرین مقبولیت کے لئے دانش و فراست کی تفہیمی قابلیتوں کو حق یابی کی امری
موزونیت سے بہرہ ور بنا رکھا ہے۔ جب ذوالقرنین کا اصولی کردار ملّت کے عملی عزائم کی سطح پر عملی طور
پر ترکیب پذیر ہو جائے گا تو مختلف قسم کے وہ کل خیالات اور مختلف حیثیت کی وہ کل رائیں جو ذوالقرنین
کے متعلق مذہبی عقیدت کی بنا پر گھڑی یا تاریخی تحقیق کی سطح پر قرار پذیر ہوتی ہیں ذکرِ ذوالقرنین کے قرآنی
مفہوم کی عملی صداقت پر یک زبان ہو کر شہادت دیں گی کیونکہ روایات کی مذہبی اور تاریخی ہر حیثیت میں
ذوالقرنین کی امن آفرین اہمیت کے موقوف شخص کو یکساں طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

ذوالقرنین کے اصولی کردار کی عملی ادائیگی موقت طور پر ملّت کا مذہبی فریضہ ہے

حق تعالیٰ کی انقلابی روح کا عالم افروز شعور شرافت انسانی کی اخلاقی طاقتوں میں عمل کا ابھار

Marfat.com

بھی پیدا کرتا ہے اور اُن کو نورِ حکمت کی امری روشنی سے منوّر بھی بناتا ہے۔ ہوا و ہوس کی سطح پر خود غرضی اور اقتدار پرستی انسانی معاشرہ کے تخاصم پذیر انداز میں جس قدر شدت پیدا کرتی ہے خلوص و وفا کی سطح پر اسی قدر اوہام و ظنون کا اندھیرا کم ہوتا اور حکمت کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور ہوا و ہوس کی سطح پر معاشرہ کا تخاصم جب اپنی شدت کے عیارانہ کمال پر پہنچ جاتا ہے تو خلوص و وفا کی سطح پر حکمت کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے اور اگر اس سطح پر مذہبی عقیدت اوہام و ظنون کی ظلمت سے کُلی نجات حاصل کرے تو اس کا نورِ حکمت کی امری روشنی میں مذہب کی حقیقی سطح پر بلند ہو جانا فطرتی ہوتا ہے۔ حیاتِ انسانی کی ہر اونچی اور نیچی سطح پر ہوا و ہوس کے تخاصم انگیز انداز نے دھڑے بازی کی شدت کو عیاری کے اُس درجہ پر پہنچا دیا ہے جہاں اُس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی حکمت پذیری مذہبی عقیدت کو اوہام و ظنون کی قید سے کُلی چھٹکارا دلا دیتی ہے۔ لہٰذا خلوص و وفا کی ملّی سطح پر اُس کی اوہام کُش حکمت پذیری نے اہلِ تفہیم کے اس اعتقاد میں یقین کا صحیح زور پیدا کر دیا ہے کہ کسی بھی دل و دماغ کے ادراکی شعور کو مشعلِ قرآن سے مستنیر و مستفیض ہونے کے لئے فکری مشقت کی زیادہ ضرورت نہیں رہی جبکہ قرآن پاک کا اصل مفہوم حق تعالےٰ کی امری حکمت کے عقیدت افروز سہارے پر خود ہی ایسے دلوں اور دماغوں کی تلاش میں ادراک رَس حیثیت اختیار کر چکا ہے جن کی فطری استعداد ہوا و ہوس کی دانش سوز اور فراست کُش آلودگیوں سے پاک ہو چکی ہو۔ اور ملّی عقیدت کی یقین پذیر سطح پر یہ حقیقت بھی واضح ہو چکی ہے کہ زندگی کی ہر سطح پر دھڑے بازی کو ختم کرنے اور امن و صلح کے عالمی انداز کو بحالی اور برقراری بخشنے کی خاطر ذوالقرنین کے اصولی کردار کی عملی ادائیگی کا موقت فرض بھی ملّت کے سر پر عاید ہوتا ہے جب کہ قرآن پاک کی حیات افروز مشعل جو مذاہبِ عالم کو ہوا و ہوس کی افتراق انگیز تاریکیوں سے نکال کر خلوص و وفا کی وحدت افروز روشنی میں پہنچانے کی ذمہ دار ہے ملّت ہی کے دائیں ہاتھ میں ہے

تعمیرِ دین و ملت کے پہلے وقتوں میں نسل انسانی کے مختلف قبیلوں اور مختلف قوموں نے ارتقائے حیات کے روحانی انداز کی راہ پر انقلابِ زیست کے اصولی چکر پر کئی کئی گردشیں پوری کیں جو اس چکر کے عالمی انداز کی دائیں طرف مختلف وقتوں اور مختلف موقعوں پر مختلف انبیاء کی آسمانی قیادت میں عمل پذیر ہوئیں۔ حیاتِ انسانی کے عالمی چکر کی دائیں جانب پر وہ قومی اور قبیلوی چکر ہوتے تھے جن کی گردش کا عملی انداز تو چھوٹا ہوتا تھا لیکن ان سب کا اصولی انداز آئینی طور پر وہی ہوتا تھا جو عالمی چکر کا

Marfat.com

ہے اور اب بھی وہ کل گردشیں آئین انقلاب کی ایک ہی اصولی راہ پر عمل پذیر ہوتی ہیں کیونکہ نفس انسانی کی انفرادی . قبیلوی . قومی اور عالمی حیثیت کے لئے تزکیہ اور طہارت کا ایک ہی اصولی طریق امری طور پر مختص ہے . جب نفس انسانی کی کوئی بھی صورت جہل و شر (نفس امارہ) کی حالت سے بلند ہو کر خلوص و وفا کے پہلے دور (نفسِ لوامہ) سے اوپر خلوص و وفا کے دوسرے دور (نفس ملہمہ) کے احوال میں داخل ہو جاتی ہے تو ہر صورت میں اس کی فکری قوتیں الہامی حکمت کی ایک ہی روشنی سے منور کی جاتی ہیں . جب کوئی بھی فرد یا کوئی بھی قبیلہ اور کوئی بھی قوم یا کوئی بھی معاشرہ انقلابِ زیست کے دائیں قطر پر خلوص و وفا کے اثر میں تزکیہ نفس کے امری طریق پر طہارتِ زیست کا قصد عمل میں لاتا ہے تو نفسِ ملہمہ کی الہام پذیر منزل پر پہنچ کر نورِ عقل کی آسمانی روشنی اُن سب میں ایک ہی مذہبی حقیقت کو درخشاں بناتی ہے . جو اُن کو خیر و برکت کی اطمینان بخش سطح پر پہنچاتا ہے . دنیا میں جتنی بھی کتابیں الہامی مانی جاتی ہیں وہ سب کی سب نورِ عقل کی ایک ہی الہامی روشنی میں نوشت پذیر ہوئی تھیں . اُن سب میں انسانی ہدایت کے لئے حق تعالے کی ایک ہی تعلیم تھی . لیکن جونہی اُن کے ماننے والا مذہبی معاشرہ امن و اطمینان کی بلند سطح سے گر کر ہوا و ہوس کے گمراہ کن دَور میں داخل ہوا اُن کے مذہب اور اُن کی مذہبی کتابوں کا وہی حال ہوا جو ہونا چاہیئے تھا . اور پھر جب انقلابِ زیست کے عالمی چکر پر حیات انسانی کا اجتماعی نفس جس میں ملتِ ابراہیمیؑ کو قلب کی حیثیت حاصل تھی . اس چکر کے دائیں قطر پر نفس ملہمہ کی حیثیت (خلوص و وفا کے دوسرے دَور) میں پہنچ گیا تو خلوص و وفا کی جانب پر حق تعالے کی الہامی روشنی نے اُن کل مذاہب کو از سرِ نو درخشاں بنانا شروع کر دیا . ملتِ ابراہیمیؑ کو اُن کل مذاہب میں مرکزی اور حیات انسانی کے اجتماعی نفس میں قلب کی حیثیت حاصل تھی جس کو ولایت محمدیہ کی رُشد آموز فیض رسانی کے روحانی انداز نے الہام پذیری کی امری مذونیت سے پہلے ہی بہرہ ور بنا رکھا تھا اس لئے حق تعالے کی الہامی روشنی کا نزول ملت کے دائیں جانب پر قرآن پاک کی صورت میں مکمل ہو گیا . قرآن پاک نے کل مذاہب کو زندہ کیا اور ان کے سچے پیروؤں کو خیر و برکت کی اطمینان بخش سطح پر پہنچا دیا جہاں وہ اپنے حقیقی مذہب کی کھوئی ہوئی دولت سے جو ہوا و ہوس کے چور دل اور جہل و شر کے ڈاکوؤں نے اُن سے چھین لی تھی دوبارہ مالا مال ہو گئے .
لیکن خیر و برکت کی بلند سطح سے جب ملت خود ہی گر گئی تو ہوا و ہوس کے رہزنوں نے حیات انسانی کو مذہبی صداقت کی بے بہا دولت سے پھر محروم کر دیا اور آج انقلاب حیات کا عالمی چکر پورا ہو جانے

Marfat.com

کے بعد خلوص و وفا کی جانب سے دنیا کی کل قومیں ہواد ہوس کے اُن رہزنوں کی شکایت لے کر پھر ملت کے دروازہ پر پہنچ چکی ہیں جن کی شکایت کو سننا اور اُن کی مذہبی دولت کا صداقت آفرین حق اُن کو واپس دلانا آج بھی ملت ہی کی ذمہ داری ہے جب کہ مشعلِ قرآن کی بہرہ وری کا فخر آج بھی ملت ہی کے توحید افروز طاق کو حاصل ہے

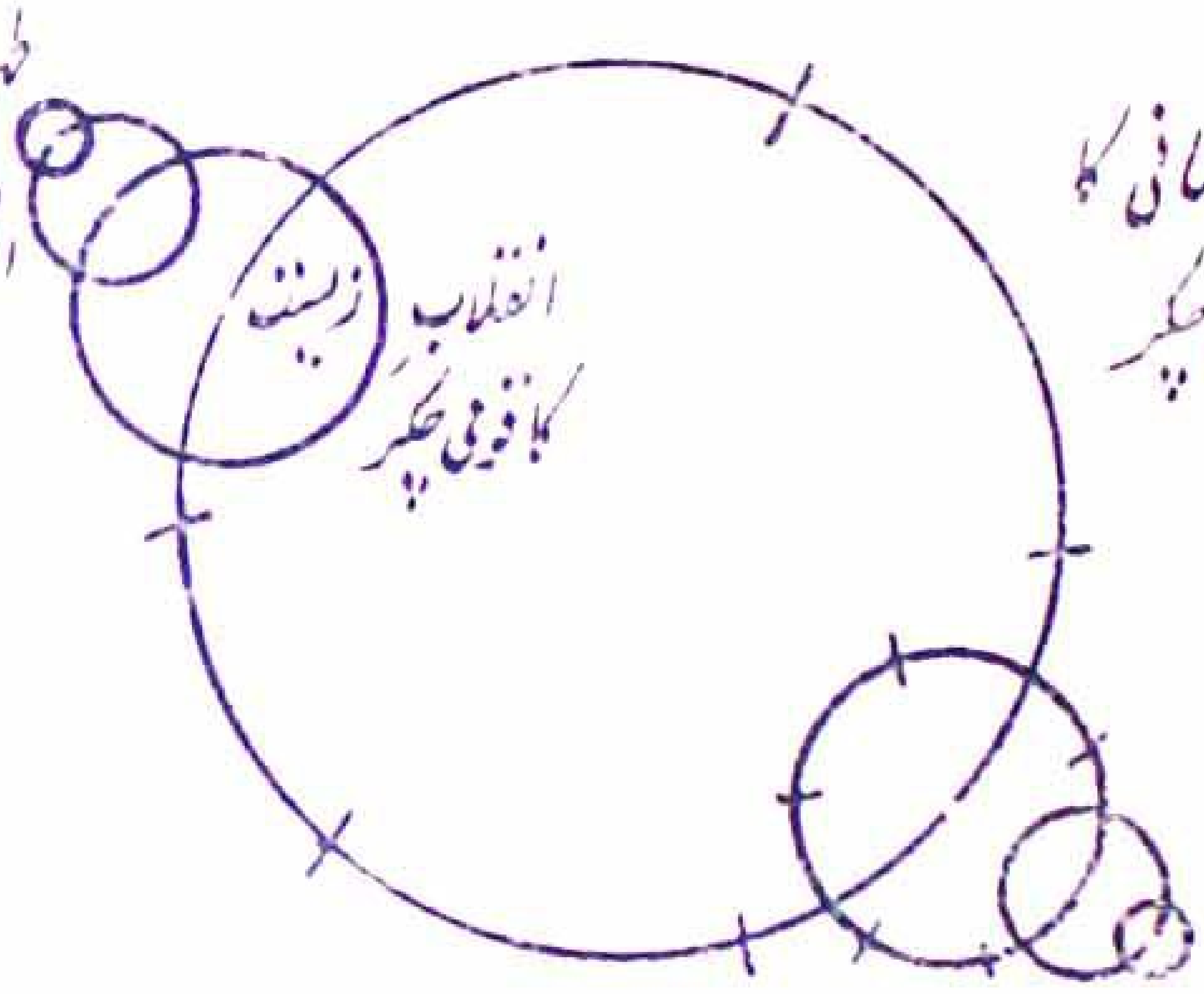

۱۔ حیات انسانی کا عالمی چکر

۲ ۔ ۔ ۔ قومی چکر

۳ ۔۔ ۔۔ ۔۔ خاندانی چکر

۴ طہارت نفس کا انفرادی چکر

Marfat.com

تیسری فصل

انقلابِ زیست کے عالمی چکر پر ملّت کو حق تعالے کی قرآن آموز حکمت کا دائمی سہارا

حیاتِ انسانی کی مذہبی، سیاسی اور اقتصادی سطح سے ہوا و ہوس کی زیست کُش ضربیں جب خلوص و وفا کی سطح پر ملّت کے حق پرست طبقہ کی فکری استعداد میں حق کوشی کا متحد اُبھار پیدا کر دیتی ہیں تو اُس کے ادراک کی اخلاقی قابلیت میں طہارت پیدا ہونے لگ جاتی ہے اور جب وہ طہارت تکمیل کو پہنچ جاتی ہے تو حق تعالے کی امری حکمت اس قابلیت کو قرآن پاک کے اصل مفہوم کی ادراک افروز فضاؤں میں پہنچا دیتی ہے جن میں قرآن پاک کی امری حقیقت کا شناخت میں آ جانا آسان ہو جاتا ہے

شانِ امامت کی قرآن افروزی اور قصدِ ولایت کی عرفان آموزی

انحطاطِ ملّت کے پہلے دَور میں جب شانِ امامت صدق و صفا کی تقدس افروز مسندِ نبوت کی ملت نواز نیابت کا صحیح حق ادا کرنے کے لئے شہودِ زیست کی ملّی سطح پر ابھی موجود تھی تو ملت کے حق پرست طبقہ کو قرآن پاک کے امری شعور کی روشنی شانِ امامت کے حق رسا تقرب سے وصول ہوتی تھی۔ لیکن دوسرے دَور میں جب زیستِ ملّت کا مذہبی شعور تفریق کی مستقل حیثیت اور مذہبی افتراق کی فکر سوز انگیخت میں بُری طرح مبتلا ہو گیا اور امامت قرآن پاک کی عرفانی حقیقت کا راز مذہب کے افتراق پذیر شعور کی سطح سے اُوپر حکمتِ دین کے سیاسی اخلاق کی سطح پر اسرارِ ولایت کی مصلحت کوش پنہائی میں اپنے رُوحانی مقربین کے سپرد کرتے ہوئے غیوبِ حیات کے امر پناہ اسرار کی حقانی فضاؤں میں بلند ہو گئی تو خلوص و وفا کی ملّی سطح پر حق پرست، حق کوش اور حق شناس طبقہ کے دلوں اور دماغوں میں قرآن پاک کی مکنون پرور حکمت کا عرفانی سہارا قصدِ ولایت کی رُوحانی دستگیری سے میسّر آنے لگ گیا تھا جس نے انحطاطِ ملّت کے سیاسی شعور میں دینی حکمت

Marfat.com

کا روحانی زور بہم پہنچایا۔ اور پھر جب حیات انسانی کا ملی شعور انحطاط کے دوسرے دور سے گذر کر تیسرے دور میں داخل ہونے لگ گیا تو اس دور میں جہل و شر کے اثر نے ملت کے سیاسی شعور کو بھی افتراق میں مبتلا کر دیا اور ولایت کا برکت آفریں وجود بھی شہود زیست کی شر پذیر سطح سے اوپر اُٹھنے اور ہوا و ہوس کی وحدت آشوب نظروں سے اوجھل ہونے لگ گیا۔ یہاں تک کہ جب خلوص و وفا کا ملی محاذ سیاسی شعور کی دینی حکمت کے روحانی سہارے سے کلی طور پر محروم ہو گیا تو حیات انسانی کا عالمی انداز ہوا و ہوس کے غیر ملی شعور کی غاصبانہ گرفت میں مبتلا ہو گیا۔ ملت کا سیاسی وقار و رسوخ جواب دینی حکمت کے روحانی سہارا سے محروم ہو چکا تھا اس گرفت کا سب سے زیادہ ضروری اور پسندیدہ شکار اور ہوا و ہوس کی فرعونی طاقتوں کے غضب آفریں ترکشوں کا اہم ترین نشانہ تھا جس پر غیر ملی طاقتوں کی سیاسی عیاری سے ملت شکن تیر چاروں طرف سے برسنے شروع ہو گئے اور ملت کا عالمی رسوخ ہر پہلو سے ٹلنا شروع ہو گیا تھا

ملت کی قدیم شوکت کا خاتمہ اور قصرِ ولایت میں قرآن آموزی کی جدید انگیخت

ملت کا عالمی وقار آہستہ آہستہ جب کل دنیا سے ختم ہو گیا اور [illegible] رہ گیا تو خلوص و وفا کے ملی محاذ کو سیاسی حکمت کے روحانی انداز سے خالی پا [illegible] کا مصلحت پذیر عمل اب ہوا و ہوس کی ملت سوز نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا [illegible] کرگسوں نے وقارِ ملت کے اس مرکزی وجود کو مردہ خیال کرتے ہوئے اس کی بوٹیاں نوچنے کا تہیہ کر لیا لیکن انہوں نے اپنی صداقت نوچ منقار کا ابھی پہلا ہی وار لیا تھا کہ ملت میں [illegible] جدید روح بیدار ہو گئی اور تعمیر ملت کا نیا دور شروع ہو گیا۔ حیات انسانی کی عالمی سطح پر زندگی کے جدید ابھار کی انگیخت پذیری کے بعد ملت کی بائیں جانب پر تو ہوا و ہوس کا مذہبی، سیاسی اور اقتصادی شعور ہوا و ہوس کی غیر ملی ندرت کے خود غرضانہ اور عیارانہ انداز کا اثر قبول کرتے ہوئے [illegible] حکمت کے اسی انداز کو دوبارہ امن و آزادی کی سطح پر پہنچنے کا [illegible]

Marfat.com

لیکن خلوص و وفا کی جانب پر ملت کے حق پرست طبقوں کی مذہبی سوجھ بوجھ میں صداقت کا قرآن آموز نکھار عمل میں آکر ہوا و ہوس کی غیر ملی حکمت کے مقابلہ میں ملت کی عوامی سوچ بچار کو اسلام کے جدید اظہار کی مذہبی روشنی سے منور بنانے کا سبب بن گیا۔ ملت کے ان حق پرست اور حق کوش طبقوں نے جو اسلام کی جدید روح کے قرآن آموز نکھار سے متاثر ہو چکے تھے اپنے جدید احساسات سے ملت کی مذہبی۔ سیاسی اقتصادی اور دیگر ہر سطح کو عملی طور پر بھی متاثر بنایا اور اہل علم کے فکری انداز کی سطح پر مذہبی تحقیق کا شعور بھی بیدار کیا۔ جب ملت کے مذہبی افکار کی سطح پر قرآن پاک کے اصل مفہوم کی تحقیق عملی طور پر شروع ہو گئی تو قصدِ ولایت کی روحانی سطح سے جو جہل و شر کے دور میں ہوا و ہوس کی عیارانہ نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ اہل تحقیق کی فکری استعداد کو دینی حکمتِ عملی کا اصولی سہارا بہم پہنچنے لگ گیا۔ اہل تحقیق میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کی مذہبی عقیدت اپنی اصل حیثیت سے گر کر ان کے تحقیقی شعور کو ہوا و ہوس کے اوہام پذیر شعور سے متاثر بنانے کا موجب بنتی ہے ان لوگوں کا تحقیقی شعور قصدِ ولایت کے روحانی سہارا سے محروم رہتے ہوئے ملت کی مذہبی سوچ بچار کے عوامی انداز میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کی مذہبی عقیدت کو ہوا و ہوس کی ملت کش ضربوں نے خلوص و وفا کی سطح پر زود بصیرت بنا دیا ہے ان کے تحقیقی اجتہاد کو شانِ ولایت کی محمدی سطح سے روحانی حکمت کا نظری سہارا پہنچنا امری طور پر لازمی ہو چکا ہے۔ مخاصم انگیزی کے عالمی حالات کی موجودہ صورت میں جب کہ سیاسی دانش و فراست کے غیر ملی شعور نے زندگی کے ہر انداز کو دھڑے بندی کی انتہا پر پہنچا دیا ہے حق تعالے کی انقلابی دستگیری حیات انسانی کے ہر انداز کو دھڑے بازی کے زیست کش نتائج سے محفوظ بنانے کی خاطر اہل تحقیق کے حق پرست طبقہ کے تحقیقی شعور کو قصدِ ولایت کی پر اسرار سطح سے نورِ عقل کی امری روشنی بہم پہنچانے کا تہیہ کر چکی ہے۔ حق تعالے کی اس انقلابی توضیح کے ادراک افروز انداز سے ہر وہ فردِ ملت بہرہ یاب ہو سکتا ہے جس کے دل میں اسلام کا شوق و شغف اس کے مذہبی عقاید کو اسلامی ارادیت کے اصل اسلوب کی سطح پر بحال بنانے کا موجب بن چکا ہو۔ کوئی حاکم ہو یا محکوم

Marfat.com

عالم ہو یا بے علم۔ امیر ہو یا غریب۔ باوقار ہو یا بے وقار اور بڑا ہو یا چھوٹا اگر اس کی مذہبی عقیدت کو اسلامی ارادیت کے روحانی اسلوب نے طہارتِ زیست کے اس مرحلہ پر جہاں ہوا و ہوس کا افتراق انگیز شعور لعنت کا سزاوار پا چکا ہے وحدتِ حق کے جدید ابھار سے صحیح معنوں میں متاثر بنا دیا ہو تو حق تعالیٰ کی قرآن آموز روح کے محبت افروز اثر میں اس کے فرقہ وارانہ احساسات جن کی تخلیق ہوا و ہوس کے خبر [illegible] "تاثرات سے عمل میں آتی ہے خود بخود مٹ جاتے ہیں۔

حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی موقوت منزلوں پر جس طرح خلوص و وفا کے غالب اثر میں ہوا و ہوس کا مغلوب انداز حق تعالیٰ کی امری روح کے حکمت آموز اثر میں مادی علوم اور صنعتی فنون کی سائنسی انگیخت عمل میں لاتا ہے اور ہوا و ہوس کے غالب اثر میں خلوص و وفا کی مغلوب سطح پر فلسفہ کا ابھار عمل پذیر ہوتا ہے اسی طرح خلوص و وفا کے ابتدائی ابھار کی مذہبی سطح پر اس ابھار کی حق پذیر تکمیل نورِ حکمت کی امری روشنی کو نزول فرما بنا دیتی ہے۔ وہ روشنی اس سطح پر قرآن پاک کے معنوی شہود کا روپ اختیار کر لیتی ہے جس سے ہر وہ فردِ ملت جس کی فکری قوتوں کا ادراکی انداز خلوص و وفا کے ابتدائی ابھار سے صحیح معنوں میں متاثر ہو چکا ہو اپنے مذہبی تدبر میں اسلامی تحقیق کا حقیقی شعور پیدا کر سکتا اور قرآن پاک کے اصل مفہوم کی تفہیم عمل میں لانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ یہ تو عین ممکن ہے کہ جہل و شر کی سطح پر ہوا و ہوس سے متاثر بڑے بڑے علماء فضلا اور بڑے بڑے دانا و حکماء قرآن پاک کے اصل مفہوم کی انقلابی وضاحت سے مستفیض نہ ہو سکیں۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خلوص و وفا کی حق پذیر سطح پر حق تعالیٰ کی انقلابی روح سے متاثر ہوتا ہوا کوئی بھی فرد انقلابِ زیست کی حق افروز منزل پر پہنچ کر قرآن پاک کے امری فیض سے محروم رہ جائے

تزکیۂ نفس کے روحانی طریق پر عمل میں لائی گئی طہارتِ زیست کی راہ پر خواہ وہ طہارت نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت سے متعلق ہو یا اجتماعی حیثیت سے اور اس کی قومی حیثیت سے متعلق ہو یا عالمی سے خلوص و وفا کے ابتدائی ابھار [illegible] نفسِ انسانی کی حق پذیر تکمیل عمل میں آ جانے کے بعد حق تعالیٰ کی الہامی حکمت کا نزول امری طور پر لازمی ہو جاتا ہے۔ [illegible]

کی منزل انقلاب زیست کے انفرادی قومی اور عالمی ہر ایک چکر کے دائیں قطر پر موجود ہے حیاتِ انسانی کے عالمی چکر کی دونو جانب پر اُس کے قومی چکر۔ قومی چکر کے ہر دو قطر پر انسانی انفرادیت کے قبیلوی چکر اور قبیلوی چکر کی دونو طرف نفس انسانی کی انفرادی ارادیت کے انقلابی چکر حق تعالےٰ کی امری انگیخت کے اثر میں آئین انقلاب کی ایک ہی اصولی راہ پر گردش پذیر رہتے ہیں۔ ہر چکر کے دائیں قطر پر تعمیر و طہارت پیدا ہوتی ہے اور بائیں قطر پر تخریب اور انحطاط وقوع میں آتا ہے۔ انقلاب زیست کے عالمی چکر پر جب جہل و شر کا دور شروع ہو جاتا ہے تو دیگر کُل چکر اپنے اصولی انداز کی آئینی ترکیب سے عملی طور پر گر جاتے اور جہل و شر کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب جہل و شر کی سطح سے اوپر خلوص و وفا کا ابتدائی ابھار شروع ہو جاتا ہے تو خلوص و وفا کے تعمیری اثر میں انفرادی۔ قبیلوی اور قومی حیثیت کے کُل چکر اپنے اپنے آئینی انداز میں ترکیب پذیر ہوتے ہوئے اوپر اٹھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہوا و ہوس کا طبعی اثر بھی اس ترکیب میں مؤقت طور پر اپنا عمل شروع کر دیتا ہے۔ جب انقلاب زیست کے عالمی چکر کی دائیں جانب پر طہارتِ زیست کا الہام پذیر (نفس ملہمہ کا) مرحلہ وارد ہو جاتا ہے تو نفسِ انسانی کی انفرادی۔ اجتماعی۔ قومی اور عالمی حیثیت کو وہ الہام یکساں طور پر منور بناتا ہے بشرطیکہ اُس نفس کا ادراکی شعور اُس سطح پر ہوا و ہوس کے عیارانہ اثر سے کُلی نجات حاصل کر چکا ہو۔ آج حیات انسانی اپنے انقلابی چکر کے دائیں قطر پر اپنے رُوحانی ارتقاء کی اُس منزل پر پہنچ چکی ہے جہاں ایک طرف تو ہوا و ہوس کے مادی ارتقاء کی فنی اور صنعتی تکمیل عمل میں آ رہی ہے اور دوسری طرف اُس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی جانب پر فکر انسانی کا ادراکی شعور حق تعالےٰ کی الہامی دستگیری سے بہرہ ور ہو چکا ہے۔ کسی بھی فرد کی ادراکی استعداد تزکیۂ نفس کے روحانی طریق پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اگر نفس ملہمہ کی سطح پر پہنچ چکی ہو تو اس کا حق تعالےٰ کی الہامی روشنی سے مستفید ہونا لازمی ہے۔ اُس روشنی کی عرفان افروز فضاؤں میں پہنچ کر اس کو معلوم ہوگا کہ طہارتِ زیست کی قومی اور عالمی راہ پر بھی اُس راہ کے الہامی مرحلہ پر انہی روشنی کا نزول عمل فرما ہو رہا ہے۔ اور اگر وہ فرد خلوص و وفا کی ملی سطح پر اُس روشنی میں قرآن پاک کا مطالعہ عمل میں لانا شروع کر دے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ قرآن پاک کا اصل مفہوم اور

Marfat.com

وہ روشنی حق تعالے کے الہام کی ایک ہی حقیقت کا انسانیت افروز شہود ہے

مذہبی تحقیق کے قرآن افروز انداز پر حق تعالے کی دائمی سلام رسانی

سلام ہے مجتہدینِ ملت کے اُس طبقہ پر جن کے اجتہادی شعور کی فقہی ریاضت نے انحطاطِ ملت کے پہلے دور میں نورِ امامت کی قرآن افروز حکمت سے فیض یاب ہو کر خلوص و وفا کی تقوے پذیر سطح پر قرآن و حدیث کا صداقت آموز تقدس بحال رکھا۔ رحمت ہے مفکرینِ ملت کے اُس گروہ پر جن کی مخلصانہ کوششوں نے انحطاطِ ملت کے دوسرے دور کی سیاسی تاریکیوں میں اسرارِ ولایت کی روحانی حکمت پاشیوں سے مستفیض ہوتے ہوئے علمِ فقہ کے تدین افروز شعور کا عزت نواز احترام برقرار رکھا اور مبارک ہے نفسِ ملت کی طبعی ترکیب میں صبر و تحمل کی ذہنی اور فطری قوتوں کا خلقی وجود جن کا ادراکی شعور اسرارِ ولایت کی روحانی حکمت رسانی سے محروم ہو جانے کے بعد جہل و شر کے دور میں تحقیقِ قرآن کے اوہام سوز گوشوں میں جاگزیں ہو گیا۔ جہاں محرومیِ حکمت کے حزن آفریں احساس پر اسرارِ ولایت کی مذہب افروز شعاعیں آہستہ آہستہ پہنچ کر ملت کے حق پرست طبقوں میں قرآن پاک کے شوق و شغف کو ابھارتی اور اُن کے فہم و فراست میں اسلامی تحقیق کا شعور پیدا کرتی ہیں۔

نشانِ رحمت ہیں اُن لوگوں کی علمی قابلیتیں جن کے دلوں اور دماغوں میں جہل و شر کے دور کے اوپر اسلامی روح کے حق افروز ابھار نے مذہبی تحقیق کا شوق پیدا کیا اور خلوص و وفا کے تعمیری دور میں قصدِ ولایت کی روحانی سطح سے اُن کی تحقیقی جد و جہد کو حق تعالے کی قرآن افروز سلام رسانی کا امری سہارا بہم پہنچنے لگ گیا۔ قابلِ صد تبریک ہے اُن لوگوں کے مذہبی فہم و فراست کا روحانی ادراک جس نے اُن کو قرآن پاک کے اصلی مفہوم کی طرف اوپر بلند کرنا شروع کر دیا اور آزادی کی سطح پر پہنچنے کے بعد اُن کو ہوا و ہوس کی افتراق انگیز شرارت کے مصلحت پوش اندھیروں میں خلوص و وفا کی مصلحت کوش جانب پر اسرارِ ولایت کی حق پناہ پنہائی میں پہنچا دیا جہاں اُن کو حق تعالے کی انفرادی سلام رسانی کے حکیمانہ شعور نے قرآن پاک کے اصلی مفہوم کی روشنی سے منور اور تعمیری اخلاق کی اسلامی روح سے عملی طور پر متاثر بنانا شروع کر دیا اور قابل [illegible] قرآن میں خلوص و وفا کی [illegible]

Marfat.com

جن کا عسکری انداز حق تعالےٰ کی وحدت پناہ انگیخت سے انقلاب پذیر ہو کر ہوا و ہوس کی با اقتدار سطح پر عیارانہ جاہ پرستی کے طلسمی عمل کو توڑنے اور اس کی ساحرانہ ساخت پذیری کے عوامی مواد کو اسرارِ ولایت کی ادہام سوز آتش میں جلانے کا انقلابی موجب بن گیا۔ تعمیرِ دین و ملت کے اسلام افروز ابھار کی موسومی منزل پر پہنچ جانے کے بعد حق تعالےٰ کی قرآن آموز سلام رسانی نے اہلِ تحقیق کے اسلامی فہم و فراست کی ادراکی استعداد کو آج اس حد تک بلند کر دیا ہے اور تحقیقِ قرآن کی جانب پر آج اُن کی عقیدت اس قدر پختہ اور مستحکم ہو چکی ہے کہ ہوا و ہوس کی مذہبی جانب سے اہلِ تفریق کا فکر سوز اثر و رسوخ اُن کی تحقیقی جد و جہد کے آزادانہ انداز پر کچھ بھی اثر پیدا نہیں کر سکتا۔ تاہم اُن کی ذہنی قابلیتیں دورِ انحطاط کے ادہام انگیز تاثرات کی یقین سوز آلودگیوں سے ابھی تک کلی طور پر پاک نہ ہو سکنے کی وجہ سے ہوا و ہوس کے کسی ہنگامی حملہ کی امکانی زد سے باہر نہیں ہوئیں لیکن اب حق تعالےٰ کی سلام رسانی کا تشکیک سوز انداز اور اس کی ظنون کُش حکمت اُن کے تحقیق آفرین اجتہاد کی ملت پرور کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے خلوص و وفا کی مذہبی سطح پر نزول فرما ہو چکی ہے اور اہلِ تحقیق کا ادراکی شعور بھی حق پذیری کے اس مرحلہ پر پہنچ چکا ہے۔ جہاں اس کا حق تعالےٰ کی انقلابی سلام رسانی کے تحقیق افروز انداز سے منور ہونا امری طور پر لازمی ہو چکا ہے۔ سلام ہے اہلِ تحقیق کے اُن طبقوں پر جن کے حقیقت رس ادراک نے قرآن پاک کے اصلی مفہوم کی روشنی میں پہنچ کر دھڑے بازی کی موجودہ تاریکیوں میں خلوص و وفا کی انفرادی۔ جماعتی۔ قومی اور عالمی طاقتوں کے امن آفرین عزائم کو زور پہنچانا شروع کر دیا ہے اور صلوٰۃ ہے شانِ محمدؐ کی امامت افروز کمالیت پر جس نے اسلام کے جدید ابھار (نشأۃ ثانیہ) کو تکمیل پر پہنچانے اور حیاتِ انسانی کو دوبارہ خیر و برکت کی عالم افروز مشعل سے منور بنانے کا ذمہ سر پہ لے رکھا ہے

ملت کے مذہبی شعور کی موجودہ سطح پر علمی تحقیق کی امری انگیخت

اسلام کے جدید ابھار کی موجودہ منزل پر پہنچ جانے کے بعد خلوص و وفا کی ہر اونچی نیچی سطح پر ہوا و ہوس کے انتشار آفرین تاثرات کے خلاف ملت کی مذہبی سوجھ بوجھ میں ایک انقلابی انگیخت پیدا ہو چکی ہے۔ ملت کا ہر فرقہ اور ہر طبقہ اُس انگیخت سے متاثر ہے اور ملت کے علمی شعور کی

Marfat.com

عوامی سطح پر وہ انگیخت حق تعالٰے کی انقلابی رُوح کے تحقیق افروز انداز سے غیر محسوس طور پر متاثر ہو رہی ہے۔ ملت کی ذہنی اور فکری قوتیں ایک طرف سے تو ہوا و ہوس کی مادّی طاقتوں کے عقیدت شکن اثر میں لامذہبی کی طرف مائل ہو رہی ہیں اور دوسری طرف سے حق تعالٰے کی مذہب افروز رُوح ملت کی مذہبی سوچ بچار میں تحقیق حق کا شعور پیدا کر رہی ہے۔ علم و فضل کی اونچی سطح پر تو مذہب کے وحدت افروز مفہوم کی تحقیق و تلاش سو سال سے جاری ہے لیکن اب اسلام کی امری رُوح کے جدید اُبھار نے فکر و دانش کے عوامی شعور کی موجودہ الحاد پذیری کے مقابلہ میں خلوص و وفا کے نچلے طبقوں کو بھی مذہبی تحقیق کی طرف مائل بنا دیا ہے۔ تاہم قرآن پاک کے اُس وحدت افروز مفہوم تک پوری پوری رسائی حاصل کر لینا جس نے خیر و برکت کے دَور میں حیات انسانی کو امن و اطمینان کی امری سطح پر پہنچا دیا تھا اسلام کے جدید ابھار کی موجودہ منزل پر اتنا آسان نہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا محقق بھی اس کو عمل میں لا سکے۔ اب تک قرآن پاک میں جس قدر تحقیق عمل میں آ چکی ہے وہ ملت میں مذہب کا حقیقی شوق و شغف اُبھارنے اور اسلامی سوچ بچار کا جدید شعور پیدا کرنے کے لئے تو کافی ثابت ہوئی ہے لیکن ملت کے عملی مشکلات کی موجودہ صورت کے حل طلب مقابلہ میں ابھی کفایت کے درجہ پر نہیں پہنچی۔ قرآن پاک کی اصل حقیقت کو معرض تفہیم میں لانا محض جو ہی اُن کی مشکلات کے حل کا حتمی ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بجائے خود ملت کی سب سے بڑی مشکل ہے جس کو حل کرنے کی خاطر علم و فضل کے اونچے طبقوں میں تو ملت کی فکری قوتوں میں کافی تیزی پیدا ہو چکی ہے لیکن خلوص و وفا کے گمنام اور پر امن گوشہ سے نکل کر تحقیق مذہب کی مشقت طلب راہ پر قدم رکھنا جو ہوا و ہوس کی خاردار جھاڑیوں کے فکر آشوب اور پر خطر زنجیروں میں الجھی ہوئی ہے اور جس پر ذہنی قابلیت کے فہیم و تجربہ کار سیاح حق تعالٰے کی انقلابی دستگیری کے سایہ میں پہنچ جانے کے باوجود اپنی فکری استعداد کے صداقت رس پاؤں سے ہوا و ہوس کے چبھے ہوئے خلوص آشوب کانٹوں کو ابھی تک نہیں نکال سکے مجھ ایسے سقیم الفہم راہی کے لئے جس کو اپنی علمی خامیوں کا پورا پورا اعتراف ہے نہ صرف مشکل اور بے معنی معلوم ہوتا ہے بلکہ مضحکہ خیز بھی ہے تاہم موجودہ حالات کی انتہا انگیز صورت میں میرے مخلصانہ احساسات کی حق پذیر

Marfat.com

کیفیت کا یہ فطری تقاضا ہے کہ میں اپنے فکری شعور کے تحقیقی انداز سے اپنے ہم مقصد ہمراہیوں کو باخبر بناتے ہوئے اُن کی اصلاح آفرین ہمسفری اور حق پرور راہبری سے استفادہ کروں میرا یہ تو ہرگز دعوےٰ نہیں کہ میری تحقیق میرے ادراکی اغلاط سے مبرّا ہے لیکن میرے دل میں یہ گمان ضرور موجود ہے کہ مذہبی تحقیق کی گمنام سطح سے ذوالقرنین کا اصولی ذکر جو میں نے اہلِ غور و تدبّر کے باخلوص و وفا طبقہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے منتخب کیا ہے دھڑے بازی کے موجودہ دور کی پُرآشوب حالت میں ملّت کے تعلیم یافتہ طبقوں کی ذہنی تواضع کے لئے فکر پرور نوعیت کا ایک انوکھا اور فائدہ مند موادّ ثابت ہوگا

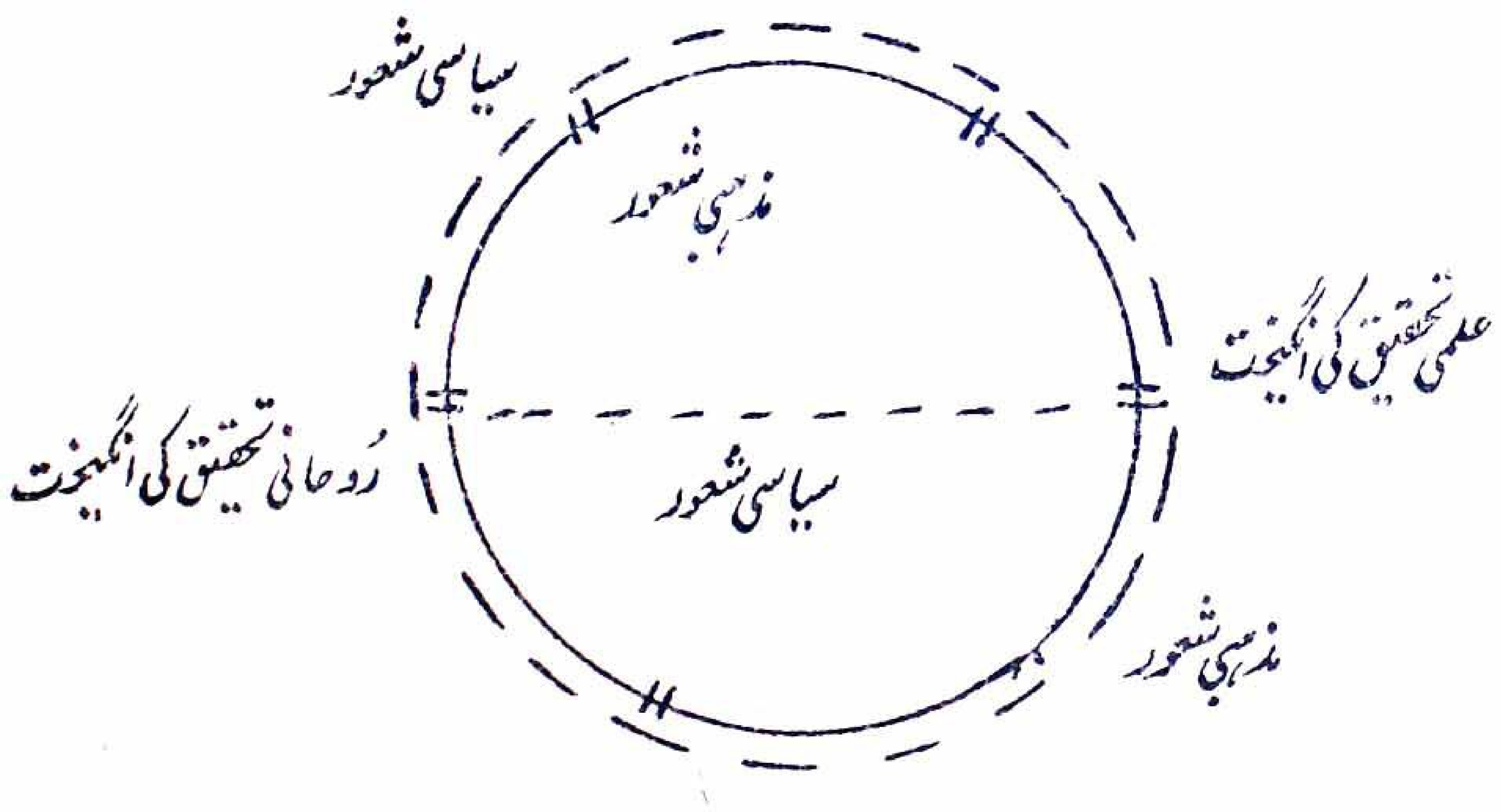

پانچواں باب

ذوالقرنین

(قرآن پاک کی روشنی میں)

Marfat.com

انقلابِ حیات کا پہلا چکر پورا کر لینے کے بعد ملّت اب اُس چکر کے دائمی فطر پر تعمیرِ دین وحیات کی راہ پر دوبارہ رواں ہو چکی اور اس راہ کی موسوئی منزل پر پہنچ کر آزادی سے ہمکنار ہو چکی ہے۔ جن مشکلات کا سامنا ملّت کو آزادی کی سطح پر پہنچنے کے بعد پہلی دفعہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پیش آیا اب دوسری دفعہ اُن کا پیدا ہونا تعمیرِ دین و ملّت کے موجودہ دور میں بھی ضروری ہے۔ مذہبی اثر و رسوخ کے ملمعی انداز کی توہم پذیر بنا پر سحرِ سامری کے طلسمی عجل کی عیارانہ ساخت کا کسی نہ کسی شکل میں عمل پذیر ہونا بھی لازمی ہے اور اس کے بعد اُن کے امن سوز اقتدار پر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح سے موسوئ غضب کا نزول بھی انقلابِ حیات کے آئینی اصول کی اقتضاء میں ہے ملّت کی انقلابی پریشانی کو دور کرنے کی خاطر ولایتِ محمّدیہ کے پراسرار بطون سے طریقِ رُشد کی خضریؑ حکمت کا شہود پذیر ہو کر خلوص و وفا کے امن آفرین اقتدار میں استحکام پیدا کرنا اور پھر ہوا و ہوس کی جانب پر دھڑے بازی کا انگیخت پذیر ہو جانا بھی لازمی ہے لیکن اس دھڑے بازی کو فرد کرنے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت کے خضریؑ انداز کا خلوص و وفا کے اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کی شکل اختیار کر لینا بھی ضروری ہے۔ انقلابِ حیات کے موجودہ مرحلہ پر جبکہ افتراق اور دھڑے بازی ملّت کے علاوہ حیاتِ انسانی کی غیر ملّی سطح پر بھی ہر جگہ پیدا ہے زندگی کی ملّی سطح پر کسی بھی حکومت کسی بھی حکمران اور کسی بھی قائد یا رہنما پر ذوالقرنین ہونے کا گمان پیدا کر لینا تو کسی طرح بھی جائز نہیں لیکن اگر اُن میں سے کوئی بھی حکومت یا حکمران اور کوئی بھی قائد یا رہنما جس کو حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے سحرِ سامری کے بلعم نواز فتنہ کی شکست کے بعد اقتدار عطا کیا ہو ذوالقرنین کے انقلابی پروگرام کی امن آفرین ترکیب پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دھڑے بازی کو فرد کرنے کا پختہ عہد کرے تو موجودہ حالات کی اصولی موزونیت موقت طور پر اس کی تائید میں ہے۔ ہوا و ہوس کی کسی بھی چھوٹی بڑی سطح پر کسی بھی چھوٹی بڑی طاقت کو

Marfat.com

انقلابِ حیات کے آئینی اصول کا اتنا سہارا اب میسّر نہیں کہ وہ خلوص و وفا کے امن آفرین انجار کا مقابلہ کر سکے خلوص و وفا کی جانب سے کوئی بھی طاقت ذوالقرنین کے اصولی پروگرام پر عمل پیرا ہو کر جس کی وضاحت قرآن پاک کے مقدس ارشادات میں صراحت کے ساتھ کی جا چکی ہے دھڑے بازی کو فرو کرنے میں کامیابی حاصل کرے تو وہ ذوالقرنین کے اصولی نام کی مثالی موسومیت میں مناسب حد تک حصہ دار ہو سکتی ہے۔

ذیل میں ہر اُس فردِ ملّت کی ذہنی توضیح کے لئے جو خلوص و وفا کی جانب پر پُر امن زندگی بسر کر رہا ہو اور جس کی مجلسی سوجھ بچار ہوا و ہوس کی جانب سے چلنے والی مذہبی اور سیاسی ہواؤں کے افتراق انگیز جھونکوں سے جھلس کر دھڑے بازی کے حالات میں اس کے امن پسند اور امن آفرین دل و دماغ کی تسکین کا موجب بن رہی ہو۔ ذوالقرنین سے متعلق قرآن پاک کے مقدس ارشادات کا اصولی تشریح عمل میں لانے کی کوشش کی گئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن پاک کے مقدس ارشادات

اور

ان کا اردو ترجمہ اور تشریح

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

قَرْن	(اسم)	بہترین گیاہ، بالآخر آں، بہتر، سردارِ قوم، ہم سال، ہم سر، اہلِ یک روزگار، از مردم، گردھے بعد گردھے، جانب، توانائی، قوت، باری، بخل اور دولت کا یک جا اکٹھا، سورج کی پہلی شعاعیں، مختلف رنگتوں سے بٹا ہوا رسہ
	(فعل)	ایک چیز کو دوسری چیز سے باندھنا، دو گھوڑوں کو ایک رسی میں باندھنا
اقتران	″	کسی کام کے کرنے کی سکت رکھنا۔ اَقْرَنَ الاَمْرَ اِقْرَانًا توانست بر آں کار

لفظ قرن کی معنوی وضاحت کے بعد قرنین اور ذوالقرنین کا مفہوم مشکل نہیں رہ جاتا۔ انسانی معاشرہ دھڑے بازی میں مبتلا ہو جائے تو دونو دھڑوں کے اندر صلح کے خواہاں امن پسند لوگ بھی مغلوب حیثیت میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ لوگ دھڑے بازی کی دونو جانب پر امن و صلح کے دو قرن ہوتے ہیں۔ ان دونو قرن (قرنین) کو آپس میں ملا کر ان کی متحد امداد کے عملی ابھار کے ساتھ ساتھ دھڑے بازی کو حکیمانہ طور پر ختم کر دینے والا اور دونو جانب کو صلح کی امن آفرین رسی میں باندھ لینے والا کوئی بھی حکمران یا رہنما ذوالقرنین ہوتا ہے

Marfat.com

دھڑے بازی دو مختلف پارٹیوں اور دو مختلف فرقوں کے درمیان بھی انگیخت پذیر ہو سکتی ہے اور دو ایسے گروہوں کے درمیان بھی پیدا ہو سکتی ہے جن میں کئی کئی پارٹیاں اور کئی کئی فرقے شامل ہو چکے ہوں اسی طرح دو قومیں بھی ایک دوسری کے خلاف دھڑے بازی عمل میں لا سکتی ہیں اور دھڑے بازی کی دونوں جانب پر کئی کئی قومیں بھی شامل ہو جایا کرتی ہیں۔ لیکن دھڑے بازی کی ہر صورت میں ذوالقرنین کا اصولی پروگرام ایک ہی ہوگا

ذوالقرنین کے انقلابی کردار سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش یا ذوالقرنین کی ضرورت کا معنوی اظہار

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۖ

اور (دھڑے بازی کی شدت سے تنگ آئے ہوئے صلح کے خواہاں اور یا اہل علم میں سے تحقیق کے طالب لوگ اب یا آئندہ کسی بھی ضرورت کے وقت) تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق (ان کی صلح آفرین حکمت عملی سے اور یا ان کی اصل حقیقت سے باخبر ہونے کی خاطر) سوال کریں گے

ہوا و ہوس کی سطح پر گمراہی کی وہ کل صورتیں جو ہبوط آدم کے بعد شیطان نے تعمیر دین و ملت کی راہ پر پیدا کیں اور جن کو شکست دینے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے بار بار نبوت کا روپ اختیار کیا خاتم الانبیاء جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت حیات انسانی کی عملی سطح پر دوبارہ اکٹھی ہو گئیں تھیں اور ان کے مقابلہ میں وہ کل خوبیاں بھی آنحضور کی نبوت میں جمع ہو چکی تھیں جنہوں نے گمراہی کی ان شیطانی صورتوں کو تعمیر دین و ملت کے گذشتہ ادوار میں شکست دی تھی۔ گمراہی کی ان شیطانی صورتوں میں مذہبی اثر و رسوخ کا طبعی انداز اور سامری کی ساحرانہ عیاری کا طلسمی مواد بھی موجود تھا اور اس کے مقابلہ میں موسےٰ علیہ السلام کی نبوت اور خضر علیہ الرحمتہ کی علم کش اور سحر سوز حکمت کا روحانی شعور بھی شان محمدی میں موجود ہو چکا تھا۔ مذہبی رہنماؤں میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جن کا طبعی شعور عوامی صلاح بہار کو اوہام پرستی میں مبتلا کرتا اور سحر سامری میں مبتلا

ایسے لوگ بھی دنیا کے ہر حصے میں موجود تھے جو انسانی زندگی کی مجلسی سطح پر افتراق اور دھڑے بازی پیدا کرتے اور اُن کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی جانب پر اہل علم کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود تھا جو مذہبی اوہام و ظنون کی روائتی صورت کے خلاف مذہب کے اصل مفہوم کی تحقیق عمل میں لانا چاہتا۔ تحقیق پسند علماء میں سے اکثر لوگ جن میں یہود و نصاریٰ کو اہمیت حاصل تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور شیطانی عیاری کی پیدا کی ہوئی وقتی مصیبتوں کو رفع کرنے کی خاطر جو اس وقت سب کی سب موجود ہو چکی تھیں اپنے مذہبی مسلمات کے بلعموم زدہ انداز کی تحقیق عمل میں لاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو گزشتہ انبیاءؑ کی اصل تعلیم اور اُن کی ضلالت کشی کے انقلابی کارناموں کی اصل حقیقت سے واقف بنانا شروع کر رکھا تھا۔ اہل تحقیق کی ایک نظر ضلالت کی اس صورت پر ہوتی جو اُس وقت اُن کے سامنے موجود ہو چکی تھی اور دوسری نظر اس ضلالت کو ختم کر دینے والی نبوت کے گزشتہ کارنامہ پر ہوتی جس کی اصل حقیقت کا انکشاف اُن پر قرآن پاک کی تلاوت سے ہوتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمتہ کی پُراسرار ملاقات کے افتراق کش راز کی اصل حقیقت سے باخبر بنا دیا تو اُن کی توجہ کا ہوا و ہوس کی سطح پر بلعمیت اور سامریت کے افتراق انگیز انداز کی طرف مبذول ہو جانا لازمی تھا جس نے دھڑے بازی کا ابھار اُن کے سامنے پیدا کر رکھا تھا۔

دھڑے بازی پر نظر دوڑانے سے اہل تحقیق کے دلوں میں ذوالقرنین کے متعلق تحقیق طلب سوال کا پیدا ہونا قدرتی تھا جس کی امن آفرین اہمیت کو تو وہ پہلے سے ہی جانتے تھے لیکن اس کے عملی کردار کی اصولی کیفیت کا علم اُن کے روائتی مفہوم کی توہم پذیر حیثیت میں کھو چکا تھا۔ قدیم روایات کے مطابق موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمتہ کی ملاقات اور پھر خضر علیہ الرحمتہ اور سکندر کی ملاقات جس کو وہ ذوالقرنین بھی کہتے تھے روائتی مسلّمہ کی حیثیت سے تو اُن کے دلوں میں موجود تھا لیکن اس مسلّمہ کی اصل حقیقت سے وہ بے خبر تھے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمتہ کی ملاقات کے اصل راز سے باخبر ہو جانے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذوالقرنین کی اصل حقیقت کا دریافت کرنا اُن کے لئے ضروری ہو گیا

اہل علم کے علاوہ اُن لوگوں کے دلوں میں بھی جو دھڑے بازی کے حالات میں اپنی فطری امن پسندی اور صلح پذیری کی وجہ سے تنگ اور مجبور ہو جاتے تھے کسی ایسے حاکم یا رہنما کی ضرورت کا احساس پیدا ہونا قدرتی ہوتا ہے جو اس دھڑے بازی کو فرو کر دے اور اُن کا یہ احساس ذوالقرنین کے ہی متعلق سوال کی

Marfat.com

معنوی انگیخت ہوتی ہے کیونکہ ایسا وہ کوئی بھی حکمران یا رہنما جس کی ضرورت کا اُن کے دلوں میں احساس پیدا ہوتا ہے ذوالقرنین ہی ہوتا ہے۔ دھڑے بازی کے شدید حالات میں خلوص و وفا کی پُرامن سطح سے صلح پسندوں کا وہ احساس ہی اہلِ علم کے دلوں میں منتقل ہو کر ذوالقرنین کے متعلق علمی سوال کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ آنحضورؐ نے اس سوال کو اہلِ علم کی زبان سے بھی سنا اور علمِ وحی سے اُن کو مطمئن کیا اور دنیا کے دور و نزدیک مختلف خطوں سے دھڑے بازی کی حالت میں عملی طور پر تنگ آئے ہوئے امن پسند اور صلح جو عوام کے دلوں کی آواز کو بھی سنا اور دھڑے بازی کو عملی طور پر فرو کر کے اُن کے اس سوال کو حل کیا۔ انحطاطِ ملت کی راہ پر اور پھر اس کے بعد دین و ملت کی جدید تعمیر کے دوران میں بھی دھڑے بازی کا مرحلہ آنے والا تھا۔ ان دونوں وقتوں میں دھڑے بازی سے تنگ آنے والے عوام کی آواز کو بھی سُنا۔ انحطاطِ ملت کی راہ پر دھڑے بازی کے پہلے وقوع کو تو شانِ محمدؐ نے اپنی ولایت کے روحانی کمال کی وساطت سے فرو کیا اور انحطاط کی تکمیل کے بعد تعمیرِ دین و ملت کے جدید اُبھار کی راہ پر دھڑے بازی اور افتراق کا عمل اب وارد ہے۔ دھڑے بازی کی دونوں جانب پر امن پسند اور صلح کے خواہاں لوگ ذوالقرنین کی شدید ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے دلوں میں ذوالقرنین کے متعلق سوال کی معنوی انگیخت زور دار صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اہلِ علم و دانش کے اسلام پذیر دلوں میں یہ یقین بھی پیدا ہو چکا ہے کہ عالمی امن کی موجودہ مشکل جس نے دنیا کی ہر قوم کو پریشان بنا رکھا ہے اسلام کی رہنمائی کے بغیر حل نہیں ہو سکتی۔ خلوص و وفا کی انتشار زدہ سطح سے تنگ اور مجبور انسانیت کو پہلے بھی ہمیشہ شانِ محمدی کے دامنِ رسالت حضور سے پناہ ملتی رہی ہے اور آج بھی فکرِ انسانی کے الم زدہ ادراک کی صاف ستھری لوح پر لیبنڈونک کے امن فہمی کی انقلابی حرکت کا تخاطب شانِ محمدی کی طرف ہے

شانِ محمدؐ کے امری کمال نے امرِ تکوین کے نور انگیز اسرار کی سطح پر رازِ ربوبیت کا امری انداز اختیار کر رکھا ہے جس کی نمو پذیر کیفیت نظامِ کائنات کے خلقی وجود میں اس کے تکوینی آئین کی برقراری کا سہارا ہے۔ شانِ محمدؐ کے اس امری انداز کو اہلِ عرفان نے ولایتِ محمدیہ کے نام سے موسوم کیا ہے جس کی روحانی فیض رسانی سے حیاتِ انسانی ہمیشہ بہرہ ور ہوتی رہی ہے۔ ولایتِ محمدیہ کی حقیقت حق تعالیٰ کی امری روح کے تکوینی شعور کی ذہنی اقتضاء کا خلقی بدل ہے جس نے خلوص و وفا کی نمو اور پریشان سطح کو ہمیشہ روحانی حکمت سے نوازا اور دورِ عروج میں اس کی جانب سے پیدا کی ہوئی مشکلوں کو حل کیا۔ عروجِ حیات

Marfat.com

کے موسوئی دور میں رُشد آموزی کی جس حکمت نے خضر علیہ الرحمۃ کا وجود اختیار کیا اور پھر اس حکمت نے خلوصِ وفا کے اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کا روپ دھارا تھا اُس کا روحانی موآد ولایتِ محمدیہ ہی کے پُر اسرار بطون سے شہود افروز ہوتا تھا۔ وہ حکمت قرآن پاک کے امری مفہوم میں اور اس کا شہود افروز موآد شانِ محمدؐ کے رُوحانی بطون میں آج بھی موجود ہے اور دھڑے بازی اور افزائی کے تلخ مشکلات کو ولایتِ محمدیہ کا قرآن افروز کمال اب بھی یقیناً حل کر دے گا

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

تَلَاءٌ	(فعل)	متابعت کرنا۔ پیروی کرنا۔ کسی کے پیچھے چلنا
اِتْلَاءٌ	〃	نقشِ پا کا کھوج لگانا
تلاوت	(اسم)	پڑھنا۔ کسی کتابی یادداشت کو اجتماع کے سامنے اونچی آواز کے جذبات انگیز انداز میں دہرانا

تلاوت صرف ایسے پڑھنے کو کہتے ہیں جس سے سامعین کو عمل پر تیار کرنا مقصود ہو اسی لئے یہ لفظ قرآن پاک کی پڑھائی کے لئے مختص ہے۔ قرآن پاک کے پڑھنے سے مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے سننے والے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کریں۔ اور قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے ارشادات کی معنوی حقیقت کا انسانی فطرت کے فکری شعور سے طبعی رشتہ وابستہ ہے۔ اور اس حقیقت کا امری اثر انسانی اخلاق کے رُوحانی انداز کی عملی انگیخت کا قدرتی موجب ہے لہٰذا لفظ تلاوت صرف قرآن پاک کی پڑھائی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ دوسری کسی کتاب کے پڑھنے کو تلاوت نہیں کہتے

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝

(دھڑے بازی کی شدت کا عام احساس اور اس کو فرد کئے جانے کے عوامی سوال کی قدرتی انگیخت کے پیدا ہو جانے کے بعد اب) تو کہہ دے کہ اس سے آگے میں تم پر اس کا ذکر (اس کی امن آفرین

ترکیب کے انقلابی نفاذ کی عملی صورت میں)
تلاوت کروں گا (جس سے اس کا اصولی کردار
عملی طور پر وضاحت پذیر ہو جائے گا)

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سمیع اور بصیر ہے۔ وہ اپنے بندوں کی حاجتوں اور دعاؤں کو ہمیشہ سنتا ہے۔ بندوں کے دلوں میں جو بھی خواہش اور جو بھی سوال پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے ہی سے سنا ہوا ہوتا ہے۔ اگر وہ خواہشیں اور دعائیں اور وقتی نوعیت کے اہم سوال اللہ تعالیٰ کی حق آفرین روح کے امری انداز کی تکوینی اقتضاء کا وسیلہ اختیار نہ کریں جو شانِ محمد کی مثالی عبدیت کے امری روپ میں معبودِ حقیقی سے ہر لمحہ واصل رہتی ہے تو وہ سب اکارت ہو جاتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ذوالقرنین کے متعلق علمائے یہود کا سوال پیش ہونے سے پیشتر دھڑے بازی کے حالات میں تنگ آئے ہوئے لوگوں کی فریاد خود اللہ تعالیٰ نے سن رکھی تھی۔ جب اس فریاد کو علمائے یہود کے علمی سوال کی صورت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبودیت نواز توجہ حاصل ہوئی تو وہ حق تعالیٰ کے انقلاب آفرین امری تکوینی اقتضاء کے ارشاد افروز انداز کا [illegible] پر مشتمل [illegible] ہو کر مقبولیت کو پہنچ گئی اور دھڑے بندی کو دور کرنے کی خاطر ذکرِ ذی القرنین کی قرآنی تلاوت کا عملی نفاذ دنیا میں امن و صلح کی امری ترکیب کو انگیخت پذیر بنانے کا امکانی موجب بن [illegible]

دھڑے بازی کے موجودہ حالات کی پریشانیاں [illegible] متعلق عوامی سوال کی قدرتی انگیخت اپنے مخصوص انداز کی [illegible] حد تک پہنچ چکی ہے جہاں مذہبی عقیدت کا اسلامی شعورِ عبودیت کے حق پذیر انداز میں ذکرِ ذی القرنین کی قرآنی تلاوت کے امری انداز سے عملی طور پر مستفیض ہو سکتا ہے۔

حالاتِ زیست کی انقلاب پذیری کے دوران میں ذکرِ ذی القرنین کی عملی تلاوت

[illegible]

[illegible] (۱۰) [illegible] خواہش [illegible]

دونو دھڑوں کے اندر مختلف فرقوں۔ مختلف پارٹیوں اور مختلف قوموں میں جو مختلف خواہشوں اور مختلف ارادتوں کی بنا پر وجود پذیر ہوتی ہیں اُن کی وہ پریشانی اور اضطراب جو اُن کے امن پسند اور صلح جو عناصر کو اُن دونو دھڑوں سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور بنا دیتا ہے۔ نیز نظامِ زیست کا ہر وہ ترکیبی عنصر جو دھڑے بازی کی شدید حالت میں امن پسند عناصر کے اضطراب سے متاثر ہوتا ہے وہ شئے ہے جو ذوالقرنین کی مؤثر اور زوردار ثالثی کا حکیمانہ سبب بنتی ہے

سبب (اسم) رسّی۔ ہر وہ چیز جس سے دوسری چیز کو باندھا جائے اور پیوستہ بنایا جائے۔ وصل و موالات۔ خویشی و پیوند از ارکان شریک

سبّ (فعل) ملامت کرنا۔ گالی دینا۔ تبرّا کرنا اور بیزاری کا اظہار کرنا

دھڑے بازی کی شدید حالت میں امن پسندوں کا اضطراب اور اُن کے اضطراب سے متاثر ہر چیز ہی دھڑے بازوں کے لئے ملامت کا اور صلح پسند عناصر کو دھڑے بازی کی دونو جانب سے علیحدہ کرتے ہوئے اُن کو آپس میں پیوستہ بنانے کا اور اس طرح سے ذوالقرنین کے لئے تمکین پیدا کرنے کا حکیمانہ اور یقینی سبب بن جاتی ہے

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ○	تحقیق ہم (حالاتِ زیست کی عملی صورت میں حق تعالےٰ کی امری رُوح کے انقلاب آفرین اصولوں) نے اُس (ذوالقرنین) کے لئے زمین (زندگی کی عملی حالت) میں تمکین (کے نفاذ کی اصولی مناسبت اور موزونیّت) پیدا کر دی اور (نظامِ زیست کی) ہر شے میں سے اُس کو (تمکین کا) ایک سبب عطا کیا
فَاَتْبَعَ سَبَبًا ○	پس اُس نے اس سبب کا (معقولیت کے ساتھ) پیچھا (جاری) کیا

دھڑے بازی ایک گھر میں ہو یا ایک خاندان میں۔ ایک قبیلہ میں ہو یا ایک قوم میں اور خواہ وہ کل دنیا کو متأثر بنا رہی ہو جب اس کی شدت کمال پر پہنچ جاتی ہے تو امن پسندی اور صلح جوئی کی انگیخت کا

عملی پذیر ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے۔ خلوص و وفا کی سطح پر دونو دھڑوں میں صلح دامن کی خواہش کا پیدا ہو جانا کسی بھی زوردار عنصر کی صلح آفرین تکلین کا سبب بن جاتا ہے جس کی با صدق و صفا ارادت کو حق تعالے کی انقلابی روح کا تائیدی بھروسہ حاصل ہو جائے اور جب اس کو حق تعالے کی تائید حاصل ہو جاتی ہے تو وہ پھر اپنی تکلین کے خداداد سبب کا سکہ جاری کر دیتا ہے

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

شمس (اسم) خصومت۔ دشمنی۔ بخل۔ بغاوت

(فعل) شَمَسَ لَہٗ۔ (فلاں نے اس کے خلاف دشمنی ظاہر کی

سرکش ہونا (گھوڑے کا)

نظام فلکیات میں سورج کا نام بھی شمس ہے کیونکہ سورج کرۂ ارض پر دوسرے سیاروں کے ارضی تاثرات میں فرق کو بحال رکھتے ہوئے حیات انسانی کے عملی انداز کی سطح پر ان کے تاثرات کی جداگانہ حیثیت کے عملی شعور کو برقرار رکھتا ہے۔ انسانی اعمال کی طبعی انگیخت میں تیزی اور حدت پیدا کرتا ہے۔ اپنے مدار پر اگر قطبی ستارہ کے اسری اثر میں ہو تو حیات انسانی کی ارضی سطح پر خلوص و وفا کے اثر میں زور پیدا کرتا ہے اور اگر قطبی ستارہ کی مخالف سمت سے شر کا نحوست آفرین اثر اس کو متاثر بناتا ہو تو پھر ہوا و ہوس میں بخل کے جذبہ کو ابھارتا اور فلکی تاثرات کی اختلاف انگیز کیفیت کے متوازن انداز میں خلل پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے جس سے حیات انسانی خصومت پذیر ہو کر دھڑے بازی میں مبتلا ہو جاتی ہے

مغرب الشمس (اسم) سورج کے غروب ہونے کا وقت

زمانی یا مکانی حیثیت کا وہ انقلابی موقع جس پر پہنچ کر انسانی معاشرہ کا افتراق اور مختلف پارٹیوں اور فرقوں کی مخاصمت اور دشمنی فرد ہو جاتی ہے

عین (اسم) چشم۔ چشمہ۔ مواد زیست۔ شہر باشی۔ کسی چیز کی پیداوار کا نکھار اجرا۔ مواد زیست کی کسی نئی جدید صورت کا ابھار

حمئۃ (اسم) خشم ناکی۔ شوخ چشمی۔ خویشاوندی اور قرابت۔ کل

نظام زیست کی پُر امن ترکیب خصومت کے افتراق انگیز اثر سے خلل ہو کر بدامنی اور فساد کا

Marfat.com

موجب بن چکی ہو تو خصومت کے خلاف خویشی اور قرابت کی سطح پر صلح پسند عناصر کی یک جہتی کا قدرتی اُبھار وہ چشمہ (عین) ہوتا ہے جس میں خصومت کا فرد ہو جانا قدرتی امر ہے

افتراق و تشتت کی شدت کے خلاف خلوص و وفا کی جانب پر مواد زیست پیدا کرنے والے محنتی اور مشقت کش عوام کا غصہ اور شوخ چشمی جو ان سب میں خویشی اور قرابت کو ابھارنے کا امری موجب ہوتا ہے جمہ ہے

عینِ جمہ — محنت اور مشقت کی زیست آفرین سطح پر خشم ناک شوخ چشمی کے قرابت آفرین اُبھار کی چشمہ دار کیفیت

اور چونکہ جمہ نظام زیست کی امن آفرین ترکیب کا ابتدائی اور انقلابی مواد ہوتا ہے اس لئے گل کے معنی میں بھی اس کی معنوی موزونیت کا فصاحتی رسوخ برقرار رہتا ہے

کرۂ ارض پر پانی یا کیچڑ اور دلدل کا کوئی بھی ایسا چشمہ موجود نہیں جس میں سورج غروب ہوتا ہو. اور اگر نظام فلکیات میں سورج کی ترکیبی حیثیت پر غور کیا جائے تو وہ حیاتِ ارضی کے لئے حرارت کا منبع ہے. کرۂ ارض پر نظام حیات کے ترکیبی عناصر خواہ جاندار ہوں یا بے جان اور انسان ہوں یا حیوان اگر وہ سورج کے زیست بخش تاثرات کو قبول کرنے کی صحیح موزونیت کے عملی انداز سے بہرہ ور ہوں تو سورج کی تاثر انگیزی ان میں زندگی کی شکل اختیار کرتے ہوئے انسان کی زیست آفرین جدوجہد میں فرد ہو جاتی اور اس کے لئے سُکھ اور سکون پیدا کرتی ہے لیکن اگر وہ عناصر نظام حیات کی ترکیبی موزونیت کے حیات بخش انداز کی سطح سے گر چکے ہوں تو سورج کا زیست آفرین تاثر انسانی زندگی میں سکون بخشی پیدا نہیں کرتا بلکہ دُکھ پیدا کرنے کا موجب بنا رہتا ہے. نہ تو انسان کی غیر موزوں کوششوں میں فرد ہی ہوتا ہے اور نہ اس کی غیر معقول مصروفیتوں کے بُرے نتائج سے اس کو خلاصی بخشتا ہے جو دُکھ کی شکل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں. اگر انسان پر سورج کے تاثر کی پہلی صورت وارد ہو کر اس کے لئے سُکھ اور سکون پیدا کرنے کا موجب بنتی ہو تو وہ مغرب الشمس ہے اور اگر دوسری صورت وارد ہو جس میں سورج کا زیست آفرین تاثر انسان کی غلط کارانہ زندگی پر دُکھ کی شکل میں وارد رہتا ہے تو وہ صورت مطلع الشمس ہے

ہوا و ہوس کا طبعی اثر خود غرضی کو ابھار کر معاشرہ میں دھڑے بازی کی انگیخت عمل میں

Marfat.com

لاتا ہے اور دھڑے بازی کی دونوں طرفیں ہوا و ہوس کی سطح پر شیطان کے دو قرن ہوتے ہیں۔ خلوص و وفا کی جانب سے صلح پذیر اور اتحاد پسند عنصر بھی تو وقتی طور پر شیطان کے دو خصومت پذیر قرنوں میں دب کر دو قرنوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے لیکن خلوص و وفا کا طبعی اثر شیطان کے اُن دونوں قرنوں کے درمیان اُن ہر دو سے لاتعلق ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اُس کا زیست آفرین تاثر شیطان کے دو قرنوں کے درمیان اُن کے باہمی تخاصم کی سطح پر دھڑے بازی کی عملی شکل اختیار کرتا ہوا دونوں جانب پر عیاری کو برسرِ کار لے آتا ہے۔ اور اُس کے خلاف خلوص و وفا کی حکمت پذیر سطح پر یک جہتی اور اتحاد کو بروئے کار لاتا ہوا مقصدِ حیات کی عملی صورت کے وحدت پذیر انداز میں فرو ہو کر امن و سکون کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس طرح سے تو شیطان کے دو قرنوں کے درمیان شمس کا طلوع اور غروب ہر روز ہی عمل میں آتا رہتا ہے لیکن جب کسی قومی معاشرہ میں ہوا و ہوس کے زور دار اثر و رسوخ کی شدت پذیر سطح پر شیطان کے دو قرنوں کے درمیان شمس دھڑے بازی کی فساد انگیز شدت کا اس سطح عروج عمل میں لے آتا ہے اور پھر مہینوں اور سالوں تک غروب ہونے میں نہیں آتا تو اس کو فرو کرنے کی خاطر محنت و مشقت کی عوامی قوتوں میں دھڑے بازی کی دونو جانب کے خلاف غضب و غصہ کا منظم ابھار عمل میں لایا جانا ضروری ہوتا ہے جو ہوا و ہوس کے دو شیطانی قرنوں کے درمیان کسی طاقتور ذوالقرنین کی ہمت اور حکمت کے بغیر عمل میں نہیں آ سکتا

دھڑے بازی کی شدّت کے فرو ہونے کا مرحلہ

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ
فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ
عِنْدَهَا قَوْمًا ○

یہاں تک کہ جب وہ خصومت (مختلف فرقوں اور پارٹیوں میں دھڑے بازی کی شدت) کے فرو ہو جانے کے مرحلہ پر پہنچ گیا (جو ہمارے عمل کردہ سبب کی اتباع کا لازمی نتیجہ تھا) تو اس پر واضح ہوا کہ وہ خصومت (محض جمود) (محنت و مشقت کی زبردست [illegible] اختیار کئے ہوئے تھی [illegible]

ہے اور اُس (عینِ حمئۃ) پر اُس نے (عوامی یک جہتی کے اتحاد پذیر انداز کی سطح پر افراد کے جدید ابھار کو) ایک قوم (کی صورت اختیار کرتے ہوئے) پایا۔

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ○

ہم (حق تعالٰی کی انقلابی رُوح کے امری اصولوں) نے کہا: اے ذوالقرنین! اب تو چاہے تو اُن کو (اُن کے جرائم پر) عذاب کرے اور یا اگر چاہے تو اُن میں خوبی (کا چال چلن) پیدا کرے (اب وہ تیرے اختیار میں ہیں)

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ○

اس نے کہا (اپنے دل میں عہد کر لیا) کہ جس کسی نے بھی ظلم کیا ہوگا پس آگے چل کر اب ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب (ذاتی طور پر پسند کئے ہوئے فرقہ وارانہ نوعیت کے کسی بھی خصومت انگیز نظریہ) کی طرف پھیر دیا (آزاد کر دیا) جائے گا۔ پس وہ (اس کا مصنوعی رب) اُس کو انوکھی قسم کا عذاب کرے گا (کامیابی کی توقع پر مخالفانہ عمل کی زحمت میں مبتلا کرنے کے بعد ناکام بنا دے گا)

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ○

اور جو کوئی بھی ایمان لائے گا (امن و صلح کے امری مسلک کو مان لے گا) اور صلح پیدا کرنے کی عملی کوشش بھی کرے گا پس اس کے لئے جزائے حسنٰی (ترکیب زیست کے انقلابی انداز میں ہماری تائید و حمایت) حاصل ہوگی۔ اور آگے چل کر ہم اس کے لئے اپنے امر (نظام امن کی انقلابی ترکیب) میں (اس کی عملی

Marfat.com

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

استعداد و قابلیت کے مطابق) آسانیاں مہیا کریں گے (جن سے اس کی جرأت افزائی ہوگی)

آئندہ پھر اس نے (اپنی تمکین کے امری) سبب کا پیچھا جاری کیا (جو صلح کی ترکیب کے عملی طور پر نافذ ہو جانے کے بعد صلح و یک جہتی کے خواہاں عناصر کے دلوں میں عزم و عمل کے فساد کش انداز کی خصومت سوز حیثیت اختیار کرتے ہوئے انقلابی نظام کی امن آفرین ترکیب کا بنیادی اصول قرار پا چکا تھا)

دھڑے بازوں کے دلوں میں خصومت کی دوبارہ انگیخت

حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝

یہاں تک کہ جب خصومت (حسد کی تپش جو اقتدار و ریشوت سے کلی طور پر محروم و مایوس ہو جانے کے بعد افتراق پسندوں کے دلوں میں صلح پسندوں کی ابتدائی کامیابی کے خلاف پیدا ہوئی تھی) کے عملی طور پر ابھرنے کا موقعہ آپہنچا تو اس (ذوالقرنین) نے خصومت (حسد اور دشمنی) کو ایک ایسی قوم کے دلوں میں ابھرتے ہوئے پایا جس کے پاس اس (کے جگر سوز اثر) سے بچاؤ حاصل کرنے کی کوئی (آئینی یا اصولی) اوٹ نہ تھی

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

لَدُی (اسم ناقص) قریب۔ نزدیک۔ ہمزاد

زندگی کے انقلابی ابھار کا وہ مواد جو نقطۂ دونوں کی جانب پر اصلاح کی راہ میں نفسِ ذوالقرنین کی اصولی ترکیب کا انقلابی مشعر تھا

Marfat.com

نسبژ (اسم) شناختی تمیز جو شناخت کئے ہوئے افراد کو گروہ کی صورت میں معاشرہ سے جدا کرتی ہے

احاطہ (فعل) گھیرنا۔ گھیرے میں لینا

ذکرِ ذوالقرنین کی عملی تلاوت کے دوران میں مطلع الشمس کے وقتی حالات کی طرف اشارہ

كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

یوں ہی (جیسا کہ حالات کی عملی صورت میں وہ سامنے دکھائی دے رہا ہے یا گذشتہ زمانے کے کسی بھی افتراق انگیز دور میں دھڑے بازی کو فرد کرتے وقت دھڑے بازوں کو پیش آ چکا ہے۔ عمل کے اس مرحلہ پر پہنچ کر ذوالقرنین کے وفادار ساتھی حالات کی عملی صورت میں حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے عملی انداز کی اصولی کیفیت کو بھانپنے کے قابل ہو چکے ہوتے ہیں) اور ہم (حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے امری اصولوں) نے زندگی کی انقلابی سطح پر اُس (ذوالقرنین) کی ہمزاد اور ہم مقصد (ذہنی علمی عملی۔ اخلاقی اور دیگر ہر طرح کی صلح آفرین) انگیخت کو اپنی خبرداری کے احاطہ میں لے رکھا تھا (کسی کے دل میں وفاداری کا شائبہ تک بھی ذوالقرنین کی نسبژ میں آکر اس کی حفاظت کا مواد بنتا تھا)

ذوالقرنین نے جب کل فرقوں اور کل پارٹیوں کو اصلاح کی انقلابی ترکیب میں یکساں حیثیت سے شامل کر لیا تو عمل کی راہ پر اُن سب میں یک جہتی پیدا ہو گئی تھی لیکن آگے چل کر جب اس ترکیب کے انقلابی آئین نے صلح پسندوں میں جرأت افزائی پیدا کر دی تو دھڑے بازوں کے افتراق آلود دلوں میں

Marfat.com

حسد کا انگیخت پذیر ہونا لازمی تھا۔ عمل کی راہ میں جس موقعہ پر ان کے دلوں میں حسد کا ابھار عمل پذیر ہوا۔ اس موقعہ کو قرآن پاک میں مطلع الشمس کا نام دیا گیا ہے۔ انقلابی ترکیب کے ابتدائی ابھار میں تو خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی ہر دو جانب پر یک جہتی کا پیدا ہونا وقتی طور پر ضروری ہو گیا تھا۔ لیکن اس یک جہتی نے خلوص و وفا کی جانب پر تکمیل کو پہنچ کر جب صلح پسندوں کو نورِ حکمت کی امری روشنی میں پہنچا دیا تو ہوا و ہوس کے عیارانہ انداز کا حسد پذیر ہو کر اس یک جہتی سے علیحدگی اختیار کرنا قدرتی امر تھا۔ اب ہوا و ہوس کی سطح پر تو حسد کی خصومت انگیز آتش بھڑک اٹھی تھی اور جن لوگوں کے دلوں میں خلوص و وفا کا ذہنی، علمی، عملی اور اخلاقی نوعیت کا ذرا سا شائبہ بھی موجود تھا وہ ذوالقرنین کے اصلاح پذیر اور صلح آفرین نفس کی طبعی ترکیب کا طہارت آفرین مواد ثابت ہوئے اور ان کو ذوالقرنین سے بڑی پاسدارانہ خبرداری کے احاطہ میں ابھر پذیر ہونا تھا

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

سَدّ (فعل) روکنا۔ رکاوٹ کھڑی کرنا

(اسم) ہر وہ چیز جو رکاوٹ پیدا کرے یا موجب تنگی ہے

سدّین مختلف ذہنوں اور مختلف پارٹیوں میں سے ان پارٹیوں جب کسی کے مقصد پر الجھے ہوتے ہیں تو وہ اپنی اپنی پارٹی کے اپنے اپنے قبیلے اور برادری کے دوسرے لوگوں [illegible] ترغیب دیتے ہیں اور پارٹی پسند اور جوشیلے لوگ ان لوگوں کی صلح آفرین کوششوں کے راستے میں [illegible] رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور چونکہ وہ دونوں جھگڑے بازوں کی طرف سے کھڑی کی جاتی ہیں۔ اس لئے قرآن پاک میں ان کو سدّین [illegible] گیا ہے

قَول (اسم) انقلابی حالات کی ابتدائی آواز

ذوالقرنین کے انقلابی عزم کی آئندہ راہ پر دھڑے بازوں کی طرف سے روکاوٹ کی دو طرفہ تخلیق

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝

(آئندہ) پھر اُس نے (اپنی تمکین کے خداداد) سبب کا (جواب مختلف فرقوں اور مختلف پارٹیوں کے امن پسند اور صلح آفرین عوام کے مضبوط ملاپ سے ایک ایسی رسّی کی شکل اختیار کر چکا تھا جو دونو دھڑوں کی طرف سے دو امن پسند فرقوں کو آپس میں صلح کا اتحاد آفرین بل دینے سے پختہ ہو چکی تھی) پیچھا جاری کر دیا

مختلف فرقوں اور مختلف پارٹیوں میں اُن کی بنیادی ارادتیں خلوص ووفا اور ہوا و ہوس کے ہر دو اثر سے مواد پذیر ہوتی تھیں۔ لیکن دھڑے بازی کی صورت پیدا ہو جانے پر جبکہ وہ کل پارٹیاں اور کل فرقے دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئے۔ خلوص ووفا کا اثر اُن سب میں دب گیا تھا۔ اور جب دھڑے بازی میں زیادہ شدت پیدا ہو گئی تو خلوص ووفا کا اثر دھڑے بازی کے خلاف انگیخت پذیر ہو گیا۔ ہر فرقے اور ہر پارٹی میں وہ اثر ذوالقرنین کے تمکینی سبب کا تخلیقی موادّ تھا جس کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے صلح پذیری کا امری بل دے کر دو رسّیوں کی شکل میں اور پھر اُن دو رسّیوں کو اتحاد کا انقلابی بل دے کر ایک مضبوط رسّے کی صورت میں بدل دیا تھا۔ ذوالقرنین کی تمکین کے اُس انقلابی رسّہ (سبب) کی امری ساخت کے ساتھ ساتھ ہوا و ہوس کا افتراق انگیز موادّ خلوص ووفا کے صلح پذیر موادّ سے علیحدگی اختیار کرنے اور مطلع الشمس کی منزل سے آگے گذر کر صلح و یکجہتی کی راہ میں روکاوٹیں پیدا کرنے لگ گیا

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝

یہاں تک کہ جب وہ سدّین (دھڑے بازی کی دونو جانب سے کھڑی کی جا رہی دو روکوں) کے بیچ میں پہنچ گیا تو اس نے اُن دونو روکوں کی اس طرف سے (روک کھڑی کرنے والوں کے سوا) دوسرے لوگوں کو (جن کو اُن کے پرانے پارٹی بازی ساتھی صلح و اتحاد کی

ترغیب سے روکتے اور اپنے اپنے پرانے تعلقات کا واسطہ دے کر اپنے اپنے دھڑے کی طرف دوبارہ پیچھے کھینچتے تھے) تو آموز قوم کی ایک ایسی الجھی ہوئی صورت میں پایا جس میں وہ (صورتِ حالات کے وقتی مطالعہ کی شکل میں پیدا ہونے والی) کسی بات کو نہیں سمجھ سکتے تھے

ذوالقرنین کے وفادار ساتھیوں میں ایسے لوگ تھوڑے تھے جو گذشتہ دور میں پارٹی بازی سے الگ تھلگ خلوص و وفا کے پُر امن اور صلح پسندانہ انداز میں برقرار رہ چکے تھے۔ اُن میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جن کے دلوں اور دماغوں میں ہوا و ہوس کے اثر کی رمق ابھی باقی تھی اور جن کو دھڑے بازی کے امن سوز حالات نے ذوالقرنین کی تمکین کے قدرتی زور سے صلح کی ترکیبی سطح پر اکٹھا کر لیا تھا۔ جب صلح و یک جہتی کی اصلاح پذیر ترکیب کا عملی ابھار بلند ہو کر اصولِ حکمت کی امری روشنی میں پہنچ گیا جہاں ہوا و ہوس کا عیارانہ اثر خلوص و وفا کے حکمت پذیر اثر سے علیحدہ ہو جایا کرتا ہے تو اُن پر عجیب طرح کے مخمصہ کی حالت طاری ہو گئی۔ ایک طرف سے تو انہوں نے صلح و یک جہتی کا سکون آفرین مزا چکھ لیا تھا جس کو چھوڑنا اُن کے لئے اب محال ہو رہا تھا اور دوسری طرف سے اُن کے دلوں میں اپنے پرانے ساتھیوں کی فکر فریب ترغیب کشش پیدا کرتی تھی۔ ایسی حالت میں اُن کے دلوں میں کسی جدید نہم کے چلانے کی خواہش کا پیدا ہونا قدرتی تھا جو اُن کو اُن کے اُس مخمصہ کی حالت سے نجات دلانے کا باعث بن سکتی ہو۔

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

اَجَّ	(فعل)	دشمن پر حملہ کرنا۔ آگ کا شعلہ پذیر ہونا
اجیج	(اسم)	زبانۂ آتش
اجوج	״	روشن و تاباں
اجۃ	״	سختیٔ گرما۔ سوزش
ماءٌ اُجَاجٌ	״	آبِ شور و تلخ۔

یاجوج (اسم) عبرانی زبان کا لفظ ہے لیکن اگر اس کو عربی زبان کے معیار پر تولا جائے تو یاجج کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ یاجج فعل مضارع ہے اجج سے ہر وہ عنصر جو امن کا مخالف ہو اور امن کو دشمن سمجھتے ہوئے پر امن زندگی میں تلخی پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے

ماجوج (اسم) اسم مفعول ہے اجج سے
ہر وہ عنصر جو یاجوج کی اس سوز جارحیت سے مثبت یا منفی طور پر متاثر ہوتا ہوا امن کے لئے وبال پیدا کرنے میں اس کا ساتھی ہو

انسانیت کا فطری ڈھانچہ محبت کی اتحاد پذیر سطح پر خلوص و وفا کے خلقی موادّ سے ترکیب پذیر ہوتا ہے لیکن اگر انسان اس ڈھانچہ سے باہر ہو جائے تو ہوا و ہوس کی راہ سے جہل و شر کی سطح پر پہنچ کر بغض و عناد کی خباثت قبول کرتا ہوا فطری طور پر امن کا دشمن بن جاتا ہے جبکہ اس کے نفس کی فطری ترکیب میں ہوا و ہوس کے اثر کی عملی کیفیت اوج پر پہنچ جاتی ہے۔ حیات انسانی کی عوامی۔ قومی اور عالمی سطح پر ایسے انسان نما وحشیوں کے حملہ کا خطرہ امن کو مخدوش بنائے رکھتا ہے۔ ایسے ہی امن دشمن لوگوں کو قرآن پاک میں یاجوج و ماجوج کا نام دیا گیا ہے

ہوا و ہوس کی سطح پر جن لوگوں کی افتراق انگیز ہنگامہ خیزی دھڑے بازی کو جنم دیتی ہے مطلع الشمس کے انقلابی مرحلہ سے آگے گذر کر ان کی فساد انگیزی فطری حیثیت میں ان کو یاجوج و ماجوج بنا دیتی ہے

ذوالقرنین کے ساتھیوں میں فساد پیدا کرنے والوں کے خلاف عملی مہم چلانے کی خواہش

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○

(جدید حالات کی پیچیدہ صورت میں الجھے ہوئے وہ لوگ) کہنے لگے۔ اے ذوالقرنین (وہ اب ذوالقرنین کے امری منصب کی حقیقت سے عملی طور پر باخبر ہو کر اس کو تسلیم کر چکے تھے) تحقیق یاجوج ماجوج (دھڑے بازی کی دونوں جانب سے امن و صلح

کی انقلابی ترکیب پر فساد کی آگ پھیلانے والے لوگ)
اپنی فطرت سے مفسد ہیں اور زمین میں فساد کرتے
پھرتے ہیں ۔ پس ہم (تمہارے امن آفرین مساعی میں
زور پیدا کرنے کی خاطر) ایک نیا خرج (مال و جان
کے خرچ سے ایک نئی مہم) جاری کرنے کا عزم
رکھتے ہیں تاکہ تم اس سے ہمارے اور ان کے درمیان
ایک روک کھڑی کر دو

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

ردم (اسم) بندش رخنہ ۔ چیزے زاید از سد

(فعل) اپنی جگہ پر ساکن اور برقرار رہنا ۔ خشکی کے بعد درخت کا سرسبز اور برگ آور ہونا ۔ جاری اور رواں ہونا

خلوص و وفا کی سطح پر برقرار رہتے ہوئے صلح و اتحاد کی ترغیب قبول کرنے اور اس ترغیب سے صلح و یک جہتی کی طرف رواں رہنے کی عملی حالت کو قرآن پاک میں ردم کا نام دیا گیا ہے جو تکمیل اور پختگی کو پہنچ کر دشمنوں کی طرف سے پیدا کئے ہوئے ہر رخنہ کی بندش کا کام دیتی ہے

قوۃ (اسم) دانش و خردمندی ۔ جسمانی طاقت ۔ تاہ کن

قوی ۔ اقواء (فعل) بہت سے ریشوں کو آپس میں بل دے کر رسہ بنانا

قوی ۔ قویۃ (اسم) بہت سے ریشوں کو بل دے کر بنا یا ہوا رسہ

قوۃ (اسم) قوائے انسانی کے عملی اندازکی ترکیب میں امری موزونیت کا خلقی شعور

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ
فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○

ذوالقرنین نے کہا زندگی کے یکساں مقاصد کی یکساں ضرورت کے یکساں احساس میں یکساں بیداری پیدا کرتے ہوئے پھوٹ کے نامیوں کو ملامت اور صلح پسندوں میں الفت کی ترغیب پیدا کرنے کے)

Marfat.com

جس انداز کو میرے رب نے میری تمکین کا سبب بنایا ہے وہی بہتر ہے۔ پس تم (ذہنی۔ فکری۔ علمی۔ اخلاقی۔ روحانی اور جسمانی قوتوں کے ترکیبی انداز کی اتحاد پذیر) طاقت سے میری "تمکین کے صلح آفرین مسلک کی) اعانت جاری رکھو تاکہ میں تمہارے اور اُن فسادیوں کے درمیان رخنہ پیدا کئے جانے کی عملی گنجائش کو (دانش و خرد مندی کے مختلف ریشوں کو آپس میں صلح و یک جہتی کا حکیمانہ بل دیتے ہوئے حالات کی الجھن پر دونو جانب پر قابو پا لینے سے) ختم کر دوں۔ (جب رخنہ پیدا ہونے کی قدرتی گنجائش ختم ہو جائے گی تو اُس کا خاتمہ فساد برپا کرنے والوں کی راہ میں شدید رکاوٹ ثابت ہوگا)

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

زُبَرَ	(فعل)	روہ وار بنیاد رکھنا۔ بیٹھ جانا۔ باز داشت کرنا۔ نہی کرنا۔ آواز بلند کرنا۔ زجر کرنا۔ سخت سست کہنا
حدّ	(فعل)	دو چیزوں کے درمیان حائل ہونا۔ باز آ جانا
حدّ	(اسم)	ہر چیز کی انتہا۔ نہایت۔ ہر چیز کی تیزی۔ دلاوری غضب کی سبکی
حدید	(اسم)	لوہا۔ لوہے جیسی مضبوط کوئی چیز
رجلٌ حدیدٌ		مرد تیز فہم۔ چرب زبان۔ زود خشم۔ دلاور
زبر الحدید		جب کوئی پارٹی یا فرقہ دو متضاد قسم کی ترغیب سے دو متضاد حصوں میں بٹ جاتا ہے تو اُن دونو حصوں میں بُری ترغیب کو قبول کرنے والوں کی رُوگردانی سے حدّ پیدا ہو جاتی ہے خلوص و وفا کی

Marfat.com

سطح پر صلح و اتحاد کی ترغیب کو قبول کرنے والے حصّوں کو جو فساد کی ترغیب قبول کرنے والوں کی رُوگردانی کے بعد اُن فرقوں اور پارٹیوں میں باقی رہ جاتے اور صلح کی انقلابی ترکیب میں موزوں حیثیت اختیار کر لیتے ہیں قرآن پاک کی زبان میں زبر الحدید کہا گیا ہے۔ اُن لوگوں کا صلح آفرین عزم و عمل افتراق انگیز پارٹیوں سے علیحدہ ہو جانے کے بعد زُبَرَ الحدید کی معنویت کو ہر لحاظ سے پورا کر دیتا ہے

صَدَف (اسم) غلافِ مروارید۔ ہر وہ چیز جو دیوار کی مانند بلند ہو۔ روگردانی

صَدَف (فعل) صَدَفَ عَنْہُ۔ فلاں نے اس سے روگردانی کی

صَدَفَیْن (مثنیٰ) دونوں دھڑوں میں شامل ہر پارٹی اور ہر فرقہ سے جو لوگ صلح و اتحاد کی ترغیب سے عملی طور پر روگردانی کرتے ہوئے صلح پسندوں سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں اُن کا وہ فعل صَدَف ہوتا ہے اور چونکہ وہ روگردانی دھڑے بازی کی دونوں جانب پر یکساں حیثیت سے عمل میں آتی ہے اس لئے قرآن پاک میں روگردانی کرنے والی ہر دو جانب کو صدفین کہا گیا ہے

ذوالقرنین کا انقلابی پروگرام صلح و اتحاد کی سطح پر انسانی زندگی سے امن آفرین انداز کے آباد کو ہر طرح کی مثل بنا دیتا ہے اور اس سے روگردانی کرنے والوں کی حیثیت دو سیپیوں (صدفین) کی مانند باقی رہ جاتی ہے جن کا تمام مواد آباد رہتی ہے جو ہر دو مواد سے بنیادی طور پر خود بخود جدا ہو جاتا ہے

نفخ (فعل) پھونکنا۔ دم کرنا۔ کسی بھی قسم کی موافقانہ یا مخالفانہ پھونک (ترغیب) کا عمل میں لانا

نار (اسم) آتش

(فعل) چمکنا۔ درخشاں ہونا۔ بھاگنا۔ بچ جانا۔ اونٹ کو رم ہو ... سے نقصان کرنا

قطر	(فعل)	ٹپکنا۔ ادھر اُدھر سے ٹپکنا۔ کشید کرنا
	(اسم)	جانب۔ دائیں بائیں یا اوپر نیچے کی طرف یا ارضی و سماوی۔ تانبا
افراغ	(فعل)	اُنڈیلنا۔ برتن سے کوئی چیز کسی پر گرا کر برتن کو خالی کرنا۔ پگھلی ہوئی دھات کو کسی خاص شکل میں ڈھالنا

صلح و اتحاد کی انقلابی ترکیب میں امن پسندوں کا سرگرم انہماک اور فساد انگیز عناصر کی رُوگردانی

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ط

زبر الحدید کو (یعنی اُن لوگوں کو جو اپنی اپنی پارٹی اور اپنے اپنے فرقہ کے خصومت انگیز نظریات سے انتہائی حد تک بے زار ہو چکے ہوں اور اُن میں اور اُن کے ہم فرقہ اور ہم پارٹی ساتھیوں میں حد درجہ کی دُوری پیدا ہو چکی ہو) میرے اتحاد آفرین مسلک پر اکٹھا کرنا شروع کر دو (اس میں شامل ہونے کی ترغیب پیدا کرو جس کی مقبولیت کے لئے اُن کے دلوں میں امری موزونیت پیدا ہو چکی ہے (تعمیل جاری ہو گئی)

حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ط

یہاں تک کہ جب صدفین (صلح و اتحاد سے روگردانی کر جانے والے دونوں دھڑوں) کے درمیان (صلح و اتحاد کی ترکیب میں اکٹھے ہو جانے والے زبر الحدید کی مجلسی زندگی میں جو اپنی اپنی پارٹی اور اپنے اپنے فرقہ سے کٹ چکے تھے) اُس نے (استواری اور مساوات قائم کر دی تو حکم جاری کیا کہ (صلح و اتحاد سے روگردانی کرنے والے افتراق پسندوں اور

Marfat.com

دھڑے بازوں کے خلاف) دم برقرار رکھو (صلح و
اتحاد کی ترغیب جاری رکھو) تاکہ تمہارے اتحاد کا
ضبط اُن پر رعب طاری کرنے کا پائیدار موجب بن
جائے) (تعمیل جاری ہوگئی)

ضبطِ حیات کی امن آفریں سطح پر علم و حکمت کے آتشیں جلال کی دشمن سوز انگیخت

حَتّٰىٓ اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ
اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝

یہاں تک کہ جب اُس کو (مخالفین کے اندر صلح و
اتحاد کی امن آفریں سطح پر ضبطِ حیات کے پُر رعب
انداز کو حکمت و فنون کے چشم آفریں نفخ سے
امن کے دشمنوں کی اندرونی اور بیرونی راہ میں بھڑکتی
ہوئی) آتش (کے عدو سوز شعلوں کا پر جلال خطہ)
بنادیا تو اعلان کیا کہ قطر (معاندانہ اندازِ عمل کی دونوں
جانب سے ٹپکتا ہوا مواد) میرے پاس لاؤ تاکہ میں
اُس کو امن آفریں سرگرمیوں کے آتشیں اثر میں پگھلا
کر اُس کی معاندت کو موافقت میں تبدیل کر ڈالوں۔
یعنی اس کے مخالفانہ انداز کو صلح و اتحاد کے انداز میں
جذب کرلوں (اس سے زندگی کے انقلاب پذیر
انداز کا شوکت آفریں جلال یا عروج و ارتقاء کی
نگاہوں میں دہشت بڑھانے کا)

ہر ایک پارٹی اور ہر ایک فرقہ میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے درمیان جب حد کھڑی ہوگئی اور
ہوا و ہوس کی جانب پر انتہا پسند لوگ انقلابی نظام کی امن آفریں ترکیب سے روگردانی کر گئے تو منتظمین کے
نیک دل، مخلص و وفادار صلح پذیر سطح پر عوامی زندگی نے امن و آزادی کا نیا روپ دھار لیا [illegible]

اور استعداد کو ترکیبِ زیست کے انقلابی انداز میں موزوں طور پر چسپاں کر دیا گیا اور ضبطِ حیات کو علوم و فنون کی روشنی سے منوّر بناتے ہوئے آزادی کو بلندی کی اُس سطح پر پہنچا دیا جہاں دشمنانِ امن کی راہ میں اُن کی ہیبت انگیز شوکت کا پُرحشم جلال آہنی دیوار کی آہنشیں حیثیت اختیار کر گیا۔ رعبِ جلال کی وہ آہنشیں دیوار اُن کی راہ میں ایک ایسی شدید روکاوٹ تھی جس کو نہ تو اہلِ فساد کسی صورت میں پھاند ہی سکتے تھے اور نہ اس میں کسی طرح کا سوراخ ہی پیدا کر سکتے تھے۔

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

اسطاع	(فعل)	کسی کام کے قابل ہونا
استطاع	(فعل)	کسی کام کو کر سکنا
استطاعت	(اسم)	کسی کام کے کر سکنے کی استعداد و قابلیت کی امری موزونیت
نقب	(فعل)	سُوراخ کرنا۔ چوری کرنے کے لئے دیوار میں موری پیدا کرنا۔ جاسوسی کرنا

فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○

پس اُن (یاجوج و ماجوج یعنی فساد برپا کرنے والے دو طرفہ لوگوں) سے نہ تو یہ ہو سکا کہ (صلح پذیر زندگی کے وحدت پذیر انداز کی عملی صورت میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی غرض سے) اُس (حیات بین الصدفین) پر (کسی طرح کی) چڑھائی کر سکیں اور نہ یہ ہو سکا کہ (مخالفانہ اثر اندازی کی نیت سے) اس میں کوئی سوراخ (رخنہ) ہی پیدا کر سکیں

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

دَکَّ	(فعل)	اجل کا واقع ہو جانا۔ حالات کی موافقت اور موزونیت کا انتہا کو پہنچ کر ختم ہو جانا
دَکَّآءَ	(اسم)	پشتۂ زمین جس کی مٹی نرم ہو۔ ہموار زمین
دَکّ	(فعل)	کوٹنا۔ ہموار بنانا۔ ویران کرنا۔ ہانکنا اور زحمت پہنچانا

Marfat.com

حق تعالیٰ کے حضور میں ذوالقرنین کی شکر گذاری اور قوم کو زندگی کے پُرامن انداز میں استحکامِ ضبط کو برقرار رکھنے کی تاکید

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ
دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ
حَقًّا ۝

ذوالقرنین نے (اپنی کامیابی کی تکمیل پر اپنے رب کی شکر گذاری بجا لاتے ہوئے) کہا کہ یہ (زندگی کا پُرامن سطح پر ضبطِ حیات کا دشمن سوز حشم) میرے رب کی رحمت کا عملی ظہور ہے۔ پھر جب میرے رب کی وعدہ (صورتِ حالات میں امری موافقت کے اختتام) کا وقت آگیا تو اس (زندگی کے وحدت آفرین ضبط) میں نرمی اور ہمواری پیدا ہو کر اس کے انہدام کا باعث بن جائے گی اور میرے رب کی وعدہ کے نفاذ کا امکان یقینی ہو جائے گا

غور طلب الفاظ اور ان کے معانی

مَوج	(فعل)	لمبا نیچہ مارنا۔ گھسڑنا۔ داخل ہونا۔ دخل انداز ہونا
صُور	(فعل)	اکٹھا ہونا۔ قطع کرنا۔ جدا کرنا۔ متوجہ کرنا
تصویر	″	صورت بنانا۔ پیدا کرنا

انہدامِ ضبط کے بعد حالاتِ زیست کی ضبوط پذیر کیفیت

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ
فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰ
هُمْ جَمْعًا ۝

اور ہم اس دن ہم (حق تعالیٰ کے امری اصولوں کی انقلابی روش) ان لوگوں میں سے بعض کو (جو اپنی فطرت میں عملی طور پر مفسد ثابت ہو رہے تھے ہیں کی دونوں جانب پر مسدود بنا دئے گئے ہیں) بعض ان لوگوں میں) جو سدین کے درمیان وحدت اور

یک جہتی کے قبول کر لینے پر وقتی ضرورت نے مجبور بنا
رکھے ہیں گھسٹ جانے کے لئے آزاد چھوڑ دیں گے اور ضرور
(حالات کی انتشار پذیر صورت جس میں مختلف
جماعتوں کی صورت پذیری امری طور پر عمل میں
آنے لگ جائے گی) میں (امر تکوین) پھونک دیا
جائے گا اور ہم (لوگوں میں جماعت بندی کا اُخروی
اُبھار پیدا کرتے ہوئے) اُن کو (نتائج اعمال کی
وصولی کے موزوں اور مناسب موقعوں پر) اُن کی
زندگی کے اُخروی انداز کی مختلف صورتوں میں جمع
کر دیں گے

غور طلب الفاظ اور اُن کے معانی

جہنّم (اسم)

چاہِ دور تنگ

جھن + ام (فعل)

جھن ۔ نزدیک کھینچ کر لانا ۔ امّ کسی طرف چلنے کی رہنمائی کرنا کسی چیز کی تجویز کرنا
نمّ ۔ ہوا کا بو کو پھیلانا ۔ دوسروں کو بدی پہنچانے کا خواہش مند ہونا ۔ دوسروں
کو نقصان اور بدی پہنچانے کی نیت سے باتیں بنانا ۔ جھوٹ اور افتراء سے
بھری ہوئی تقریریں کرنا

جھنّ + امّ

جہنّم یا جھن + ام یا جھن + نم (نزدیک کھینچ کر لاؤ) یہ وہ آواز ہے جو
فطرت انسانی کے امری ڈھانچہ سے باہر بغض و عناد میں مبتلا شدہ
فسادیوں کی دعوت کے لئے جہل و شر کے عمیق گڑھے سے بلند ہوتی ہے
تاکہ اس جہان میں وہ فساد کی تخلیق عمل میں لائیں اور اس جہان میں
اُس کا نتیجہ بھگتیں جو اسی جہان سے شروع ہو جاتا ہے

Marfat.com

ہوا و ہوس کے شدید اثر میں کئے گئے افتراق انگیز اعمال کے نتائج کی اُخروی صورت

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۝ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝

اور اُس دن ہم جہنّم کو (جو حیاتِ انسانی کی سب سے نچلی سطح پر ذلّت و خواری کے تاریک گڑھے کی شکل میں منکروں کی سزا کے لئے دونوں جہان میں موجود ہے۔ اور جس کی اِس جہانی سطح سے اوپر اٹھاتے ہوئے انسانی زندگی کو امن و آزادی کی بلند سطح پر پہنچایا گیا تھا) منکروں کے سامنے رُو برو لے آئیں گے۔ اُن لوگوں کے سامنے جن کی قوتِ شناخت میرے ذکر (کے عملی نفاذ کی پہچان) سے (خود غرضانہ اور عیارانہ مشاغل کے) پردہ میں مستور رہی اور جو صورتِ حالات کے وقتی مطالبہ کے سننے کی استطاعت سے محروم رہ گئے (اُس مطالبہ کی عملی مطابقت اور موافقت سے پیچھے رہ گئے)

علمی فصاحت کا عجمی انداز مفہومِ قرآن کی ادائیگی سے قاصر ہے

قرآن پاک کی زبان اور اس کا اندازِ فصاحت اتنا بلند ہے کہ اس کے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کی خاطر انسانی ادراک کا آسمان پر پہنچنا اور یا انسانی دل و دماغ کا نورِ عقل کی امری روشنی سے منوّر ہونا ضروری ہے۔ پہلی صورت تو صرف انبیاءؑ سے مختص ہے لیکن دوسری صورت بھی انہی لوگوں پر وارد ہوتی ہے جن کے دل و دماغ ہوا و ہوس کی دنایت پذیر آلودگیوں سے کلّی طور پر پاک اور مطہّر ہو چکے ہوں یا جن کے نفوس کا تزکیہ عمل میں آ چکا ہو۔ میرے دل میں قرآن پاک کی

Marfat.com

ملت افروز روح کے لئے محبت کا مخلصانہ جذبہ اور دماغ میں اسلام کی وحدت آفرین حکمت کا وفادارانہ شعور تو موجود ہے لیکن میں اپنے فہم و فراست کو ہوا و ہوس کے غیر محسوس اثر کی ظلمت آلود آمیزش سے پاک نہیں سمجھتا لہٰذا میرے ادراک کی علمی استعداد سے غلطی اور خطا کا سرزد ہونا لازمی ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ قرآن پاک کے مقدس ارشادات سے اخذ کئے ہوئے مفہوم کو اپنی زبان میں ادا کرنے کی مجھ میں قابلیت ہی نہ ہو۔ بہرحال مجھے اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ میرے فکری شعور کی ادراکی خامیوں سے سرزد ہونے والی غلطیاں انسانی عقاید و مسلمات کی کسی بھی مذہبی یا سیاسی نوعیت کے ملی یا غیر ملی نظریہ کو کسی بھی قسم کا ذہنی گزند پہنچانے کی وجہ نہیں بنیں گی۔ مجھے اپنے اس حقیر مکتوب سے نہ تو کسی اسلامی یا غیر اسلامی فرقہ یا جماعت کی بے جا مخالفت کرنا مقصود ہے اور نہ کسی کی غیر معمولی حد تک تائید و حمایت ہی مطلوب ہے۔ اس کتابچہ کا نفس مضمون قارئین کرام پر یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہوگا کہ میرے دل میں ہر اس فرد ملت کے لئے جو اسلامی وحدت کی ملت افروز روح سے عقیدت رکھتا ہو محبت موجزن اور ہر اس فرد بشر کے لئے جو حق تعالےٰ کی صداقت افروز روح کے امری اثر کو یقینی تسلیم کرتا ہو الفت موجود ہے

بہت ممکن ہے کہ اہل علم کا وہ جمود پرست طبقہ جو تحقیق کی ضرورت کو تسلیم اور محسوس ہی نہیں کرتا اور یا ارتداد پذیر جدت پسندوں کا وہ طبقہ جو مذہب سے متنفر ہو رہا ہے میرے ماضی الضمیر کو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کرے اور یا میری اس تحریر سے کوئی الٹا مطلب اخذ کرے لیکن اسلام سے محبت رکھنے والے اور مذہب پر اعتقاد رکھنے والے وہ مخلص ادیب جو کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے ادبی انداز سے مانوس ہونے کی وجہ سے زباندانی کی روح کے معنوی انداز سے مس رکھتے ہوں مفہوم قرآن سے متعلق نہ صرف میرے ماضی الضمیر کو ہی سمجھ پائیں گے بلکہ ان پر یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ میرا انداز بیان میرے مفہوم کی معنوی سطح سے بہت پست ہے۔ میں اپنی علمی کم پائیگی اور ادبی بے مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ میری قلمی قابلیت ذوالقرنین سے متعلق میرے قرآنی مفہوم کو صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ قرآن پاک کی بلند حقیقت کو کسی بھی دوسری زبان میں کما حقہٗ ادا کرنا ہر کسی کے لئے محال ہے۔ جن پاکبازوں کے دل و دماغ اس حقیقت سے طبعی طور پر منور ہوتے تھے۔ انسانی فہم و فراست

Marfat.com

کو روشنی بخشنے کے لئے انہوں نے بھی اپنے قلم و زبان سے کہیں زیادہ اپنے روحانی اخلاق کی شرف آموز قابلیت سے کام لیا تھا

میرا مقصد ذوالقرنین سے متعلق اپنے قرآنی مفہوم کو انسانی زندگی کی اس عوامی سطح پر پہنچانا ہے جس پر خلوص و وفا کے دینی ابھار نے فہم و دانش کے ادراکی شعور کو متاثر تو بہت ہی رکھا ہے لیکن عوام کی فکری استعداد کا ثقافتی اور مجلسی انداز ہوا و ہوس کی وہم آلود تاثر انگیزی کے تسلط سے ابھی تک آزاد نہیں ہوا۔ قرآن پاک کی فصیح معنویت سے اُن کے فکری شعور کی تغافل پذیر دُوری نے اُن کے دینی قیاس کی راست جو استعداد کو اصول شناسی کی بلند سطح سے نیچے کھینچ کر قصہ گوئی اور داستان پسندی کے روائتی انداز کی سطح پر ابھار رکھا ہے لہذا میں ذوالقرنین سے متعلق اپنے قرآنی مفہوم کو اصول کی روشنی میں عام فہم بنانے کی خاطر اب کہانی کی شکل میں پیش کرتا ہوں

Marfat.com

Marfat.com

چھٹا باب

ذوالقرنین کی کہانی

(قرآن پاک کی روشنی میں)

Marfat.com

پہلی فصل

ذوالقرنین کا انقلابی سفرنامہ

حیاتِ انسانی کی ہر سطح پر یوں تو اختلافات کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہی رہتی ہے اور ان کو مٹانے کی خاطر حق تعالےٰ کا امن آفرین اصول بھی اپنا کام جاری رکھتا ہے لیکن اُس کی عالمی سطح پر حالات کی وہ پیچیدہ اور افتراق انگیز صورت جس میں آج کل دنیا مبتلا نظر آتی ہے تعمیرِ دین و ملّت کے قدیم ادوار میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پیشتر ایک ہی دفعہ پیدا ہوئی ہے۔ بین الاقوامی زندگی کی عالمی سطح پر کل قوموں کے اندر اور قومی سطح پر کل فرقوں اور کل پارٹیوں کے اندر امن پسند لوگ صلح پیدا کرنا چاہتے تھے لیکن دھڑے بازی کی شدت صلح پسندوں کی امن آفرین کوشش کے مقابلہ میں زیادہ زور دار تھی۔ دھڑے بازوں کو تو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف زندگی کی ہر سطح پر دشمنی تھی لیکن صلح پسند دونو طرف سے صلح پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ جب صلح پسندوں کی کوششیں ہر جگہ پر ناکام ہوگئیں اور زندگی کی ہر سطح پر دھڑے بازی کی امن سوز شدت سے عوام تنگ اور مجبور ہونے لگ گئے تو ان کی توجہ کا رُخ زمین سے اُٹھ کر آسمان کی طرف بلند ہوگیا۔ اور حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے امنِ عالم کو بحال و برقرار بنانے کی خاطر ہوا و ہوس کی افتراق انگیز شدت کے مقابلہ میں خلوص و وفا کے طہارت پذیر انداز کو زندگی کی ہر سطح پر اپنی امری دستگیری کا سہارا بہم پہنچانا شروع کر دیا۔ خلوص و وفا کی ملی جانب پر حق تعالےٰ کی امری دستگیری سب سے پہلے ایسی جگہ نازل ہوئی جہاں صورتِ حالات انقلاب کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہر لحاظ سے موزون تھی اور جہاں خلوص و وفا کی باقتدار قابلیت و استطاعت حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت کے امری اثر میں ذوالقرنین کی امن آفرین حیثیت میں بدل سکتی تھی۔ اس اہم ترین جگہ سے ذوالقرنین نے امن و صلح کی راہ پر اپنا انقلابی سفر شروع کر دیا

Marfat.com

(ک)

تخلیقِ امن کی راہ پر ذوالقرنین کا مغرب الشمس تک پہنچنا

جن مختلف فرقوں اور مختلف پارٹیوں پر دو متضاد و متخاصم گروہوں کا اشتمال عمل میں آتا ہے اُن سب کی ارادیتی حیثیت جُدا جُدا ہوتی ہے۔ اُن سب میں اُن کی جداگانہ ارادیتوں کے اندر امن پسند عوام کی ارادیتوں کا حصّہ امن و صلح کی یکساں خواہش سے متاثر ہوتا ہے۔ خلوص و وفا کا وحدت پذیر خاصّہ اُن سب کی مختلف اور متفرق ارادیتوں سے صلح و امن کی یکساں خواہش کو ہوا و ہوس کی افتراق انگیز سطح سے اوپر اٹھا کر متحد عزم کی شکل میں بدل دیتا ہے۔ صلح پسندوں کا وہ متحد عزم اُس رسّی سے مشابہ ہے جو یکساں قسم کے کئی ریشوں کو آپس میں بل دے کر تیار کی گئی ہو اور چونکہ امن و صلح کے طبعی اُبھار کی وہ عزم آفرین رسّی دونوں دھڑوں کے امن پسند فرقوں کی یکساں صلح پسندی سے بل گیر ہوتی ہے۔ اس لئے خلوص و وفا کا صلح پذیر اُبھار عزمِ عمل کی اُس انقلاب انگیز رسّی کو دونوں جانب سے ملا کر قوتِ عمل کے ایک مضبوط رسّے کی شکل میں ساخت پذیر بنا دیتا ہے۔ خلوص و وفا کی وہ متحد طاقت ہی مختلف فرقوں اور مختلف پارٹیوں کے پُرامن عناصر کی صلح پسندانہ خواہشوں کے طبعی اتحاد سے تیار کیا ہوا وہ رسّہ ہے جو ذوالقرنین کی تمکین کا امری سبب بنا۔ اس سبب یا رسّہ کی طبعی ساخت کے امری پہلو کی شناخت عمل میں آ جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خلوص و وفا کی امری انگیخت نے زندگی کی عوامی سطح پر تعلقات و روابط کے طبعی اور مجلسی انداز کو نیچے سے اوپر تک اس سبب سے متعلق و متعلق بنا رکھا تھا۔ ذوالقرنین نے اپنی تمکین کے اس امری سبب کو تھام لیا اور وہ سبب شروع سے لے کر آخیر تک اس کی رہنمائی کا قدرتی سبب بنا رہا۔

امن و اصلاح کی اصولی راہ پر جب ذوالقرنین نے اپنا انقلابی سفر شروع کیا تو اس وقت شمس نصف النہار پر تھا یعنی دونوں دھڑوں کے اندر منافرت کی شدت کا زور اپنے کمال پر پہنچ چکا تھا۔ اقتدار کی سطح پر متخاصم طاقتوں کا عملی تصادم وقوع میں آنے ہی کو تھا کہ ذوالقرنین نے اپنی تمکین کے امری سبب کو اقتدار کے انقلابی تقاضوں سے تھام لیا۔ خلوص و وفا کے ذوالقرنینی انداز کو جب اقتدار پر تسلط حاصل ہو گیا تو اُس نے ہوا و ہوس کے امن سوز اثر و رسوخ کو دونوں طرف سے دبا دیا اور خلوص و وفا کے

Marfat.com

صلح آفرین عوامی انداز میں دونوں جانب یک جہتی کا عملی اظہار پیدا کرنا شروع کر دیا

عوامی زندگی کی سیاسی سطح سے ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر و رسوخ کو ختم کر دینے کے بعد جب دھڑے بازی کی شدت ذرا کم ہو گئی یعنی شمس نصف النہار سے ذرا نیچے اتر آیا تو پھر ذوالقرنین نے زندگی کی اقتصادی سطح پر ہوا و ہوس کی پیدا کی ہوئی معاشرتی خرابیوں کو دور کرنا شروع کر دیا۔ عوامی مشقت سے پیدا ہونے والے بھرپور خزانے جو سیاسی اقتدار کے عیارانہ سہارے پر اقتصادی فریب کاری کے طلسمی نہاں خانوں میں پہنچتے رہتے تھے معاشی انصاف کی ترازو پر تولے جانے لگے۔ عدل و انصاف کی خداداد حکمت سے لوٹ کھسوٹ کی اُن معاشی راہوں کو مسدود بنا دیا گیا جن سے قومی دولت کے بے بہا خزانوں کو خودغرض معیشت کاروں کے ظالمانہ پنجہ میں پہنچایا جاتا تھا۔ معاشرت کی سطح پر اصلاحات کا ایک ایسا انقلابی نظام نافذ کیا گیا جس کی زیست آفرین ترکیب نے محنت و مشقت کی عوامی سطح پر سیاسی دھڑے بندیوں کے خلاف غضب و غصہ اور ذوالقرنین کی اتحاد آفرین حکمت عملی سے اُلفت اور رغبت کا چشمہ وار اُبھار پیدا کر دیا

اقتصادی سطح پر ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر و رسوخ کی معیشت کش ترکیب کو ختم کرنے کے بعد ذوالقرنین اپنے انقلابی سفر میں محنت و مشقت کی اُس عوامی سطح پر پہنچ گیا جہاں مختلف قبیلوں اور مختلف برادریوں میں سیاسی افتراق اور دھڑے بازی کے خلاف غضب و غصہ اور صلح و اتحاد کی قومی رُوح کے لئے خویشی اور قرابت کا اُلفت خیز چشمہ اُبل رہا تھا۔ اُس چشمہ میں اس نے شمس یعنی خصومت کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا۔ صلح و اتحاد کی طرف بڑھتے ہوئے عوام کو ذوالقرنین نے اختیاراتِ زیست کی آزادانہ سطح پر اُٹھا لیا جہاں وہ ایک نوآموز قوم کی حیثیت میں اس کی امن آفرین حکمتِ عملی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے تھے

(ب)

ذوالقرنین کا مطلع الشمس تک پہنچنا

ذوالقرنین نے جب دیکھا کہ قوم پر اُس کا پورا پورا اختیار ہو چکا ہے اور عوام اس کی حکمتِ عملی کو اپناتے ہوئے صلح و اتحاد کی راہ پر پورے عزم سے گامزن ہو چکے ہیں تو اُس کو اپنی تمکین کے سبب

Marfat.com

میں کچھ بہتر تبدیلی نظر آئی ۔ اُس نے جانا کہ اب اُس کی تمکین کا راز آزادی کی ایک ایسی ہمہ گیر ترکیب کے نفاذ میں پوشیدہ ہے جس سے صلح پسندوں کو تو اقتدار میں حصہ مل سکے اور دھڑے بازوں کو اپنی گذشتہ کارگذاریوں کی خود بخود سزا ملنی شروع ہو جائے اور وہ ترکیب اُس نے نافذ کر دی

امن و صلح کی جدید ترکیب کا نفاذ جب عمل میں آگیا تو عوامی اثر و رسوخ کی وہ صلح آفرین انگیخت جو محنت و مشقت کی عوامی سطح پر سیاسی دھڑے بازی کے خلاف عمل پذیر ہو چکی تھی اونچی سطح پر پہنچ کر اقتدار کی شکل اختیار کرنے لگ گئی ۔ دھڑے بازوں نے بھی اس ترکیب میں حصہ لیا اور اپنے خودغرضانہ اثر و رسوخ سے اس ترکیب کو متاثر بنانے اور اپنے گذشتہ اقتدار کو بحال بنانے کا راستہ صاف کرنا چاہا لیکن اُس ترکیب کے آئین کی بنیاد صلح آفرینی کے اُن قدرتی اصولوں پر رکھی گئی تھی جو ذوالقرنین کی تمکین کا سبب بنے تھے اور صرف ذوالقرنین ہی کے افتراق کش اقتدار میں زور پیدا کرنے کا موجب بن سکتے تھے ۔ اس لئے دھڑے بازوں کی عیارانہ کوششیں سب اکارت ہو گئیں اور اب وہ شدید دُکھ میں مبتلا ہو گئے ۔ اُن کے دلوں میں ایک طرف سے تو اپنی کوششوں کے رائیگاں جانے کا غم اور دوسری طرف سے صلح پسندوں کی کامیابی کا حسد اُن کے لئے وبالِ لاعلاج باعث بن گیا ۔ گویا عوام کے دلوں کی وہ زیست سوز خصومت جو مغرب الشمس کے موقعہ پر ایک دفعہ سب کے دلوں سے فرو ہوئی تھی دھڑے بازوں کے افتراق پذیر دلوں میں دوبارہ طلوع پذیر ہو گئی ۔ یعنی ذوالقرنین مطلع الشمس کے مرحلہ پر پہنچ گیا

(ج)

ذوالقرنین کا سدّین کے درمیان پہنچنا

نظامِ امن کی جدید ترکیب کے آرائش بخش نفاذ کی سطح پر استراحت کی رات گذر جانے کے بعد شمس خصومت کے دوبارہ طلوع ہو جانے پر جب ذوالقرنین نے اپنے مخلص ساتھیوں کی وفادارانہ کوششوں کو کامیاب اور افتراق پسندوں کی عیارانہ کوششوں کو ناکام ہوتے دیکھ لیا تو اسباب تمکین کے اقتدار بخش رشتہ کو ذرا اور ڈھیلا کر دیا جس سے سب لوگوں کو اپنی اپنی پسندیدہ راہ اختیار کرنے کی آزادی مل گئی ۔ اب اُن دونو وحشیوں اور [illegible]

Marfat.com

عیارانہ اثر اپنے طبعی عمل کی آزادی پاکر خلوص و وفا کے خلاف مقابلہ کے میدان میں اتر آیا۔ ہر فرقے اور ہر پارٹی میں سے دھڑے باز لوگوں نے صلح و اتحاد کی امن آفرین راہ کو دونو طرف سے روکنا شروع کر دیا۔ جن لوگوں کے دلوں میں طلوع الشمس کے مرحلہ پر پہنچ کر حسد کی آتش بھڑک اٹھی تھی۔ اُن کے خود سوز حسد کا قدرتی اظہار خلوص و وفا کی صلح آفرین تاثر انگیزی کی راہ میں ہر دو دھڑوں کی جانب سے دو روکوں (سدّین) کی شکل میں کھڑا ہو گیا اور ذوالقرنین اُن دونو روکوں یعنی سدّین کے بیچ میں پہنچ گیا

(۵)

یاجوج و ماجوج کی فساد انگیزی

جب مختلف پارٹیوں اور مختلف فرقوں کی افتراق انگیزی کے جدید انہماک نے امن و صلح کی اتحاد آفرین راہ پر دونو طرف روک کھڑی کر دی تو اُن دونو روکوں کے اس طرف صلح و اتحاد کی سطح پر بھی اکثریت ایسے ہی لوگوں کی تھی جو اپنے موجودہ مخالف کے پرانے ساتھی تھے اور اُن کے ساتھ مل کر مختلف پارٹیوں اور فرقوں میں کام کر چکے تھے۔ دونو روکوں کے اس طرف تو وہ فرقے اور پارٹیاں فرقہ وارانہ انداز میں اپنا کام کرتیں اور اپنے اپنے افتراق انگیز مسلک کا آزادانہ پرچار کرتیں لیکن اُن دونو روکوں کے اِس طرف یعنی اُن دونو کے درمیان اُن کے بیچ میں اُن کے پرانے کارکن اب اُن کل لوگوں میں صلح اور ملاپ پیدا کرنا چاہتے۔ ایسی صورتِ حال میں دونو طرفوں کی یعنی صلح پسندوں اور افتراق پسندوں کی متضاد کوششوں سے زندگی کے پُرامن انداز کا مختل ہونا قدرتی امر تھا۔ جس سے سدّین کے اندر صلح پسند عوام کی مخلوط سوجھ بوجھ مخبوط سی ہو گئی

صلح و اتحاد پیدا کرنے والے لوگوں کو جب اُن کے فرقہ پرست اور پارٹی باز پرانے ساتھیوں نے اپنی افتراق انگیز کوششوں سے تنگ کر دیا تو انہوں نے اس تخبّط کے عالم میں ذوالقرنین سے درخواست کی کہ صلح و اتحاد کی امن آفرین جدوجہد کے خلاف افتراق و تشتت کی آگ بھڑکانے والے لوگوں کی فطرت ہی فساد کے طبعی موادّ سے خمیر انگیز ہوتی ہے اور وہ اپنی فساد انگیز کوششوں سے کبھی باز نہیں آ سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جدید حالات کی پیچیدہ صورت میں جدید اقدام کیا جائے اور اُن فساد برپا کرنے والے یاجوج و ماجوج کی راہ میں روک کھڑی کرنے کی خاطر کوئی نئی مہم شروع کی جائے جس کو کامیاب بنانے

Marfat.com

کی خاطر ہم ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار ہیں

(۳)

یاجوج و ماجوج کی راہ پر تعمیر ردم کا اہتمام

ذوالقرنین نے اپنے ساتھیوں کو فہمائش کی کہ دھڑے بازی کے خلاف عملی نفرت اور صلح پسندی کے حق میں عملی ترغیب پیدا کرنا میری تمکین کا وہ سبب ہے جو میرے رب نے مجھے عطا کر رکھا ہے اور اب وہ سبب میں نے تمہارے اعتماد میں سونپ دیا ہے۔ اگر تم دانشمندی اور محنت سے اس سبب میں زور پیدا کرو گے جو ہر فرقہ اور ہر پارٹی میں سے خلوص و وفا کی امن آفرین کل قدروں اور قابلیتوں کو صلح و اتحاد کی انقلابی ترکیب میں موزوں طور پر چسپاں کرنے اور مناسب صورت میں ان کو عمل پذیر بنانے سے پیدا ہو سکتا ہے تو موجودہ صورتِ حال کے برقرار رہتے ہوئے ہی تمہارے اور ان کے درمیان رخنہ بندی عمل میں آجائے گی جو اس ردم کی اصل تعمیر ہے جس سے ہی تمہارا مقصد حل ہو سکتا ہے اور ذوالقرنین کے حکیمانہ ارشاد کی تعمیل شروع ہو گئی

ذوالقرنین کے ذی فہم و فراست ساتھیوں نے زندگی کی اقتصادی سطح پر معاشی مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر ایک ہمہ گیر نوعیت کی معیشت پرور ترکیب تیار کی اور صلح و اتحاد کی ہر امن سطح پر اس کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ اس ترکیب کی آئینی مناسبت سے اخلاقی طور پر صرف ایسے ہی لوگ مستفید ہو سکتے تھے جو صلح و اتحاد کی سطح پر عملی طور پر جم جاتے اور محنت سے کام کرتے۔ معاشی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے ہر پارٹی اور ہر فرقہ میں سے ایسے وہ لوگ جن کے دلوں میں معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کا شدید احساس پارٹی بازی کے جذبہ پر غالب آجاتا وہ معاشی انصاف کی اس زیست آفرین ترکیب میں شامل ہونے پر مجبور ہو جاتے۔ خلوص و وفا کی جانب پر تو سب لوگ ہی اس ترکیب کا عملی سہارا تھے لیکن ہوا و ہوس کی جانب سے بھی عوام کی اکثریت اس میں شامل ہونے لگ گئی

(س)

صدفین کے درمیان تعمیرِ ردم کے لئے زبرالحدید کا اکٹھا کیا جانا

زندگی کے معاشی مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر لوگ ہر فرقہ اور ہر پارٹی سے کٹنے اور اُن سے کٹ کٹ کر صلح و اتحاد کی معیشت پرور ترکیب میں آزادی سے شامل ہونے لگ گئے۔ خود اپنی پارٹی کے افتراق انگیز انداز کو ترک کرتے اور دوسروں کو بھی دھڑے بازی سے روکتے۔ اُن کے مقابلہ میں پارٹی بازوں کا اثر و رسوخ جب مدھم پڑنے لگ گیا تو صلح پسندوں کے خلاف اُن کے دلوں میں غضب و غصہ تیزی اختیار کرنے لگ گیا۔ ایک طرف سے تو اُن پارٹیوں کے وہ پیروکار جو اُن سے کٹ کر صلح و اتحاد کی اقتصادی ترکیب میں چسپاں ہونے لگ گئے تھے اپنے پرانے ساتھیوں کو اپنی طرف کھینچتے اور دوسری طرف سے اُن پارٹیوں کے با اثر و رسوخ لوگ اُن کو اپنے اپنے دھڑوں میں اور اپنی اپنی پارٹیوں میں واپس لانے کی کوشش کرتے یہاں تک کہ دونو طرف کی متضاد کوششیں حد کو پہنچ گئیں اور اب ہر پارٹی اور ہر فرقہ دو حصّوں میں بٹ گیا۔ دھڑے باز لوگ تو صلح و اتحاد کے پُرامن انداز سے روگردانی کرتے ہوئے دونو طرف اپنی اپنی پارٹیوں، اپنے اپنے فرقوں اور اُن پارٹیوں اور فرقوں پر مشتمل اپنے اپنے دھڑوں میں جا شامل ہوئے جن کی دو طرفہ روگردانی نے صدفین کی شکل اختیار کر لی تھی لیکن اُن سے کٹے ہوئے اتحاد پسند لوگ جو انتشارِ زیست کی کان سے صاف کئے ہوئے وحدت پذیری کی سطح پر اخلاقی فولاد کے ٹوٹے تھے زبرالحدید کی حیثیت میں صدفین کے درمیان اکٹھے ہو گئے اور ذوالقرنین نے اُن سب کو اُن کی موزوں قابلیت اور استعداد کے مطابق صلح و اتحاد کی امن آفرین ترکیب میں چسپاں بنا دیا

(ص)

زبرالحدید کا رو وار تسوّیہ اور اُن میں علوم و فنون کا حکیمانہ نفوخ

جب ایسے وہ کل لوگ جن کے دلوں میں صلح و اتحاد کی انگیخت کا تھوڑا سا شائبہ بھی موجود تھا نظامِ امن کی صلح آفرین ترکیب میں شامل کر لئے گئے اور باقی وہ سب لوگ جن کے دلوں میں افتراق و تشتت

کے ناپاک اُبھار نے بغض و عداوت کی فطری حیثیت اختیار کر لی تھی ترکیب امن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے رو گرداں ہو گئے اور یاجوج و ماجوج کی مستقل حیثیت اختیار کر لی تو صلح و اتحاد کی سطح پر زبر الحدید کے جابر عزم میں ذوالقرنین نے حکمت کا گداز پیدا کر دیا اور ان کی فکری، علمی، اخلاقی اور دیگر ہر طرح کی انسانی قابلیتوں کو ترکیب زیست کے موزوں مناصب پر چسپاں بنا کے جو حسن زندگی کو ترقی کی راہ پر گامزن بنا دیا اور علم جاری کیا کہ اب امیرِ تسلط کے تکلیف آفرین سبب میں زور پیدا کرنے کی خاطر نظام امن کی امری ترکیب میں جو صلح و اتحاد کی عوامی سطح پر نفاذ کا مستحکم انداز اختیار کر چلی ہے علوم و فنون کا بہیں گداز نفوذ جاری کر دو۔ اور تعمیل ارشاد شروع ہو گئی

(ط)

علم و حکمت کے جہالت سوز نفوذ سے نظام زیست جراثیم فساد کے لئے آتش کدہ بن گیا

ذوالقرنین کے دانشمند اور وفادار ساتھیوں نے علم و حکمت کے جس قدر ذخیرے ملک کے اندر پوشیدہ تھے سب کے سب نکال لئے اور ان کا مناسب اور موزوں استعمال شروع کر دیا گیا۔ دوسرے ممالک سے علوم و فنون کی درآمد کے لئے ملک کی ذہنی اور مناسب قابلیتوں کو کام میں لایا گیا۔ زندگی کی تعمیری ضرورتوں کو پورا کرنے کی خاطر ملک کے اندرونی وسائل سے فائدہ اٹھانے کا انتظام کیا گیا اور جن ضرورتوں کو ملکی وسائل پورا نہ کر سکتے تھے ان کو پورا کرنے کی خاطر دوسرے ممالک سے تعاون حاصل کیا گیا۔ ملک کی مدافعتی طاقت کو مضبوط و مستحکم بنانے کی خاطر پوری پوری کوششیں عمل میں لائی گئیں۔ عالمی سطح پر ذوالقرنین کی صلح آفرین حکمت عملی کو فروغ دیئے اور اس حکمت عملی سے بین الاقوامی وقار و رسوخ میں اضافہ اور زور پیدا کرنے کی خاطر دوسرے ممالک سے دوستی پیدا کی گئی اور ان کی نقصان دہ بستی سے وفاداری کا ندازہ ... ذوالقرنین کی امن آفرین حکمت کے خصوصیت کش سبب میں مدافعتی زور پیدا کرنے کا عالم گیر انتظام ... میں لاتے ہوئے یاجوج و ماجوج کی بین الاقوامی انجمنت کے خدشہ کو دور کرنے کی خاطر صلح و اتحاد کا عالمی اتحاد کی انجمنت بنا دیا گیا

ذوالقرنین کے وفادار ساتھیوں اور دانشمند کارکنوں نے علم و حکمت کی ذخیرہ اندوزی کے لئے کو

جاری رکھتے ہوئے ملک کے اندر پُر امن اور آزاد زندگی کے شوکت افروز انداز کو ہوا و ہوس کی امن آشوب نظروں میں بھڑکتی ہوئی آگ کا دہشت ناک منظر بنا دیا جس کی حشم آفرین تپش یاجوج وماجوج کی راہ میں آتشیں انداز کی ایک مستحکم دیوار ثابت ہوئی جس کے مدافعتی انداز کا حشم افروز شہود عالمی امن کی محافظت کا حتمی ضامن بن گیا۔ ذوالقرنین نے نعرہ بلند کیا کہ اگر ہماری پُر شکوہ زندگی کے امن آفرین انداز کی کسی بھی مخالف جانب سے کوئی بھی عنصر ٹپک کر ہماری طرف آتا ہو تو اُنے دو تاکہ اُس کے دل سے بغض ومعاندت کا بچا کھچا مواد ہمارے اتحاد افروز جلال میں جل کر راکھ ہو جائے۔ عداوت کی ہر دو جانب سے سرک سرک کر ہمارے اتحاد میں شامل ہونے والے عناصر کا تسلسل یاجوج وماجوج کے امن سوز عزائم کے خلاف خلوص ووفا کی پُر امن جانب پر ہمارے رعب افروز جلال میں اضافہ پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوگا

(۷)

انقلابی سفر کی کامیابی پر حق تعالےٰ کے حضور ذوالقرنین کی شکر گذاری

جب ذوالقرنین کے وفادارانہ ساتھیوں کی با اقتدار حکمت سے انسانی زندگی کی قومی اور عالمی سطح پر پُر امن اور آزاد زندگی کے جلال آفرین انداز کی مدافعتی شوکت یاجوج وماجوج کے امن سوز عزائم کی راہ میں ایک مستحکم دیوار کی حیثیت سے کھڑی ہو گئی تو یاجوج وماجوج کو نہ تو یہ جرأت ہوئی کہ اس کو پھاندنے کا خیال ہی دل میں لائیں اور نہ اُن سے یہ ہو سکا کہ عیارانہ طرز کے کسی جاسوسی طریقہ سے اس میں سوراخ ہی پیدا کر سکیں

ذوالقرنین نے جب دیکھا کہ وہ اپنے مقصد میں پورے طور پر کامیاب ہو چکا ہے تو وہ خوش ہوا اور اپنی کامیابی کو اپنے رب کی رحمت یقین کرتے ہوئے اُس کا شکر بجا لایا اور پھر اعلان کیا کہ جب تک صلح واتحاد کی راہ پر چلتے ہوئے نظامِ زیست کی پُر امن ترکیب میں علوم وفنون کی حشم افروز پھونک جاری رہے گی امن و آزادی کے دشمنوں کی راہ بھی مسدود رہے گی لیکن جب حالاتِ زیست کی عملی صورت میں غیر موزوں تبدیلی واقع ہونے لگ گئی تو اس دیوار کا انہدام عمل میں آنا شروع ہو جائے گا اور آخر کار وہ گر پڑے گی

دوسری فصل

یاجوج و ماجوج کا دوبارہ خروج

ذوالقرنین اس حقیقت سے اچھی طرح سے باخبر تھا کہ زندگی کی پُرامن سطح پر صلح و اتحاد کی ترکیب میں شامل ہونے والوں کی اکثریت ایسے اُن لوگوں پر مشتمل ہے جو اپنی اپنی مختلف پارٹیوں اور مختلف فرقوں سے نکل کر محض اپنے معاشی اغراض کو پورا کرنے کی خاطر اس میں شامل ہوتے ہیں اُن کے دلوں میں افتراق کی پرانی آلودگیاں ابھی تک موجود ہیں۔ جن لوگوں کے دل صلح و اتحاد کی مخلصانہ انگیخت سے اثر پذیر ہوتے اُن کی تعداد کم ہے لیکن حالات کی وقتی مُوافقت اور موزونیت نے جو دھڑے بازی کی امن سوز شدت نے پیدا کر دی تھی خلوص و وفا کے انتہائی رُسوخ کی حکیمانہ انگیخت کو زندگی کی صلح آفرین ترکیب میں با اقتدار بنا دیا تھا۔ خلوص و وفا کی سطح پر اتحاد کا اُبھار آئندہ بھی تو جاری رہے گا لیکن ہوا و ہوس کی سطح پر اکثریت کا مصلحت کوشانہ انداز جو صلح و اتحاد کی موجودہ ترکیب میں خلوص و وفا کا مؤید ہے اپنی مصلحتی تائید کو ہمیشہ تک بحال نہیں رکھ سکتا خلوص و وفا کی سطح پر جب حقیقی اتحاد کا اُبھار انگیخت پذیر ہو گیا جس کے لئے پُرامن [illegible] کی موجودہ صورت میں سازگاری کا پیدا ہونا انتہائی ہے تو ہوا و ہوس کی سطح پر اکثریت [illegible] کی مصلحت آمیز صلح پسندی حقیقی اتحاد کی تاب نہ لا کر ختم ہو جائے گی۔ ہر فرد کے دل میں [illegible] فرقہ وارانہ رجحان جو زندگی کے ترکیبی [illegible] کی موجودہ صورت میں دب چکا ہے آزاد ہو کر بے [illegible] ہو گیا تو یاجوج و ماجوج کی راہ سے [illegible] کا ہٹنا شروع ہو جائے گا اور ان کے [illegible] ہو کر زندگی کے موجودہ نظام میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بن جائے گا

ذوالقرنین کے بعد تعمیرِ ملت کی جانب پر

ذوالقرنین نے بغض و عناد کی فساد انگیز [illegible] کو انسانی تہذیب کے پُرامن دائرہ [illegible]

جب باہر دھکیل دیا تو انہوں نے اس [illegible] زندگی کے لئے [illegible]
اور جہاں بھی اس دائرہ کے اندر [illegible] مذہبی اور [illegible]
کی [illegible] کے غالب [illegible]
علاقوں کی زندگی کے [illegible] نظام کو [illegible]

جہاں کہیں اور جب کبھی ہوا و ہوس کی اندرونی انگیخت نے یاجوج و ماجوج کی راہ سے صلح و اتحاد کی ترکیبی رکاوٹوں کو ہٹانے کی کوشش کی تو خلوص و وفا کی اتحاد آفرین اور صلح پرور انگیخت کو آسمانی سہارا بہم پہنچانے کے لئے حق تعالے کی انقلابی رُوح نے نبوت کا رُوپ دھار لیا اور ہوا و ہوس کی افتراق انگیز تحریک کو دبا دیا۔ ذوالقرنین کے بعد ہوا و ہوس کی غیر ملی اور غیر مذہبی سطح پر افتراق انگیزی عمل میں آتی رہی اور جہاں کہیں خلوص و وفا کا اثر مغلوب حالت میں ہوتا غیر مہذب دنیا کی وحشی طاقتوں کا راستہ بھی صاف کرتی رہی جس سے گذر کر وہ انسانی تہذیب کے دائرہ میں داخل ہو جاتیں اور تہذیب کے غیر ملی جسم میں اپنی وحشیانہ رُوح کو داخل کرتے ہوئے اُس کو ملی تہذیب کے احاطۂ اثر سے باہر نکال لیتیں۔ دوسری طرف خلوص و وفا کی ملی اور مذہبی سطح پر حقیقی اتحاد کا ابھار پیدا ہوتا رہا اور ہوا و ہوس کی جانب سے غیر ملی تہذیب کی وحشیانہ ضربوں کو برداشت کرتا ہوا جو ملی تہذیب کے احاطۂ رسوخ پر اپنے ملت سوز اثر کی مختلف صورتوں میں دُور و نزدیک سے پہنچتی رہتیں حق تعالے کی نبوت افروز رہنمائی میں آخر کار زندگی کی اُس بلند سطح پر پہنچ گیا جہاں تکمیل کو پہنچ کر اُس نے انسانیت کو غیر ملی تہذیب کی وحشیانہ رُوح کے شیطانی اثر سے کلی نجات دلاتے ہوئے ہوا و ہوس کی غیر انسانی طاقتوں کو تہذیب کی پُر امن حدود سے دوبارہ پیچھے دھکیل دیا۔ جب حیات انسانی کی عالمی سطح پر امن بحال ہو گیا تو جہاں کہیں بھی ہوا و ہوس کا معمولی اثر باقی رہ گیا تھا وہاں وہ اپنی مصلحت کوشی کے صلح پذیر شعور سے خلوص و وفا کے امن آفرین انداز میں سما گیا اور دھڑے بازی کا وہ زیست کش انداز جو تعمیرِ دین و ملت کے موسوئی دور میں ابتدا پذیر ہو کر ذوالقرنین کے ہاتھوں فرو ہوا اور بعد میں اس کا مکمل اثر حق تعالے کے نبوت افروز امر کی داؤدی اور سلیمانی چوٹیں سہتا ہوا تعمیرِ دین و ملت کے عیسوئی دور میں تکمیل کو پہنچ کر روحانیت کی آسمانی لہر کا شکار ہو گیا۔ شانِ نبوت کے محمدی دور میں ولایت محمدیہ کے خضری ہاتھوں سے دنیا کے ہر ملک سے دوبارہ ختم ہو گیا۔ حیات انسانی کی عالمی سطح پر امن و اتحاد کی اسلامی مشعل جگمگا اٹھنے کے بعد اقتدار ملت کی قائدانہ سطح سے دنیا کے ہر ملک میں ذوالقرنین کا وہ اعلان بھی دُہرا دیا گیا جو اس نے پہلی دفعہ دھڑے بندی کو ختم کرنے کے بعد جاری کیا تھا۔ اسلامی قیادت اس حقیقت سے بخوبی باخبر تھی کہ خلوص و وفا کی ملی اور غیر ملی ہر دو سطح پر امن و صلح کی اسلامی ترکیب میں ہوا و ہوس کا مصلحت کوش عنصر شامل ہو چکا ہے اس لئے اس کی عیارانہ مصلحت کوشی اس ترکیب کے ضبط و استحکام کو

Marfat.com

ہمیشہ جاٹتی رہے گی اور آخرکار اُس کی شکست کا واقع ہونا لازمی ہو جائے گا

انقلابِ حیات کے بائیں جانب پر انحطاطِ ملّت کے دوران میں ہوا و ہوس کی ملّی، غیر ملّی اور غیر انسانی انگیخت

شانِ نبوت کا محمدی دورِ حیات انسانی کے لئے

اسلام کا آخری سانچہ ہے جس میں ڈھل کر اس کو اپنی آخری صورت اور امری حیثیت اختیار کرنی ہوتی ہے۔ اسلام کی اصل حقیقت شانِ نبوت کی امری اور شانِ امامت کی رُوحانی حیثیت سے قرآن پاک کے امری مفہوم کی اصول افروز فضاؤں میں ہمیشہ سے موجود چلی آتی ہے۔ جن لوگوں کی اسلامی عقیدت کا صحیح رشتہ اُس حقیقت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اُن کی عبودیت کا فکری، علمی، عملی اور اخلاقی انداز اس حقیقت کے ملّت افروز انوار سے مستنیر ہوتا رہتا ہے اور شانِ نبوت کے غیوبِ حیات کی امری یا شانِ امامت کے بطونِ حیات کی روحانی سطح پر بلند ہو جانے کی صورت میں بھی وہ لوگ قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی سطح سے قصدِ ولایت کا عرفان آموز وسیلہ اختیار کرتے ہوئے اسلامی حکمت کی رُوحانی روشنی کا حصول عمل میں لاتے رہتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کی عقیدت ہوا و ہوس کے سہل پذیر اور شر پسند انداز سے متاثر ہو کر ارتداد کا شکار ہو جاتی ہے اُن کا رشتہ نبوت کے امری اور امامت کے روحانی انداز سے منقطع ہو کر اسرارِ ولایت کی حکمت آموز سطح سے اُن کو لاتعلق بنا دینے کا موجب بن جاتا ہے۔ آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت جن لوگوں نے نبوت کے ساتھ اپنی عقیدت کا رشتہ وابستہ کیا ان میں سے بعض باخلاق لوگوں کی وفا کی جانب سے تھا اور بعض ہوا و ہوس کی جانب سے آکر ان میں شامل ہوئے تھے۔ ان دونوں طرفوں کے اتحاد نے ان سب کو ولایت کی سطح پر پہنچا دیا تھا۔ جہاں وہ شانِ نبوت کے امر افروز اور شانِ امامت کے قرآن افروز انداز سے صحیح طور پر متاثر ہوتے تھے۔ قرآن پاک کی اسلام افروز روشنی میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے امری امتزاج نے ان دونوں طرف کے لوگوں کو متحد بنا کر دنیا کے ہر ملک میں افتراق اور دھڑے بازی کو ختم کرنے کی خاطر ان کی ملّی اطاعت کو خدا تعالیٰ کے امن آفرین مذہب کا پرچارک بنا دیا تھا اور انہوں نے کل دنیا میں [illegible] اسلامی [illegible] روشنی [illegible] ان کی تکمیل کا باعث بنا دی

جب خیر و برکت کی بلند سطح پر پہنچ کر ملت امن و اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو گئی تو ہوا و ہوس کی عیارانہ مصلحت کوشی کا اتحاد پذیر انداز اسلامی آزادی کی ہوا کھا لینے کے بعد ختم ہونا شروع ہو گیا اور ہوا و ہوس کے طبعی اثر نے خلوص و وفا کے امری امتزاج سے علیحدہ ہونا شروع کر دیا۔ ہوا و ہوس کی جانب کے سب لوگ ولایت کی سطح سے گرنے شروع ہو گئے اور قرآن پاک کے اصل مفہوم نے اُس سطح پر امامت کی نبوت افروز حیثیت اختیار کرتے ہوئے ملت کے دینی مقاصد کی محافظت کا ذمہ اپنے سر پر اٹھا لیا۔ ہوا و ہوس کی ملی انگیخت کے افتراق آفرین اثر نے خلوص و وفا کی جانب پر امن و صلح کے ملی رسوخ کو شدید ضرب پہنچا کر ہوا و ہوس کے غیر ملی انداز کی جرأت افزائی تو کل دنیا میں کی لیکن نشانِ امامت کے حکمت افروز ایثار کا ملت پرور انداز ہوا و ہوس کی غیر ملی جرأت کو دبانے کے لئے ہوا و ہوس کے ملی اقتدار کو حکیمانہ سہارا پہنچانے کا دین پرور موجب بن گیا۔ ہوا و ہوس کے ملی اقتدار کو نشانِ امامت کا دین پرور سہارا خلوص و وفا کو اقتدار پر دوبارہ مسلط بنانے کا حکیمانہ سبب ثابت ہوا۔ اقتدار کی سطح پر امن و اطمینان کی دولت جب خلوص و وفا کے قبضہ میں آکر امن و صلح کے سیلابیٔ شعور کی روشنی میں شوکت و حشم کے کمال پر پہنچ گئی تو ہوا و ہوس کے تغافل پذیر اثر نے اقتدار کو ممتاز بنانے کے لئے احساسِ آسائش کی راہ اختیار کی اور اقتدار کو عیاشی کا شکار بنا دیا۔ اب ہوا و ہوس کی وہ وحشیانہ طاقتیں جو انسانی تہذیب کے دائرہ سے باہر ذوالقرنین کے وقت سے لے کر اب تک مسدود چلی آتی تھیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر رحمت رسانی سے ابھی تک محروم تھیں اور جن کا راستہ اب ہوا و ہوس کی ملی اور غیر ملی انگیخت کے اسلام سوز انداز نے کھول دیا تھا ہوا و ہوس کے ملی اقتدار کی تعیش زدہ طاقت کو تباہ کرنے کا موجب بن گئیں۔ لیکن چونکہ ہوا و ہوس کی شدت اُن طاقتوں میں انتہا کو پہنچ کر خلوص و وفا کے جذبہ کو اُبھارنے کا باعث بن چکی تھی اس لئے ہوا و ہوس کے ملی اقتدار کی اسلام سوز طاقت کو توڑنے کے بعد جس میں خلوص و وفا کے ملی شعور نے بھی اُن کو پوری پوری امداد بہم پہنچائی تھی اُن میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح سے نشانِ محمدؐ کی رحمۃ للعالمینی سے اپنا حصہ وصول کر لیا۔ اس کے بعد ہوا و ہوس کی غیر ملی انگیخت نے غیر ملی طاقتوں کے حسد پذیر انداز میں ملت دشمنی کا اُبھار پیدا کر دیا جنہوں نے ملت کی مذہبی فرقہ بندی کے افتراق انگیز انداز کو جو ملت کے تعیش زدہ اقتدار کی شکست کے بعد تیز ہو گیا تھا اپنا وقتی حامی

بجان کر اقتدارِ ملت پر اپنے متحد حملہ کی شدید ضرب جھینک دی۔ اب امامت تو شہود کی سطح سے اوپر بلند ہو چکی تھی لیکن تقصد ولایت کی روحانی سطح سے قرآن پاک کی عرفانی حکمت کے سیاسی انداز نے اسلام کے کل فرقوں کو شجاعتِ اسلامی کی مجاہدانہ سطح پر متحد بناتے ہوئے دشمنوں کو شدید شکست کے ساتھ پسپا کر دیا

مذہبی دھڑے بازی کا اُبھار ﴿ ہوا و ہوس کی غیر مہذب طاقتوں کے اسلام قبول کر لینے اور غیر ملی طاقتوں کے متحد حملہ کو پسپا کر دینے کے بعد مذہبی تفریق کی سطح پر ہوا و ہوس کی انگیخت تکمیل کو پہنچ کر ملت کو دھڑے بازی میں مبتلا کرنے کا موجب بن گئی اور چونکہ زندگی کے سیاسی انداز کی سطح پر ملی اور غیر ملی کی تمیز مذہبی تفریق کے ملی انداز نے ختم کر دی تھی اس لئے ملت کی دھڑے بازی نے غیر ملی اقوام کو بھی متاثر کر دیا جس سے اُن کو بھی دھڑے بازی میں شامل ہونا پڑا اور عالمی زندگی کے سیاسی شعور کی سطح پر دنیا کا ہر ملک ہی دھڑے بازی کا شکار ہو گیا۔ دھڑے بازی کے ملی حالات کی پریشان کن صورت میں خلوص و وفا کی سیاسی سطح پر اس کو دور کرنے کے لئے رُشد آموزی کے [illegible] انھار کی رُوحانی انگیخت بھی امری طور پر لازمی ہو چکی تھی جس کے حلیمانہ [illegible] [illegible] [illegible] انداز [illegible] افتراق سے بلند تر صدق و صفا کی رُوحانی سطح پر اولیائے کرام کے ایک اسلامی [illegible] وجود میں لانے کا باعث بن گیا۔ اولیائے کرام کی روحانی کوششوں نے [illegible] خلوص و وفا کی عوامی سطح پر سیاسی [illegible] کے [illegible] شعور کو [illegible] روحانی [illegible] سے منور بنانا شروع کر دیا جس سے ملی اور غیر ملی ہر دو قسم کے عوامی اثر و رسوخ میں [illegible] قرآن کی سیاسی تکمیل کا مثالی اُبھار [illegible] ہو گیا۔ [illegible] حکمت کے عرفان [illegible] [illegible] [illegible] سطح پر اور عوامی رسوخ کی ہر صورت میں امن و اتحاد پیدا کرنے کا انقلابی [illegible] انسانی کی ملی سطح پر [illegible] ولایت کے [illegible] شعور نے [illegible] ایک دفعہ امن و اتحاد [illegible] عالم افروز بنا دیا۔ اور ہوا و ہوس کی امن دشمن طاقتیں [illegible] سطح کے سیاسی دائرہ سے باہر [illegible] دی گئیں۔ اولیائے کرام نے اپنی [illegible] [illegible] کی اس تاکید [illegible] تعمیرِ دین و ملت کے [illegible] [illegible] انقلاب حیات [illegible]

اپنے وفادار ساتھیوں کو کی نمی زور دار طور پر پھر دُہرا دیا

خلوص و وفا کی سطح پر تو امن و صلح کا اخلاقی ابھار عمل میں آتا ہے لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر جھوٹ اور فساد کی خود غرضانہ انگیخت عمل پذیر ہوتی ہے۔ خلوص و وفا کی سطح پر امن و صلح کا اتحاد آفرین ابھار تکمیل کو پہنچ کر حق تعالےٰ کی انقلابی اور الہامی حکمت کا وصول عمل میں لاتا ہے اور ہوا و ہوس کی سطح پر جھوٹ کا ابھار عیاری کو جنم دیتا ہے۔ خلوص و وفا کی جانب پر اسلام کی رشد آموزی اسرارِ ولایت کے خضری انداز میں کام کرتی ہے اور ہوا و ہوس کی جانب پر مذہبی عیاری کا توہم انگیز انداز ضلالت کے ملمع شعور سے عمل پذیر ہوتا ہے۔ خلوص و وفا کی جانب پر اسلامی حکمت درخشاں ہوتی ہے اور ہوا و ہوس کی سطح پر شیطانی ظلمت برپا ہوتی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر شیطان کی فساد انگیز طاقتیں اپنے طبعی زور کو پہنچ کر یاجوج و ماجوج کی شکل اختیار کرتی ہیں لیکن خلوص و وفا کی صلح آفرین حکمت کا روحانی ابھار اقتدار کی سطح پر تکمیل کو پہنچ کر ذوالقرنین کا روپ دھارتا ہے۔ خلوص و وفا کی این جہانی اور ابتدائی حقیقت بھی جنت ہے اور آں جہانی اور آخری حقیقت بھی جنت ہے اور ہوا و ہوس کی این جہانی حقیقت بھی جہنم ہے اور آں جہانی حقیقت بھی جہنم ہے

دھڑے بازی کے فرد ہو جانے کے بعد

مذہبی دھڑے بازی کے فرد ہو جانے پر خلوص و وفا کی سطح پر قصدِ ولایت کی رشد آموزی کے حکیمانہ انداز نے امن و صلح کی محافظت کا ذمہ اپنے سر لے لیا لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر جہل و شر کی فساد انگیز طاقتیں جو وقتی طور پر خلوص و وفا کے صلح آفرین انداز میں دب گئی تھیں یا امن و صلح کی آئینی حدود سے باہر دھکیل دی گئی تھیں در پردہ طور پر اپنی اپنی عیارانہ چالبازیوں میں مصروف ہو گئیں یہاں تک کہ جب ہوا و ہوس کا عوامی ابھار جو انحطاطِ ملت کے ساتھ ہی ساتھ بڑھتا چلا آ رہا تھا اپنی تکمیل کو پہنچ کر جہل و شر کی فساد انگیزی کے طبعی انداز کو مکمل کرنے کا باعث بن گیا اور پھر فساد انگیزی کی طاقتوں نے جہل و شر کے دور میں تکمیل کو پہنچ کر یاجوج و ماجوج کی شکل اختیار کر لی تو پھر خلوص و وفا کی جانب پر اُن طاقتوں کے خلاف ملامت کا عملی اُبھار انگیخت پذیر ہو گیا۔ جہل و شر کی عوامی سطح سے ہوا و ہوس کا وہ مذہبی اور تبلیغی اثر و رسوخ بھی جو جہل و شر کی جابر طاقتوں کے مقابلہ میں دب چکا اور اُن کے جابرانہ سلوک سے مجبور اور تنگ ہو چکا تھا اُسی ملامت میں شامل ہو گیا جس سے خلوص و وفا اور ہوا و ہوس

Marfat.com

کے عوامی انداز میں یک سوئی اور یک جہتی پیدا ہو کر حیاتِ انسانی کو آزادی کے صلح پذیر انداز کی عالمی سطح پر پہنچانے کا باعث بن گئی۔ انقلابِ حیات کے دائمی فطرت پر تعمیرِ دین و حیات کے موسمی دور میں آزادی کی ابتدائی سطح پر پہنچ جانے کے بعد ہوا و ہوس کی عوامی طاقتیں خلوص و وفا سے علیحدہ ہو کر اقتدار پر مسلط ہو گئیں تو سیاسی خود غرضی نے اُن میں پھوٹ اور دھڑے بازی کا ابھار پیدا کر دیا جس سے زندگی کے موجودہ مرحلہ پر دنیا میں ہر جگہ بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ بعض جگہ پر تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے افتراق فگن غضب نے پھوٹ اور فساد کو فرو کرتے ہوئے ذوالقرنین کے لئے ان وسیع کی انقلابی راہ بھی صاف کر دی ہے۔ لیکن اکثر جگہ پر وہ راہ ابھی صاف نہیں ہوئی اور دھڑے بازی نے حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح کو اپنی دبوچ میں لے رکھا ہے۔ دھڑے بازی کو فرو کرنے کے لئے خلوص و وفا کی با اقتدار سطح پر حق تعالےٰ کی روحانی حکمت کے خضری انداز کا ذوالقرنین کی صورت اختیار کر لینا بھی اب حق تعالےٰ کے انقلابی آئین کی امری اقتضا میں ہے

دنیا میں ہوا و ہوس کی اونچی نیچی ہر سطح پر فساد انگیزی کی چھوٹی بڑی طاقتوں نے یاجوج و ماجوج کا روپ دھار رکھا ہے اور خلوص و وفا کی اونچی نیچی ہر سطح پر ذوالقرنین کے نکلنے کا سبب اور تخلیقی مواد بھی ہر جگہ موجود ہو چکا ہے لیکن اُن دونو طرفوں کو عالمی آزادیوں کے مشاورتی انداز کی سطح پر امنِ عالم کی محافظت کے مقصد یا ہدف سے حیاتِ انسانی کے اجتماعی نفس میں ان کے [illegible] بنانے کا ملکیاتی حاصل ہے اس لئے ذوالقرنین کی امن آفرین ترکیب کے [illegible] عمل میں آجانے سے پیشتر ان دونو طرفوں کی عملی تمیز [illegible] کی عملی شناخت کا شعور میں آنا انقلابِ حیات کے [illegible] حیاتِ انسانی کے کسی نہ کسی [illegible] حق تعالےٰ کی امن آفرین حکمت کا ذوالقرنین کی حیثیت [illegible] کے مقابلہ میں اس کو ذوالقرنین کی [illegible] حیات کے پہلے تاریخ تعمیرِ دین و حیات [illegible] ذوالقرنین [illegible] داؤدی سلیمانی اور عیسوی [illegible]

تکمیل کو پہنچا تھا اور ہوا و ہوس کی فساد انگیز طاقتوں کو بھی جن کو ذوالقرنین نے زندگی کے پر امن دائرہ سے باہر یاجوج و ماجوج کی مردود حیثیت میں مسدود بنا دیا تھا اُن منزلوں پر کسی نہ کسی عیارانہ صورت میں اپنے جزئی اور ناکام خروج کا موقعہ ملتا رہا لیکن اب قرآن پاک کی موجودگی میں جو تورات، زبور اور انجیل کے علاوہ دنیا کے کل مذاہب کی اصل حقیقت کا روحانی تتمّہ ہے حق تعالےٰ کی الہامی روشنی کا جو ذوالقرنین کے انقلابی دور ہی میں یا اس سے بھی پہلے اسرارِ ولایت کی سطح پر رشد آموزی کے خضری انداز میں ابتدا پذیر ہو جاتی ہے بہ یک وقت ہی قرآن پاک کے اصل مفہوم کی صورت اختیار کر لینا لازمی امر ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ دھڑے بازی کی فساد انگیز طاقتوں کا موجودہ اُبھار یاجوج و ماجوج کا آخری خروج ثابت ہو اور ان کو امن و صلح کے حیات افروز دائرے سے باہر مسدود بنانے میں داؤدؑ و سلیمانؑ اور عیسٰیؑ علیہم السلام کی نبوتوں کا روحانی اثر قرآن پاک کی امری وساطت سے ذوالقرنین ہی کی اسلامی حکمت میں شامل ہو جائے اور یاجوج و ماجوج صدفین کی طرف بند کئے جانے کی بجائے جہنم کے کنارے پر پہنچا دئے جائیں اور وہاں سے وہ آپس میں لڑ جھگڑ کر جہنم میں گرنا شروع کر دیں۔ اور اگر عالمی دھڑے بازی کے موجودہ دور میں بھی ان کو صدفین ہی کے پیچھے بند کیا گیا تو وہ بھی ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے جہنم ہی کا کنارہ ثابت ہوگا جس میں وہ امامت کی سطح پر شانِ محمدؐ کا دوسرا مشہود عمل میں آنے سے پہلے پہلے گر چکے ہوں گے اور ہوا و ہوس کی جانب پر ان کا بقیہ شانِ امامت کی دین افروزی کے دوران میں ختم ہو جائے گا

یاجوج و ماجوج کا زمین میں پھیل جانا اور نتائج اعمال کے نفاذ کا نفخِ صور کی شکل اختیار کرنا

دھڑے بازی کے موجودہ دور میں ہوا و ہوس کے عیارانہ اثر و رسوخ کی افزائش

انگیز طاقتیں جو حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح پر اپنے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنے کی غرض سے درپردہ طور پر فساد برپا کرنے کی فکری جدوجہد میں مصروف رہتی ہیں۔ اپنے طبعی شعور کی تکمیل پر پہنچ کر آئندہ کسی بھی موزوں وقت پر امنِ عالم کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیں تو ان کا وہ امن کُش اقدام یقیناً یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا جس کے زیست کُش وقوع سے بچنے یا زیستِ عالم کو اس کے مرگ آفرین نتائج سے محفوظ بنانے کی خاطر اسرارِ ولایت کی رشد آموز سطح سے قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کا شہود پذیر ہو کر ملت

Marfat.com

کے مذہبی شعور کو منور بنانا اور افکارِ ملت کے سیاسی انداز کی انتشار زدہ سطح پر ذوالقرنین کی امن آفرین تمکین کے حکمت پذیر مواد کی تخلیق عمل میں لانا امری طور پر لازمی اور اشد طور پر ضروری ہو گیا ہے یاجوج و ماجوج کے عالم سوز ہنگامہ کی خبر جس کا وقوع روزِ جزا کے قریب [illegible] عمل میں آنے والا ہے شانِ نبوت اور امامت کے صداقت افروز مقام سے نشر ہو چکا ہے اور حکمتِ ولایت کی حکمت افروز سطح سے ذوالقرنین کی معرفت بھی پہنچتی رہی ہے۔ اور وہ خبر یہ ہے کہ

خلوص و وفا کی جانب پر وہ سب لوگ جو امن و صلح کے اتحاد آفرین "الوت" میں محفوظ بنا دیئے گئے ہیں اور جن کے دلوں میں حقیقی اتحاد کی پیاس ہمیشہ موجود رہتی ہے پھر بھی ہوا و ہوس کے انتشار آفرین ظلمات میں مبتلا ہوں گے اور جب اُن "قابیلیوں" کے افتراق انگیز رجحانات [illegible] آبِ حیات پر جا پہنچے تو ہوا و ہوس کی افتراق پذیر سطح پر باقی رہ جانے والے لوگ جو وقتی مصلحت کے تحت صلح و اتحاد کی امن آفرین ترکیب میں شامل ہو جایا کرتے ہیں اپنے اُن ساتھیوں سے ملنے کی خاطر جن کو پھر ذوالقرنین ترکیب امن کے آہنی دائرہ سے باہر دھکیل دیا کرتا اور یاجوج و ماجوج کی حیثیت میں صدفین کے پیچھے بند کر دیا کرتا ہے پھر بھی دھڑے بازی کا عملی انداز اختیار کریں گے اور جب اُن کی افتراق انگیزی کے امن سوز انداز نے یاجوج و ماجوج کی راہ کھول دی تو وہ ان سے ملتے ہوئے رفیقوں کی طرح بغل گیر ہوں گے۔ تب پُر امن زندگی کی جگہ انتشار مسلط ہو جائے گا اور دھڑے بازی کی شدت کے اسی درجہ پر پہنچ جائے گی جس سے محفوظ بنانے کی خاطر حق تعالیٰ کی انقلابی حکمت [illegible] انداز ذوالقرنین کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اس وقت کے پُر آشوب حالات کی قیامت خیز صورت حق تعالیٰ کے امری ضوابط میں نتائج اعمال کے جزا انگیز انداز کی جبری [illegible] ثابت ہو گی جس کے لازمی اثر سے لوگ انتشار کی حالت میں اپنے اپنے انقلاب پذیر رجحانات کے مطابق مختلف راہوں اور مختلف جتھوں کی اجر پذیر صورت میں منتشر ہو جائیں گے۔ ان کے انتشار پذیر اعمال کی وہ پریشانی [illegible] مقصد کو پورا کرنے کی ارادی غرض سے نہیں بلکہ اپنے اپنے [illegible] اعمال [illegible] کے لئے [illegible] ہو گی جو ان سے ترکیب زیست کے نرم انداز کو نقصان پہنچانے کے لئے جہل و شر کے زیست کش اثر کے تحت سرزد ہوتے رہتے

صدق و صفا کی روحانی سطح پر اہلِ بصیرت کو ذوالقرنین کی [illegible] حق تعالیٰ کی [illegible] کا یہ

Marfat.com

مستقبل افروز راز اب بھی معلوم ہے کہ ہوا و ہوس کی سطح پر جو لوگ وقتی مصلحت کے تحت ترکیب زیست کے صلح آفریں ڈھانچہ میں جاگزیں ہو جاتے ہیں ان کے دلوں میں ہوا و ہوس کے ساتھ ہی خلوص و وفا کا شائبہ بھی ابھی موجود ہی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ صلح و اتحاد کی ترکیب میں بآسانی جکڑے جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ خلوص و وفا کا وہ شائبہ زندگی کے تلخ تجربات سے گذرنے کے بعد ان میں سے بعض کے اخلاقی انداز کو ہوا و ہوس کے خاصّہ سے کلی نجات دلانے کا طبعی باعث بن جائے لیکن ان میں سے اکثر کی فطرت پر ہوا و ہوس کا تسلط استقلال پذیر ہو چکا ہے۔ جب وہ استقلال مکمل ہو گیا تو حق تعالےٰ کی امری قرنا سے صورتِ حالات کی مہیب آواز کا اثر ان میں اس امر کی جبری انگیخت پیدا کر دے گا کہ یاجوج و ماجوج میں سے جو اس آواز کے ساتھ ہی نکل چلے ہوں گے اپنا اپنا ہم مشرب قرین تلاش کر لیں اور انہی سے مل جائیں۔

جن لوگوں کو ہوا و ہوس کی جانب سے دائرۂ امن کے اندر امن و صلح کے آئینی انداز کی تشرف آموز ترکیب میں کسی نہ کسی طرح سے داخلہ مل جاتا ہے ان کے دلوں اور دماغوں میں ہوا و ہوس کے افتراق انگیز شعور کا طبعی انداز بدل نہیں جاتا۔ وہ یاجوج و ماجوج کے چھوٹے بھائی ہیں جو امن و صلح کے ترکیبی دائرہ کے اندر اپنے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر درپردہ طور پر افتراق کی آتش کو ہوا دیتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنے بڑے بھائیوں کی راہ صاف کرتے رہتے ہیں۔ یاجوج و ماجوج ان کے بڑے بھائی ہیں جو انسانیت کے اخلاقی ڈھانچہ سے نکل کر اپنی فطرت کو ہوا و ہوس کے مکمل تصرف میں دے چکے ہیں اور افتراق و تشتت کی کل منزلوں کو طے کر لینے کے بعد بغض و عناد کی ستم آفریں سطح پر درندگی کی خو اختیار کر چکے ہیں۔ ان کی چھوٹی بڑی کئی قسمیں ہیں لیکن ستم گری اور خونخواری کا وصف ان سب میں یکساں ہے۔ قدیم زمانوں میں تو ایسے لوگوں کو ملک بدر اور شہر بدر کر دیا جاتا تھا یا زندگی کے پُرامن دائرہ سے وہ خود ہی مجبور ہو کر نکل جاتے اور جنگلی جانوروں کے پڑوس میں جا کر وحشیانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دیتے لیکن نبوت کے آخری دور میں رحمۃ للعالمین کی شان کریمی کا رحمت رساں اثر ان جنگلوں میں دوبارہ جا پہنچا اور وہ اس اثر کے تحت آہستہ آہستہ دائرہ تہذیب میں واپس آنا شروع ہو گئے۔ امن کے وہ ایسے دشمن زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح پر آج بھی موجود اور آئین و قانون کی انتشار خوردہ دیواروں کے پیچھے بند ہیں۔ وہ دیواریں فکرِ انسانی کے مشاورتی شعور سے بنا پذیر ہوتی ہیں جن کو باہر سے یاجوج و ماجوج نے اور اندر سے ان کے چھوٹے بھائیوں نے ہوا و ہوس کی افتراق انگیز زبان سے عیارانہ انداز میں چاٹنا شروع کر رکھا ہے

Marfat.com

جہنّم کا منکروں کے رُوبرُو لایا جانا

نظامِ کائنات میں حیاتِ انسانی کے ترکیبی انداز کی وہ بلند سطح جس پر پہنچ کر انسان زندگی کی جاں فزا راحتوں اور رُوح پرور لذّتوں سے واصل ہوتا ہے اس جہان میں بھی جنّت ہے اور اُس جہان میں بھی جنّت ہے جو لوگ اِس جہان میں وہ جنت حاصل کر لیتے ہیں اُس جہان میں بھی جنتی قرار دیے جاتے ہیں۔ جنّت کے برعکس زندگی کی سب سے نچلی سطح پر ذلّت و خواری کا وہ تاریک گڑھا جس میں گر کر خواہشاتِ نفس کی دنایت پذیر شدّت انسانی معاشرہ کو بغض و عناد کے مہلک مرض میں مبتلا کر دیتی ہے دنیا میں بھی جہنّم ہے اور عقبےٰ میں بھی جہنّم ہے۔ اس جہان کا جہنمی عقبےٰ میں بھی جہنّمی ہوتا ہے

جب بعض قوموں کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے ذلت و خواری کے اس گڑھے سے نکال کر جو جہل و شر کی سطح پر دونوں جہان کا جہنّم یا اس جہنّم کا کنارہ ہے آزادی کی جنتی سطح پر پہنچا دیا تو اس سطح پر پہنچ کر ہوا و ہوس کی شدت پذیر افتراق انگیزی نے اُن کو دوبارہ پھوٹ میں مبتلا کر دیا اور وہ آزادی کی اُس جنتی سطح سے گر کر دوبارہ تباہی کے کنارہ پر پہنچ گئیں۔ حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے اُن لوگوں کی خاطر سے جن کے دلوں میں جنّت میں جاگزیں رہنے کا صحیح قصد موجود تھا اور جو لوگ دوبارہ تباہی کے گڑھے میں گرائے جانے کے سزاوار نہ تھے اُن قوموں کو زندگی کی اسی سطح پر تھام لیا اور اچھے بُرے میں تمیز پیدا کرنے کی خاطر اُن سب کو زندگی کے مشاہداتی انداز کی عملی تجربہ گاہ میں کھڑا کر دیا۔ اُس سطح پر ہوا و ہوس کے اختلاف انگیز اثر نے اُن کے نظری شعور کو متاثر بنا کے اُن میں گروپ بندی کا اُبھار عمل پذیر بنا دیا۔ اب اقوامِ عالم کے نظریاتی اختلافات نے شدت پذیر ہو کر اُن کی گروپ بندی کو دھڑے بندی کی صورت میں بدل دیا ہے جس سے زندگی کی داخلی سطح بھی پورے طور پر متاثر ہو رہی ہے۔ دھڑے بازی کی ہر اونچی نیچی سطح پر خانہ جنگی کی وجہ سے لوگ تنگ اور مجبور ہو رہے ہیں اور ہوا و ہوس کی سطح پر اپنے خود غرضانہ مقاصد سے گروہ در گروہ جانے والے لوگ اور قومیں بھی بے چینی میں مبتلا اور دھڑے بازی کے خلاف باخلوص دوستی لوگوں کا ساتھ دینے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ خلوص و وفا کی اس جانب پر فکر و نظر کی اداؤں کی استعداد اسلام کی حقیقی روشنی سے منوّر اور خیر کی جانب پر قدم بہ قدم صداقت کے سلسلے ... سے متاثر ہوتی ...

Marfat.com

کی امری ساخت میں مصروف ہو چکی ہے اور ہوا و ہوس کی جانب سے غیر اسلامی ۔ غیر ملّی اور غیر مذہبی نظریات کی ارتداد آفرین شدّت حیاتِ انسانی کو بے چینی اور بدحواسی میں مبتلا بناتے ہوئے جہل و شر کی طرف نیچے کھینچ رہی ہے جہاں پہنچ کر جہنّم سامنے دکھائی دینے لگ جاتی ہے

قصد ولایت کی روحانی سطح پر جہاں اسلامی حکمت کا خضری شعور ذوالقرنین کی تمکین کے امن آفرین سبب کی ساخت عمل میں لایا کرتا ہے باصدق و صفا لوگوں کے عرفان پذیر دلوں میں یہ حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ پہلے زمانوں میں تو دھڑے بازی کو ختم کرتے ہوئے امن کے دشمنوں کو صلح و اتحاد کی امن آفرین ترکیب سے باہر صدفین کی طرف مسدود بنانا ہوتا تھا لیکن جب حیاتِ انسانی کے مجلسی شعور کا مشاورتی انداز تکمیل پر پہنچ گیا تو دھڑے بازی کا طبعی شعور مکمل ہو کر دھڑے بازی کی امن دشمن طاقتوں کو بھی ان کے طبعی انداز کی امری سطح پر پہنچا دے گا اور اس وقت ان کی سزا بھی اپنی اُخروی صورت اختیار کر چکی ہوگی ۔ جب وہ بڑی افراتفری کا ہنگامہ کسی بھی صورت میں برپا ہو جائے گا تو امن کے دشمن جو حیاتِ انسانی کو آخری دموں پر پہنچانے کا موجب بنے ہوں گے جہنّم کی شکل میں اپنی سزا کو روبرو اپنے سامنے دیکھتے ہوں گے یاجوج و ماجوج کی افتراق انگیز اور انتشار آفرین قیادت زیست کشی کے نئے اور آخری روپ میں ہوا و ہوس کی شدت پذیر سطح پر مسلّط ہو جائے گی ۔ دھڑے بازی کے پہلے دنوں میں تو ان کی قیادت کا مقصد افتراق و تشتت کے عملی میدان میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور اس سے سبقت حاصل کرنا ہوتا تھا مگر اس افراتفری کے دوران میں ان کی قیادت کا مقصد اپنے اپنے پیروؤں کو ساتھ لے کر ذلت اور تباہی کے اس عمیق گڑھے میں گرنا ہوگا جو جہنّم کی اس جہانی شکل ہے اور اس میں گر کر اپنی بد اعمالی کا مزا چکھنا اور چکھانا ہوگا ۔ اس جہانی جہنّم کی راہ سے پھر وہ آنجہانی جہنّم میں پہنچ جائیں گے

یاجوج و ماجوج کا جب وہ آخری خروج عمل میں آئے گا تو وہ اپنے چھوٹے بھائیوں اور دوستوں سے ملاقی ہوں گے اور ان کے تن ۔ من اور دھن پر مسلّط ہو جائیں گے ۔ ان کی اس کل دولت کو جو امن و صلح کے دور میں حق تعالےٰ کی عطا کردہ نعمت کے طور پر ان کے پاس جمع ہو چکی ہوگی اور جس کو بچانے کے لئے ان کی اہلیت اس وقت ختم ہو چکی ہوگی صفا چٹ کر جائیں گے ۔ یاجوج و ماجوج کی اس بڑی ہنگامہ آرائی کے برپا ہو جانے سے پیشتر اسلامی حکمت کے روحانی انداز کی سطح پر اہل بصیرت

Marfat.com

کا یہ فرض ہے کہ اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کی اتحاد آفرین تمکین کو معرضِ تخلیق میں لانے کی خاطر حیاتِ انسانی کے عوامی انداز کی سطح پر مذہبی سوچ بچار کے اسلامی ادراک کو قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی بہم پہنچانے کا اہتمام عمل میں لائیں۔ اور اقتدارِ ملت کی ہر سطح پر ارکانِ قیادت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ تمکین کے امن آفرین سبب کا پورا پورا زور خلوص و وفا کی ملی۔ غیر ملی۔ عوامی۔ قومی اور عالمی سطح کو اسلام کی حقیقی روشنی سے منوّر بنانے میں صرف کر دیں۔ اور ہر جگہ پر اسلامی اتحاد کی حقیقی انگیخت عمل میں لانے کی کوشش کریں جو صرف قرآن پاک کے اصل مفہوم کی روشنی میں ہی عمل پذیر ہو سکتی ہے۔ جب عالمی دھڑے بازی کی دونوں طرفوں سے خلوص و وفا کا حقیقی مواد اسلامی اتحاد کی سطح پر پہنچ گیا تو یاجوج و ماجوج خود بخود جہنم کے کنارے پر پہنچ جائیں گے اور غیر ملی مذاہب کی سطح سے الٰہی ہدایت کی رُوحانیت کی صداقت پذیر لہر کا سیحانی انداز جو اسلامی اتحاد میں زور پیدا کرنے کی خاطر لازمی طور پر اس وقت انگیخت پذیر ہو گی یاجوج و ماجوج پر اپنا مرگ آفرین اثر نازل کرے گا جس سے متاثر ہو کر وہ آپس میں لڑنا جھگڑنا شروع کر دیں گے اور تباہی کے جہنم میں گر کر خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ دوسری طرف خلوص و وفا کی سطح پر اسلامی اتحاد کامل ہو کر امن و آزادی کی عالمی تشکیل کا حقیقت افروز انداز اختیار کرے گا

قرآن پاک کے مقدس ارشادات کی روشنی میں ذوالقرنین کا تمثیلی کردار بیان کر چکنے کے بعد اب ذوالقرنین کا روایتی قصہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ دونوں صورتوں میں حقائق کی تفہیم عمل میں لائی جا سکے

تیسری فصل

ذوالقرنین کی کہانی

(قدیم روایات کی روشنی میں)

ذوالقرنین مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ تھا اور اسی نسبت سے اس کو ذوالقرنین کہتے ہیں کہ وہ مشرق اور مغرب کے کناروں تک جا پہنچا اور یا یہ کہ اس کے زمانے میں لوگوں کے دو قرن گزر گئے یا اس

Marfat.com

کے تاج میں دو شاخیں تھیں یا وہ کریم الطرفین تھا اور یا علم ظاہر اور علم باطن دونو اس کو حاصل تھے یا دو گندھے ہوئے گیسو سر کے دونو طرف رکھتا تھا۔ اور بہت مشہور یہ بات ہے کہ وہ سکندر رومی تھا۔ اس کی نبوت میں اختلاف ہے

ہم نے اس کو زمین میں غلبہ کے سبب سے تمکین بخشی یعنی قدرت اور زور عطا کیا۔ ہر اس چیز سے جس کی خلق محتاج تھی یا جو چیز ملک فتح کرنے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں کام آتی ہے یا جو وہ ہم سے چاہتا تھا ہم نے اسے ایک سبب سے دی کہ اس سبب سے وہ اسے حاصل ہو جاتی تھی

روایت کی گئی ہے کہ حق تعالے نے نور اور ظلمت کو اس کے لئے مسخّر بنا دیا تھا اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ حق تعالے نے ابر کو ذوالقرنین کا فرمانبردار کر دیا تھا۔ ابر پر سوار ہو کر جہاں چاہتا جاتا جس دن روم سے نکل کر مصر کو فتح کیا اور حبشیوں سے لڑ کر ان پر غالب ہوا اور مغرب کا قصد کیا تو ایک سبب کے پیچھے چلا تاکہ مغرب میں پہنچ سکے اور اس سبب سے وسیلہ ڈھونڈتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا یعنی مغرب کی آبادی کی حد پر تو اس نے آفتاب کو گندلے پانی کے چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا جس میں مٹی ملی ہوئی تھی (بعض نے حمئۃ کو حمیۃ بھی پڑھا ہے جس کے معنی گرم چشمہ کے ہیں) اور اس چشمہ کے پاس دریائے محیط غربی کے کنارے ایک گروہ کو پایا جس کو ناسک کہتے ہیں اور وہ بت پرست تھے۔ ان کی آنکھیں سبز۔ بال لال۔ بدن قوی اور مہیب جانوروں کی کھال پہنتے تھے۔ وحشی اور آبی جانوروں کا گوشت کھاتے

"ہم نے فرمایا یا یہ کہ اگر یہ قوم ایمان نہ لائے تو تو اس کو عذاب کرے گا یعنی قتل کر ڈالے گا اور یا یہ کہ ان کے باب میں اگر وہ ایمان لائے تو بھلائی اختیار کرے گا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ مگر جو کوئی ظلم کرے یعنی اپنے کفر پر مصر رہے تو قریب ہے کہ ہم اسے عذاب کریں یعنی قتل کر ڈالیں اور یہ دنیا کا عذاب ہو گا اور پھر قیامت کے روز اپنے رب کی جزا کی طرف پھیرا جائے گا تو وہ اس کو سخت اور برا عذاب کرے گا جو عہد کئے گئے عذاب کی مثل نہ ہو گا اور جو کوئی ایمان لائے اور ایمان کے مطابق نیک عمل کرے تو اس کے واسطے دونو جہان میں اچھی جزا ہے اور قریب ہے کہ ہم اسے اپنے حکم سے یعنی جو کچھ ہم حکم کرتے ہیں اس میں سے اس کی طاقت کے مطابق آسان کام کہیں گے"

لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے ظلمت یعنی تاریکی کا لشکر قوم ناسک پر متعین کیا یہاں تک کہ وہ

لشکر اُس قوم کی آنکھوں میں اور کانوں میں گھس گیا اور وہ قوم پناہ مانگ کر اس کا ایمان لائی۔ پھر دوبارہ پیچھا کیا ایسے سبب کا کہ اس کے توسل سے مشرق کو پہنچ سکے اور قوم ناسک کو اپنے ساتھ لے کر نور کا لشکر آگے روانہ کیا اور ظلمت کا پیچھے رکھا اور دکھن کی طرف متوجہ ہو کر قوم ہاویل کو جو قطر امین میں تھی مسخر کیا اور جس طرح قصۂ ناسک میں مذکور ہے اسی طرح مشرق کی طرف توجہ کی۔ یہاں تک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ پر یعنی اس مقام پر پہنچا جہاں سے مشرق کی طرف آبادی شروع ہوتی ہے تو آفتاب کو پایا کہ ہر صبح کو نکلتا ہے اور اس کی شعاع ایسی قوم پر پڑتی ہے کہ ہم نے اس کے واسطے آفتاب کے سوا طلوع کے وقت دنیا میں سے کوئی پوشش یا لباس جو اُن لوگوں اور آفتاب کے درمیان آڑ اور حجاب ہو سکے پیدا نہیں کیا۔ اس واسطے کہ اُن کے پاس پوشش بھی نہ تھی اور اُن کی زمین اس قدر نرم تھی کہ اس پر دیوار اور کسی طرح کی آڑ ٹھہر نہ سکتی تھی۔ جب آفتاب نکلتا تو وہ لوگ تہ خانوں میں چلے جاتے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوتے ہوتے ڈھل جاتا تو وہ لوگ زمین کے نیچے سے نکلتے اور مچھلیاں پکڑ کر آفتاب سے بھون کر کھاتے اور یہ قوم منسک تھی۔ اُن کے ساتھ بھی ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا جیسا کہ مغرب والوں کے ساتھ کیا تھا۔ یا اسی طرح سبب کی اتباع کی اور بائیں قطر کی طرف چلا۔ ایک قوم میں پہنچا کہ اس کو تاویل کہتے تھے۔ اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو قوم ہاویل کے ساتھ کیا تھا۔ اور بے شک ہم نے اس چیز کو جو اُس کے پاس تھی یعنی جو لشکر اور لڑائی کے ہتھیار اور ملک گیری کے اسباب اس کے پاس جمع تھے آگاہی کی رو سے اُن سب کو ہم گھیرے ہوئے تھے اور جانتے تھے۔

اس کے بعد ذوالقرنین ایک راہ میں سبب کے پیچھے داخل ہوا جو مشرق سے اتر یعنی شمال کی طرف تھی یہاں تک کہ جب زمین ترک کی تمامی پر دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا جن کی پشت پر یاجوج و ماجوج کی زمین ہے تو ان دونوں پہاڑوں کے سامنے ایک گروہ کو عجیب غریب شکلوں اور صورتوں میں پایا۔ وہ اپنی کم فہمی کی وجہ سے کوئی بات نہ سمجھتے تھے اور ذوالقرنین کے لشکر سے بھی کوئی اُن کی بات نہ سمجھتا تھا۔ وہ بولے یعنی جو اُن کی باتوں کا ترجمہ کرتا تھا وہ بولا اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج و ماجوج کی قوم ہماری زمین میں تباہی ڈالنے والے ہیں کہ جب ان دونوں پہاڑوں سے نکلتے ہیں ہری گھاس کی قسم سے جو پاتے ہیں کھا جاتے ہیں اور جو خشک چیز ہوتی ہے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور ہم سب کے چارپایوں کو مار کھاتے ہیں اور اگر چارپائے نہیں پاتے تو ان کے عوض آدمیوں کو کھا جاتے ہیں

Marfat.com

یاجوج وماجوج یافث بن نوحؑ کی اولاد میں دو قبیلے ہیں۔ عین المعانی میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو احتلام ہُوا اور اُن کی منی خاک میں ملی تو اُن کو اس بات سے رنج ہُوا۔ حق تعالےٰ نے اُن کی خاک آلود منی سے یہ دو قومیں پیدا کر دیں۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ اُن کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے۔ اس قوم کی شکلوں اور صورتوں میں اختلاف ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اُن میں سے بعضوں کے قد بالشت بالشت بھر کے ہیں اور بعضوں کے قد لمبے لمبے اور حدیث میں ہے کہ اُن میں سے ایک قسم کے لوگ درخت ارز کے مثل ہیں جو ولایت شام میں ہوتا ہے۔ اس درخت کی لمبائی ایک سو بیس گز ہوتی ہے اور بعضوں کا طول وعرض برابر ہے اور ایک قسم ایسی ہے کہ وہ لوگ ایک کان کا اوڑھنا اور ایک کا بچھونا کرتے ہیں

بہنگام خفتن بجُنبند سیر | یکے گوش بالا و دیگر بزیر
نشاں برشکن جبیں ابروئے شاں | کشاں ریش تا زیر زانوئے شاں
ندارند جز خواب و خورد ہیچ کار | بہر یکے تا نہ زاید ہزار

غرض کہ اُس گروہ نے جو دو پہاڑوں کے سامنے تھا ذوالقرنین سے کہا کہ ہم قوم یاجوج وماجوج سے تنگ آ گئے ہیں تو کیا ہم اپنے مالوں میں سے تیرے واسطے خرچ نکالیں اور مقرر کر دیں اس شرط پر کہ تو اُن کے اور ہمارے درمیان ایک آڑ بنا دے جو اُن کو باہر نکلنے سے روکے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ جس چیز میں میرے رب نے مجھے دسترس دیا ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو تم مجھے دینا چاہتے ہو۔ تو قوت سے میری امداد کرو یعنی قوی لوگوں سے یا ایسی چیز سے جس کے سبب سے مجھے اس کام میں مدد ملے۔ تاکہ میں تمہارے اور اُن کے درمیان آڑ سخت کر دوں کہ اس میں سے بعض بعض پر مرکب ہے۔ میرے واسطے لوہے کے ٹکڑے لاؤ

لکھا ہے کہ ذوالقرنین کے حکم سے لوہے کی اینٹیں بنائی گئیں۔ جب اینٹیں بن چکیں تو حکم کیا کہ دو پہاڑوں کے درمیان کہ چار ہزار قدم کا فاصلہ ہے اس میں سینتیس گز چوڑائی بنو کھودو۔ چنانچہ اتنی گہری نیو کھُدی کہ پانی نکل آیا۔ پھر زمین کی تہ میں پانی پر چٹان رکھی اور اس پر لوہے کی اینٹیں بچھا دیں۔ یہاں تک کہ جب برابر ہو گیا یعنی دونوں پہاڑوں کے درمیان بھر بچا بن گیا تو ذوالقرنین کے حکم سے جلانے کی بہت سی لکڑیاں اس پر بچھا کر پھونکنے اور دھونکنے کی ادھر ادھر راہیں بنائیں اور ذوالقرنین نے حکم دیا کہ

Marfat.com

لوہے کی اینٹوں میں پھونکو یہاں تک کہ جب اُن لوہے کی اینٹوں کو آگ کے مثل کر دیا تو کہا کہ پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ میں اس گرم لوہے پر ڈال دوں، اور اس طرح ڈیڑھ سو گز اونچی ایک دیوار پہاڑ کے مثل چکنی برابر ایک ڈال بنا دی۔ پھر نہ تو یاجوج و ماجوج اس سد پر اس کی بلندی اور چکنے پن کی وجہ سے چڑھ ہی سکے اور نہ اس کی سختی کے سبب سے اس میں سوراخ ہی کر سکے

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ سد اور اس کو پورا کرنے کی قدرت اُن لوگوں پر میرے رب کی رحمت ہے جو یاجوج و ماجوج کے فتنہ سے ڈرتے تھے۔ پھر یاجوج و ماجوج کے نکلنے کی بابت میرے رب کا وعدہ آئے گا تو حق تعالےٰ اس سد کو زمین پر ہموار کر دے گا یعنی یاجوج و ماجوج کی راہ سے اس کو اٹھا لے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ صحیح ہے۔ سد کے اوپر سے یاجوج و ماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور حق تعالےٰ نے اُس دن چھوڑا ہوگا یاجوج و ماجوج میں سے بعض کو کہ ازدحام کرتے ہوئے اور اضطراب کرتے ہوئے بعض دوسروں میں داخل ہوں گے اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت کے دن تحیر اور اضطراب کی وجہ سے آدمی اور جنات باہم مل جائیں گے۔ اور قیامت قائم ہونے کے واسطے صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر حق تعالےٰ حساب اور جزا کے واسطے میدان حشر میں تمام خلق کو جمع کرے گا اور اُس دن حق تعالےٰ جہنم کو کافروں کے واسطے ظاہر کر دے گا اور قبل از دخول دوزخ دوزخ کو ظاہر کرنا ڈرانے اور ہول دلانے کے واسطے ہوگا۔ وہ کافر جن کے دل کی آنکھیں غفلت کی وجہ سے میرے ذکر سے پردے میں رہیں۔ یعنی وہ آیتیں مشاہدہ کرنے سے جن کے سبب سے ایمان والوں کے نزدیک میں توحید اور تعظیم کے ساتھ یاد کیا جاتا ہوں غافل رہے اور حق بات سننے کی توفیق نہیں رکھتے تھے کیونکہ کافر تھے (تفسیر قادری)

ذکرِ ذوالقرنین کا روایتی مفہوم

(قرآن پاک کی اصول افروز روشنی میں)

قدیم روایات کی روشنی میں ذکرِ ذوالقرنین کی تفسیر جواد پر بیان کی گئی ہے تفسیر قادری سے نقل کی گئی ہے۔ تفسیر مذکور میں قرآن پاک کے مقدس ارشادات کا ترجمہ اور تفسیر قدیم روایات کی روشنی میں کی گئی ہے جس کو یہاں لفظی ترجمہ کے انداز سے با محاورہ انداز کی صورت میں بدل کر نقل کر دیا گیا ہے

اگر یہ مان لیا جائے کہ قرآن پاک میں کسی گذرے ہوئے ایک ہی خاص بادشاہ کا ذکر کیا گیا ہے تو صرف اس صورت میں اُس کا تاریخی کھوج لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ وہ کون تھا کس خاندان سے تھا، کب اور کہاں ہوا۔ اس نے رعایا کی بہتری کے لئے کیا کچھ کیا۔ رعایا اس سے کس قدر خوش تھی۔ اس کا نظامِ حکومت کیسا تھا وغیرہ۔ لیکن اگر قرآن پاک کے متعلق اعتقاد کی صورت یہ ہے کہ اس میں حیات انسانی کا اصولی نقشہ کھینچا گیا ہے تو ذوالقرنین حیات انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ میں تعمیرِ دین و ملت کی ایک خاص منزل پر با اقتدار و با اختیار قیادت کی ایک خاص حیثیت کا اصولی نام ہے جو بدامنی اور فساد کے حالات کی ایک خاص صورت میں آئین فطرت کی اصولی اقتضاء کے مطابق وجود پذیر ہوتی ہے۔ اعتقاد کی اس صورت میں یہ ماننا پڑتا ہے کہ دھڑے بندی کی وہ صورت جس کو ذوالقرنین نے فرد کیا یا بدامنی کی وہ مشکل جس کو دور کرنے کے لئے ذوالقرنین کی ہمت کام آئی انسانی زندگی میں جب بھی پیدا ہو گی اور اپنی امن سوز شدت کو پہنچ کر ہر ایک دھڑے میں تنگ آئے ہوئے مجبور عوام کے دلوں میں امن و صلح کی خواہش پیدا کرنے کا قدرتی موجب بن جائے گی تو اُن صلح جو اور امن پسند عوام کے دونوں فریقوں کو آپس میں متحد بنانے کے لئے صورتِ حالات کی قدرتی موافقت اور اصولی مطابقت کے بل پر جو بھی حکمران امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کر لے گا وہ ذوالقرنین ہو گا اور یا اُس ذوالقرنین کا اصولی طور پر مثیل ہو گا جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ قدیم روایات کی روشنی میں بھی اس کے اصولی نام کی اہمیت تو واضح ہے۔ ایسی صورت میں اس بات کا تاریخی کھوج

لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ وہ ذوالقرنین جس کا قرآن پاک میں ذکر ارشاد فرمایا گیا ہے کون تھا۔ کب اور کہاں ہوا۔ بلکہ دھڑے بازی کو فرو کرنے اور امن کو بحال بنانے کی خاطر قرآن پاک میں بتائے ہوئے اصولی پروگرام پر عمل پیرا ہو کر کوئی بھی طاقت کامیابی کو پہنچ جائے تو وہ ذوالقرنین ہے۔ تاریخی تحقیق اگر ایسے بیسیوں بادشاہوں کا کھوج لگائے تو وہ سب ذوالقرنین ہوں گے۔ قرآن پاک میں جس ذوالقرنین کا ذکر ارشاد فرمایا گیا ہے وہ تعمیر دین وحیات کی ارتقائی راہ پر ایک خاص قیادت کا نام ہے جس نے اس راہ کے ایک خاص مرحلہ پر خاص حالات کی صورت میں ایک خاص طریق پر کام کیا۔ اگر اس ذوالقرنین کا تاریخی کھوج بھی لگانا ہو تو ادوارِ ماضیہ میں تعمیر دین و ملت کی ارتقائی راہ اور اس راہ کے مختلف مرحلوں کو شناخت میں لانا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اُن مرحلوں میں سے اُس مرحلہ کا علمی تعین کیا جائے جس پر ذوالقرنین کی قیادت کے لئے حالاتِ زیست کی صورت میں اصولی اختصاص پیدا ہو چکا تھا۔ لیکن یہ مقصد صرف قرآن پاک کے اصولی مطالعہ ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تاریخی تحقیق نے جن بادشاہوں پر ذوالقرنین ہونے کا گمان قائم کیا ہے اُن سب میں امن آفرینی کا وصف تو موجود ہے جس کا انہوں نے عملی ثبوت بھی بہم پہنچایا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بادشاہ بھی انہی میں سے ایک ہو جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے لیکن اگر خود کسی بادشاہ نے اپنا لقب ذوالقرنین تجویز کر لیا ہو اور حقیقتاً اس میں ذوالقرنین کا کوئی بھی اصولی وصف موجود نہ ہو اور نہ ہی اس نے امن قائم کرنے کے لئے کوئی خاص کارنامہ سرانجام دیا ہو تو وہ ذوالقرنین کہلانے کا کسی طرح بھی مستحق نہیں ہو سکتا

ذکرِ ذوالقرنین کے روایتی اور اصولی مفہوم کا معنوی تطابق

دھڑے بازی عوام ہوس کی خصومت انگیز تپش سے پیدا ہوتی ہے۔ عوامی جذبات و احساسات کے خصومت زدہ سمندر میں دھڑے بازی کی وہ فکر سوز تپش قیادت کے افتراق انگیز انداز کے خلاف تحریک کا خشم انگیز ابھار پیدا کر دیتی ہے جو دھڑے بازی کی عوامی فضا میں خلوص و وفا کے امن آفرینانہ اثر و رسوخ کی بلند سطح پر ٹھنڈک پا کر ذوالقرنین کے خصومت کش عزم کی عسکریت کی اصولی پیداوار طاقت کا عملی انداز اختیار کر لیتا ہے۔ ذوالقرنین کی عسکری طاقت کا وہ اصولی انداز ایک ایسا امر تھا جس پر سوار ہو کر وہ جہاں جاتا چھا جاتا۔ فکری قوتوں کے ادراک افروز انداز کی سطح پر فہم و دانش کی عوامی طاقتیں اور عملی قوتوں کے خدمت پا انداز کی سطح پر عوامی افرادی

کے تا دینی شعور کی با اسباب طاقتیں دونوں اُس کے لئے مسخر تھیں ۔ گویا نور او ظلمت دونو پر اس کو اختیار حاصل تھا

دھڑے بازی کی حالت میں ہر دو دھڑوں کے مابین دو جذبے کار فرما ہوتے ہیں ۔ ایک تو ہوا و ہوس کی جانب پر مخالفت اور دشمنی کا جذبہ ہوتا ہے جو دونو جانب پر مخاصمت میں شدت پیدا کرتا ہے اور دوسرا خلوص دونا کی جانب پر صلح پذیری کا جذبہ ہوتا ہے جو دونو دھڑوں میں تنگ آئے ہوئے لوگوں میں کشش پیدا کرتا اور صلح کے خواہاں اُن دونو فرقوں کو آپس میں ملاتا ہے ۔ افتراق پیدا کرنے والے رہناؤں کا مقصد تو مخالفت اور دشمنی کے خصومت انگیز جذبہ سے پورا ہوتا ہے لیکن اُس کے خلاف صلح پذیری کا جذبہ ذوالقرنین کا وہ سبب یا صلح پسندوں کے دونو فرقوں کو آپس میں باندھنے کا وہ رستہ ہے جس کو ذوالقرنین اپنی تمکین کا وسیلہ بناتا اور جس سے اپنی عملی پیش قدمی میں زور پیدا کرتا ہے ۔ قدیم روایات میں سبب کو بابرکت چیز تو مانا گیا ہے لیکن اس کی تشریح نہیں کی گئی ۔

قدیم روایات میں مغرب الشمس اس جگہ کو قرار دیا گیا ہے جہاں آبادی ختم ہو جاتی ہے ۔ انسانی زندگی اگر اپنے پُر امن انداز میں چل رہی ہو تو وہ آبادی کی صحیح صورت ہے اور جہاں اس کا پُر امن نظام ختم ہو جاتا ہے آبادی کی وہ صورت بھی ختم ہو جاتی ہے ۔ نظامِ زیست نظامِ شمسی کے منظم اثر کی منعکس صورت ہے ۔ جب تک نظامِ زیست کی پُر امن صورت برقرار رہتی ہے شمس کا خصومت انگیز تاثر اس کی ترکیب کے پُر امن انداز میں دبا رہتا ہے لیکن جب ہوا و ہوس کا خصومت پذیر خاصہ اس ترکیب کو خصومت کے حوالے کر دیتا ہے تو پھر دھڑے بازی کا ابھار ناگزیر ہو جاتا ہے ۔ شمس کا خصومت انگیز تاثر دھڑے بازی کی صورت اختیار کرنے کے بعد جب اپنی شدّت کے کمال پر پہنچ جاتا ہے تو خلوص دونا کی سطح پر امن و صلح کی شدید خواہش حالات کی اصولی موزونیت سے طاقت پذیر ہو کر ذوالقرنین کی صورت اختیار کر لیتی اور نور و ظلمت کو مسخر بنا لیتی ہے ۔ امن و صلح کی شدید خواہش کا عملی اقدام ذوالقرنین کی قیادت میں زندگی کے اس مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں زندگی کا خصومت زدہ نظام ختم ہوتا ہے اور شمس کا تخاصم انگیز تاثر فرد ہو جاتا ہے

روایات میں بتایا گیا ہے کہ وہ چشمہ جس میں شمس غروب ہو رہا تھا دریائے محیط غربی میں

Marfat.com

ایک گندے پانی کا چشمہ تھا جس میں مٹی ملی ہوئی تھی۔ مختلف الخیال لوگوں کے خصومت زدہ جذبات و احساسات کے متحد البخارات سے ابلتے ہوئے چشمہ کو جس میں نئی زندگی کی مٹی خمیر پذیر ہو رہی تھی روایات کی زبان میں گندے پانی کا چشمہ کہا جانا قرین قیاس ہے۔ وہ چشمہ جذبات و احساسات کے عوامی سمندر میں اس جگہ پر واقع ہے جہاں خصومت فرد ہوا کرتی ہے اس لئے اس سمندر کو دریائے غربی کہا گیا ہے۔

جن لوگوں کے جذبات و احساسات کی مضطرب حالت نے بحر محیط کی صورت اختیار کر رکھی تھی وہ کئی قسم کے مختلف نظریات کے پجاری تھے جن کے اختلافات کی شدت نے دھڑے بازی کو جنم دیا تھا۔ ان مختلف قسم کے مصنوعی نظریات کا پجاری ہونے کی وجہ سے ان کو بت پرست کہا گیا ہے۔ ان نظریات کے غیر فطری انداز نے ان کی اخلاقی صورتوں کو مختلف قسم کی غیر انسانی شکلوں میں بدل رکھا تھا اس لئے ان کی روزی بھی قبیح اور وحشیانہ طریقوں سے پیدا ہوتی تھی اور چونکہ انہوں نے اپنی زندگیوں کو اپنے افتراق آفرین رہنماؤں کے ہاتھوں میں قربان کر رکھا تھا اس لئے ان کو ناسک کہا گیا ہے ذوالقرنین نے ان پر ظلمت کا تادیبی جبر استعمال کیا جس کے افتراق کش کارناموں کو ان کی آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا اور اس طرح سے مرعوب ہو کر انہوں نے ذوالقرنین کے صلح آفرین مسلک کو قبول کر لیا

ذوالقرنین نے اپنی تمکین کے سبب کا پیچھا جاری رکھتے ہوئے آئندہ ناسک قوم کو اپنے ساتھی بنا لیا اور نور کا لشکر آگے رکھ کر اپنے صلح آفرین مقاصد کی حکمت پذیر وضاحت عمل میں لانا شروع کر دی اور ظلمت کا لشکر انکار عمل میں لانے والوں کی تشدد آمیز سرزنش کے لئے پیچھے پیچھے رکھا۔ اب اپنے سفر میں اس نے زندگی کے انقلابی چکر کی دائیں جانب پر ان لوگوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی جو اس کے حکیمانہ مسلک کو قبول کرتے ہوئے قطر الیمن پر پہنچ کر جنوب پذیر ہو گئے تھے۔ (اپنے اپنے فرقوں اور پارٹیوں میں علیحدگی اختیار کرنے اور ایک جانب پر ہونے لگ گئے تھے)۔ ان لوگوں میں سے اکثر نے چونکہ ہول کی حالت میں ذوالقرنین کا مسلک قبول کیا تھا اس لئے ان کو ناویل کہا گیا ہے۔ ان میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کی صلح پذیری خلوص و وفا کے اثر میں عمل پذیر ہوتی تھی۔ ذوالقرنین اپنے تمکینی سبب کا پیچھا جاری رکھے ہوئے مشرق میں اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں سے آبادی

Marfat.com

شروع ہوتی ہے یعنی نظامِ زیست کا جدید اُبھار عمل پذیر ہوتا ہے۔ مشرق میں پہنچ کر وہ لوگ جو پہلے دھڑے بازی کی قیادت کیا کرتے تھے اور پھر ذوالقرنین کے تادیبی جبر سے دب کر خاموش ہو گئے تھے اپنے آپ کو صلح پسند لوگوں کے اتحاد پذیر دباؤ میں بے بس پا کر شدید دُکھ میں مبتلا ہو گئے چونکہ دھڑے بازی کے دوران میں سادہ لوح عوام کی پُرامن زندگیوں کے عملی شعور کو وہ لوگ اپنے اپنے افتراق انگیز مسلک کی بھینٹ چڑھانے کے عادی تھے اس لئے اُن کو منسک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

مشرق میں پہنچ کر شمس کے تخاصم انگیز تاثر نے مُنسکِ قوم کے دلوں میں طلوع فرما ہو کر صلح و اتحاد کے آئینی اقتدار و رسوخ کے خلاف حسد کی صورت اختیار کر لی تھی۔ زندگی کا کوئی طور بھی اُن کو اس حسد کی تپش سے بچا نہ سکتا تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ شمس کی تپش سے بچنے کی خاطر وہ لوگ تہ خانوں میں گھس جاتے تھے۔ مطلب یہ کہ اپنے اپنے متفرق خیالات کو عوامی سوچ بچار کی صلح آفرین سطح سے نیچے اپنے دیگر چند دوستوں کی معیت میں چھپا کر رکھتے تھے اور جب کبھی موقعہ ملتا تو ان خیالات کا اظہار بھی محتاط انداز میں کرتے جس کا اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا۔ مختلف الخیال لوگوں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے وہ کوئی جماعت بھی نہیں بنا سکتے تھے۔ ذوالقرنین کے ساتھیوں کو زندگی کی اس مخلوط الخیال حالت میں بھی حق تعالیٰ نے یک جہتی کا احاطہ کر رکھا تھا

مشرق سے آگے ذوالقرنین نے شمال یعنی بائیں طرف کا رُخ کیا۔ ہوا و ہوس کی اس جانب پر مختلف الخیال وہ لوگ جن کے دلوں میں دھڑے بازی کا اثر منسک لوگوں کی پس پردہ ترغیب سے دوبارہ انگیخت پذیر ہو رہا تھا سب آپس میں شامل اور اکٹھے تھے۔ روایات میں اُن کا نام تاویل بتایا گیا ہے۔ کیونکہ وہ زندگی کو افتراق پذیر اپنے پہلے ڈھب پر واپس لانا چاہتے تھے اور یا اس لئے کہ وہ عیار اور ساحر تھے۔ آپس میں تو ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی عیاری کا عمل جاری رکھتے لیکن ذوالقرنین کی انقلابی حکمتِ عملی کے خلاف سب اکٹھے تھے۔ ذوالقرنین نے تاویل کو بھی ہابیل کی طرح اپنے حال پر آزاد چھوڑ دیا۔ جب وہ سب لوگ اپنے اپنے آزادانہ رجحانات کی عملی حد کو پہنچ گئے تو اُن میں سے افتراق پسندوں کا ایک دوسرے کے خلاف دو گروہوں کی صورت میں بٹ جانا قدرتی امر تھا۔ قرآن پاک میں اُن دو گروہوں کو سدین کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اُن دو گروہوں کا مقصد ذوالقرنین کے خلاف

Marfat.com

آپس میں دھڑے بندی کو بحال بنانا اور اس کی علاج آفرینی علامت عملی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرتا تھا۔ روایات میں اُن دو گروہوں کو دد جبل (جبلین) کہا گیا ہے۔ جبل کے معنی بااِرادت گروہ بھی ہوتے ہیں اور پہاڑ بھی ہوتے ہیں

چوتھی فصل

خضرؑ اور سکندر کا ہم سفر ہو کر آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچنا

(قدیم روایات کی روشنی میں)

قدیم روایات میں موسےٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمۃ کی پُر اسرار ملاقات اور روحانی ہم سفری کا ذکر بھی تو کیا گیا ہے لیکن خضرؑ اور سکندر کی ہم سفری کا قصہ بہت مشہور ہے۔ [illegible] گیا ہے کہ خضر اور سکندر دونوں آبِ حیات کی تلاش میں نکلے سفر پر نکلے۔ خشکی اور تری [illegible] مرحلوں کو طے کرنے کے بعد بحرِ ظلمات یا نور تاریکیوں میں آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچے۔ خضر آبِ حیات کو پی کر زندۂ جاوید ہو گئے لیکن سکندر آبِ حیات کے چشمے سے [illegible] وہیں ہی واپس لوٹ آیا۔ روایات میں اُن دونوں کی ہم سفری [illegible] سکندر کو ذوالقرنین مانا گیا ہے اس لئے [illegible] ذوالقرنین [illegible] کر دینا بھی یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے

حق تعالےٰ کی مذہبی حاکمیت کے اتحاد افروز انداز کی سطح پر دھڑے بازی کا ابھار	[illegible]

انگیزی ہوا و ہوس نے نفی تاثرات [illegible] روح سے منتشر ہو کر اقتدار کی عام انداز [illegible]

مذہب اقتدار کی عالمی سطح پر اپنی حقیقی شان میں امن افروزی کرتا تھا۔ حیاتِ انسانی کی کُل طرفیں اُس سے فیض یاب ہوتی تھیں۔ اس مذہب میں حق تعالےٰ کی حاکمیت کام کرتی تھی جس سے سب لوگ مطمئن تھے۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ مذہبی اقتدار نے عبودیّت کی محبت افروز اور عدل و انصاف کی امن پرور رُوح سے عاری ہوکر ہوا و ہوس کی سطح پر افتراق انگیز آمریّت کا تقدس سوز انداز اختیار کرلیا جس کی حمایت کے لئے مذہبی رہنماؤں میں سے اکثر نے عیارانہ قیادت کا بلعمی اور سیاسی اہلِ دربار کاروں میں سے اکثر نے سامری کا سحر آفرین روپ دھار لیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ مذہب کئی فرقوں میں بٹ گیا اور اُن فرقوں کا باہمی تعصّب اقتدار میں ضعف پیدا کرنے کا موجب بن گیا۔ یگانوں اور بیگانوں میں اُس اقتدار کے خلاف نفرت اور بیزاری پیدا ہوگئی۔ جب مذہب کی کمزور آمریّت کے خلاف اپنے اور پرائے بیزار اور نفور ہوکر سرکش ہونے لگ گئے تو اُن کی سرکشی نے آپس میں دھڑے بازی کی شکل اختیار کرلی۔ جہل و شر کی سطح سے تو شیطان نے مذہب کو عیارانہ قیادت کے بلعمی اور سیاست کو سامری کے ساحرانہ شعور کی گمراہ کُن سپردگی میں دے رکھا تھا لیکن خیر و برکت کی جانب سے حق تعالےٰ کی امری رُوح نے خلوص و وفا کی مذہبی اور سیاسی سطح پر صدق و صفا کے پس پردہ گوشوں میں اپنے حکمت افروز اثر کو اسرارِ ولایت کے خضریٔ انداز کی روحانی اور غیر مرئی پوشاک سے ملبوس بنا رکھا تھا۔ مذہب کی باہمی قیادت تو اقتدار کی کمزوری کا باعث بن رہی تھی اور سامری کا ساحرانہ انداز زندگی کو تباہی کی طرف دھکیلنے کی خاطر فکرِ انسانی کی پست سطح پر غیر مذہبی نظریات کے تخاصم انگیز عمل کی ساخت عمل میں لا رہا تھا لیکن روحانی حکمت کے خضریٔ گوشوں سے اہلِ حق و صداقت کی امن شناس نظریں کسی ذوالقرنین کی تلاش میں اغیار کے اس طبقے پر لگی ہوئی تھیں، جو دھڑے بازی کے شدید حالات کی عالم گیر صورت میں ہوا و ہوس کی مذہبی فضاؤں سے آمریّت کے اغیار سوز نقش کو فرد کرنے کے درپے ہو چکا تھا۔ آخر حق تعالےٰ کی امری رُوح نے ایک ایسی طاقت کا انتخاب کرلیا جس کے حکمت پذیر رسوخ کا سیاسی انداز اسرارِ ولایت کی خضریٔ حکمت کے روحانی شعور سے متاثر بنایا جا سکتا تھا۔ تخلیقِ امن و صلح کی خضریٔ حکمت نے اس طاقت کے سیاسی تدبّر میں حلول کرتے ہوئے ذوالقرنین کا روپ دھار لیا۔ اور اس طرح سے خضرؑ اور ذوالقرنین دونوں اکٹھے ہو گئے

Marfat.com

خضرؑ اور ذوالقرنین کی انقلابی ہم سفری کا آغاز

جب ذوالقرنین نے امن قائم کرنے کے عزم سے اپنے انقلابی سفر شروع کر دیا تو ہر ملک میں خلوص و وفا کی روحانی سطح پر خضری حکمت کا فتح آفرین شعور اس کی تمکین کا امری سبب بن گیا۔ ذوالقرنین اُس سبب کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے ہر اس ملک پر قبضہ حاصل کرتا چلا گیا جو مذہبی آمریت کے خصومت انگیز شمس کی موافقانہ یا مخالفانہ اور مفید یا مضر تپش سے پریشانی اور اضطراب میں مبتلا ہو رہا تھا۔ اور یہ خضرؑ اور ذوالقرنین کا اکٹھا سفر تھا جس میں ذوالقرنین کو خضرؑ کی پوری پوری رہبری اور حمایت حاصل تھی۔ ذوالقرنین جہاں بھی پہنچا۔ مذہب کا علمی رسوخ اور سامری کا ساحرانہ انداز ذوالقرنین کی خضری حکمت کے سامنے منہ کے بل گر پڑتے۔ اپنے انقلابی سفر کو جاری رکھتے ہوئے اور خضری حکمت کے تمکین آفرین سبب کا پیچھا عمل میں لاتے ہوئے ذوالقرنین جب مغرب کے اس مقام پہ پہنچ گیا جہاں زندگی کا عالمی نظام ختم ہو جاتا ہے تو اس نے دیکھا کہ مذہبی آمریت کا آفتاب مذہب کی اصل روح کے ابھار کی چشمہ دار کیفیت میں غروب ہو رہا ہے اور اُس چشمہ (عینٍ حمئۃ) کے اُبلتے ہوئے پانی میں جو مذہب کی حیات آفرین حقیقت کا امری اور ابتدائی مواد تھا نئی زندگی کا خمیر پیدا کرنے کے لئے مٹی ملی ہوئی تھی۔ وہ مٹی فہم و دانش اور محنت اور مشقت کے زیست پذیر انداز کی ابتدائی انگیخت کا مظہر تھی۔ اب ذوالقرنین انسانی زندگی کے جدید اُبھار کی حریت افروز روح کے اثر میں اپنی تمکین کے امری سبب کا پیچھا برقرار رکھتے ہوئے یعنی روحانی حکمت کے خضری انداز کو اپنے انقلابی تدبر میں بحال رکھتے ہوئے آگے کو روانہ ہوا۔ زندگی کے جدید ابھار کو خلوص و وفا کی جانب سے حق تعالیٰ کی امن عادت کا انقلابی اثر بھی متاثر بناتا اور ان میں اتحاد کے حکیمانہ انداز کی انگیخت پیدا کرتا اور ہوا و ہوس کی جانب سے شیطان کا شر انگیز اثر بھی اس کو متاثر کرتا اور غیر مذہبی نوعیت کے نظریاتی اختلافات کو ابھارتا۔ ذوالقرنین خلوص و وفا کی سطح پر صلح و اتحاد چاہنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا اور ہوا و ہوس کی جانب سے امن و صلح کے خلاف فتنہ پیدا کرنے والوں کو سرزنش کرتا۔ دانش و فراست کی سطح پر ذہنی اور فکری قابلیت کے حکمت آفرین عناصر اس کا دوری لشکر تھا جس کو اس نے زندگی کی جمہوری رہنمائی کے لئے تیار کیا۔ محنت و مشقت کی سطح پر معاشی قابلیت اور صنعتی [illegible] کی

باطل شکن طاقتیں ظلمت کا لشکر تھا جس کو اُس نے پیچھے رکھا۔ نور کا لشکر زندگی کے جدید ابھار کی رہبری کرتا تھا اور ظلمت کا لشکر نور کی رہبری میں زندگی کے معاشی انداز میں توازن کو بحال رکھنا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سرزنش کی آئینی تجویزیں عمل میں لانا۔ ذوالقرنین انقلاب کی راہ پر اپنی نوکلین کے خضری سبب کا پیچھا جاری رکھتے ہوئے مشرق میں پہنچ گیا جہاں اس نے امن کشی کی غیر ناہی آمریت کے عالم سوز آفتاب کو طلوع کرتے ہوئے دیکھا۔ ہوا وہوس کے شدید حالات کی صورت میں وہ ایک ایسی قوم پر طلوع کر رہا تھا جس کے پاس اُس کی جگر سوز تپش سے بچنے کی کوئی بھی اوٹ موجود نہ تھی۔ ہوا وہوس کی حسد بار پر شدت سے اُبھرتا ہُوا دوست کُشی کا وہ آفتاب اپنے جہاں سوز انداز میں تپش تو کل دنیا کو پہنچاتا تھا لیکن خلوص و وفا کی جانب پر ذوالقرنین کا امن آفرین لاؤ لشکر جو انسانی آشفتگی کی کان سے روحانی حکمت کے خضری فن کا نکالا ہُوا تخلیقِ امن کا جمہوری مواد تھا حق تعالیٰ کی انقلابی رُوح کے حفاظتی احاطہ میں گھرا ہُوا تھا۔

انقلاب کی راہ پر دشوار گزار مرحلہ

صدق و صفا کی سطح پر دانش و فراست کے حقیقت رس ادراک نے خضرؑ کا روپ دھار رکھا تھا اور خلوص و وفا کی با اقتدار سطح پر عزم و ہمت کے امن آفرین انداز نے ذوالقرنین کی صورت اختیار کر رکھی تھی۔ اور حق تعالیٰ کی انقلابی رُوح نے اُن دونوں میں حکمت کا عملی رابطہ پیدا کر رکھا تھا۔ وہ دونو طلوع الشمس کے مرحلہ سے آگے نکل کر انقلاب کی امن آفرین راہ پر پھر روانہ ہو گئے اور زندگی کے اُس مرحلہ پر جا پہنچے جہاں ہوا وہوس کی شدت نے اقوامِ عالم کو دو متضاد و متخاصم گروہوں کی صورت میں تقسیم کر رکھا تھا اور وہ دونو گروہ ایک دوسرے کے سامنے دو پہاڑوں کی مانند کھڑے تھے۔ ذوالقرنین کی امن آفرین حکمتِ عملی کے خلاف دھڑے بازی کی دونو جانب پر وہ (سدّین) ند روکوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ذوالقرنین نے اپنی امن آفرین حکمتِ عملی کے خضری انداز سے اُن دونو گروہوں کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اُن میں سے ایک ایک حصہ کا رُخ تو ہوا وہوس کے شدید اثر میں دھڑے بازی کی جانب پر تھا اور دوسرے دو حصوں کا رُخ امن و صلح کے مقصد کی طرف مُڑ گیا۔ گویا امن پسند اور صلح جو لوگ ہوا وہوس کے دو پہاڑوں کے درمیان اکٹھے ہو گئے۔ اور چونکہ ان دو پہاڑوں کے درمیان وہ مختلف قومیں، مختلف قبیلیں، مختلف فرقوں اور مختلف پارٹیوں کا

Marfat.com

ہجوم تھا جن سب کی زبانیں مختلف تھیں۔ معاشرت مختلف تھی۔ تمدن مختلف تھا۔ اور مسلک مختلف تھے اور ساتھ ہی یہ کہ اُن کے ہم قوم، ہم قبیلہ، ہم فرقہ اور ہم پارٹی بھائی جن کا رُخ دھڑے بازی کی طرف تھا۔ اُن کو دھڑے بازی کی دونو جانب سے اپنی اپنی طرف کھینچتے تھے اس لئے وہ اس حالت میں سخت پریشان ہو رہے تھے۔ حالات کی اس اضطراب انگیز صورت میں وہ وقت کے مطالبہ کو نہیں سمجھ سکتے تھے انھوں نے فساد کی شدت کا دائمی خطرہ محسوس کرتے ہوئے فساد انگیزی کی راہ روکنے کی خاطر ذوالقرنین سے کوئی خاص اہتمام عمل میں لانے کی درخواست کی جس کے لئے وہ ہر طرح کی قربانی عمل میں لانے پر تیار ہو چکے تھے۔ لیکن ذوالقرنین اس مقصد کو پورا کرنے کی خاطر تخلیق امن کی خضری حکمت کو کامیابی کا بہترین سبب مانتا تھا جو حق تعالے نے عطیہ کی حیثیت سے اس کو حاصل تھا۔ ترکیب امن کے اسی انداز پر برقرار رہتے ہوئے جس پر خلوص و وفا کی جانب سے دوسری سب قومیں بھی جمع تھیں اور جس سے ہوا و ہوس کی شدت پذیری نے دھڑے بازوں کو علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ ذوالقرنین نے اُن سب لوگوں کو جو دھڑے بازی کی دونو جانب پر متضاد ترغیب سے پیدا ہونے والی پریشانی کی حد کو پہنچ کر عملی طور پر اُن دونو گروہوں سے کٹ چکے تھے امن و صلح کی خضری حکمت کے اتحاد آفرین سبب میں باندھ لیا۔ صلح پسندوں کے کٹ جانے پر دھڑے بازوں کے دونو گروپ جو امن و صلح کی طرف سے روگردانی کر گئے تھے سدین کی جگہ پر صدفین کی صورت میں باقی رہ گئے۔ صدفین کے درمیان امن و صلح کی حلاوت پذیر منطق پر دھڑے بازی کے خلاف ذوالقرنین نے صلح آفرین تدبر کی خضری حلاوت سے علوم و فنون کا مسلسل اور متواتر نفوذ جاری کر رکھتے ہوئے اس قدر طاقت اکٹھی کر لی کہ صدفین کی طرف سے ہوا و ہوس کی فساد انگیزی کا تنزل کی راہ میں جواب یاجوج و ماجوج کی غیر انسانی فطرت کے سانچے میں ڈھلنا شروع ہو گئی تھی۔ امن و آزادی کی تخلیق کا وہ چشم آفریں انداز دو شہی مواد آتش کا حرارت اور ذوالقرنین لیا۔ صدفین کی جانب سے قطر کی طرح پگھلنے والے فساد جو پھیل کر امن و صلح کی خضری ترکیب میں ڈھل جاتے اور یاجوج ماجوج کی راہ میں ایسی آہنی روک کو استحکام بخشنے کا موجب بنتے

آب حیات کے چشمہ پر پہنچنا

جب دھڑے بازی کی شدت امن عالم کی ...
... قوت حیات انسانی کا یہ انداز امن ...

ترقی پذیر ہو گیا۔ ایک طرف تو صدفین کے پیچھے جہل و شر کی مسدود کی ہوئی فسادانگیز طاقتیں یاجوج و ماجوج کی غیر انسانی فطرت کے وحشیانہ سانچہ میں ڈھلنا شروع ہو گئیں اور دوسری طرف خلوص و وفا کی سطح پر جو ذوالقرنین اور خضرؑ کی صلح آفرین ہم سفری سے ابھی تک مستفید ہو رہی تھی مذہب کی حقیقی رُوح کے جدید ابھار نے جو مغرب الشمس کے موقعہ پر انگیخت پذیر ہوا اور جس نے نئی زندگی کے ابلتے ہوئے چشمہ کی حکمت افروز صورت اختیار کر رکھی تھی صلح و اتحاد کی پُر امن ترکیب کو مذہب کی روحانی کیفیت کے ابدی انداز سے متاثر بنانا شروع کر دیا۔ صلح و امن کی پُر امن ترکیب اتحاد کی رُوحانی انگیخت سے متاثر ہونے لگ گئی تو ہوا و ہوس کی جانب سے اکثر لوگ جن کو امن و صلح کی ترکیب میں وقتی مصلحت کے حکمت پذیر انداز نے جکڑ رکھا تھا امن و صلح کی رُوحانیت پذیری سے دل برداشتہ ہو گئے اور وہ ترکیب دو حصوں میں تقسیم ہونے لگ گئی اور خلوص و وفا کی جانب پر جب اتحاد کا رُوحانی اُبھار تکمیل کو پہنچ گیا تو ہوا و ہوس کی جانب اُس سے علیحدہ ہو گئی۔ مذہب کی حقیقی رُوح کے اُس جدید ابھار نے جو مغرب الشمس کے موقعہ پر ذوالقرنین کو نئی زندگی کے ابلتے ہوئے چشمہ (عین حمئہ) کی صورت میں نظر آیا اور جس میں اُس نے مذہب کے خصومت انگیز شمس کو فرو ہوتے ہوئے پایا سفر کے خاتمہ پر آبِ حیات کے چشمہ کی صورت اختیار کر لی جس سے ہوا و ہوس کا پورا اثر خارج ہو چکا تھا۔ وہ چشمہ مذہب کے اصل مفہوم کی روحانی انگیخت تھی جس کا انکشاف خلوص و وفا کی جانب پر حقیقی اتحاد کی تکمیل پر لازمی ہو چکا تھا۔ ذوالقرنین کے امن آفرین عزم کا سیاسی انداز رُوحانی حکمت کے خضری شعور کی رہبری میں اُس کو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچانے کا موجب تو بن گیا لیکن چونکہ ذوالقرنین کے سیاسی فہم و فراست کا طبعی رُجحان خلوص و وفا اور ہوا و ہوس ہر دو جانب کے مخلوط انداز سے متاثر ہوتا تھا۔ اس لئے وہ مذہب کی اصل حقیقت کے وصول سے محروم رہ گیا جس کی درخشانی صرف خلوص و وفا کی جانب پر ہی عمل پذیر ہوتی ہے اور جس کے حیات بخش چشمہ پر پہنچنے کی خاطر اُس نے اپنا وہ انقلابی سفر شروع کیا تھا۔ خضرؑ اس چشمہ سے آبِ حیات پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے

انقلابی سفر کی عالمی راہ پر خضرؑ اور ذوالقرنین کا ہم مذہب ہونا ضروری نہیں

خضر اور ذوالقرنین کے جس سفر کا ذکر قدیم روایات میں کیا گیا ہے وہ

انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر عمل پذیر ہُوا تھا، اور اگر وہ سفر انقلابِ زیست کے قومی چکر پر بھی عمل پذیر ہُوا ہو تو بھی اس کی اصولی ترکیب میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ اگر سفر کی عملی کیفیت کا اصولی تعلق نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت سے بھی ہو تو بھی اُس کی اصولی ترکیب وہی رہتی ہے۔ نفسِ انسانی اپنی انفرادی حیثیت میں اگر اطمینان کی سطح سے گر کر پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو تزکیہ و طہارت کی راہ پر رواں ہونے کے لئے حق تعالےٰ کی روحانی حکمت کا خضری مواد اس کو مذہبی عقیدت کی صدق پذیر سطح سے اور عزم و عمل کی ذوالقرنینی ہمّت اس کو دانش و فراست کی حکمت پذیر سطح سے مہیّا ہوتی ہے۔ اور فکری استعداد کا خلوص پذیر انداز ان دونوں کو وفا کی سطح پر اکٹھا کر دیتا ہے۔ اگر خضری حکمت کا صدق پذیر اور ذوالقرنینی ہمّت کا حکمت پذیر انداز دونوں آپس میں مل کر نفسِ انسانی کی رہنمائی نہ کریں تو وہ تزکیہ و طہارت کی راہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر نفسِ انسانی کو وہ رہنمائی میسّر ہو جائے تو پھر طہارت کی راہ پر اس کو وہی مرحلے اور وہی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں جن کا ذکر خضرؑ اور ذوالقرنین کی عالمی ہمسفری کے اصولی بیان میں کیا گیا ہے۔ نفسِ انسانی کی مذہبی عقیدت کے صدق پذیری کی خضری سطح پر بلند ہونے کے لئے اس نفس کا توحید پرست ہونا ضروری ہے لیکن کسی نفس کی ہمت کے حکمت پذیری کی ذوالقرنینی سطح پر پہنچنے کے لئے اس کا توحید پرست ہونا ضروری نہیں۔ کسی رہنما یا قائد اور کسی حکمران یا حکومت کے ذوالقرنین کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے خضرؑ کا وفادارانہ ساتھ اور اس کی حکیمانہ رہبری تو ضروری ہے لیکن اس کے لئے خضرؑ کا ہم مذہب ہونا ضروری نہیں۔ قدیم روایات میں سکندر کو ذوالقرنین مانا گیا ہے لیکن سکندر کے توحید پرست ہونے میں شک کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ مذہب کی اصل حقیقت کے آبِ حیات پر پہنچ کر بھی پیاسا رہ گیا۔ اگر ذوالقرنین کا مذہب توحید پرستی ہو تو پھر وہ اقتدار سے محروم تو ہو سکتا ہے لیکن روحانیت کے حیات بخش چشمہ پر پہنچ کر تشنہ نہیں رہتا بلکہ خضرؑ کے ساتھ ہی آبِ حیات نوش کرتے ہوئے زندۂ جاوید ہو جاتا ہے۔ انقلابِ حیات کے انفرادی چکر پر نفسِ انسانی کو پریشانی سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اور انقلابِ حیات کے قومی چکر پر دھڑے بازی کو دور کرنے کے لئے خضرؑ اور ذوالقرنین ہم مذہب ہو سکتے ہیں اور ہوا بھی کرتے ہیں لیکن انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر یہ ضروری نہیں کہ ذوالقرنین توحید پرست اور خضرؑ کا ہم مذہب

Marfat.com

پانچویں فصل

انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر انحطاطِ ملّت کے دوسرے دور میں خضرؑ اور ذوالقرنین کے انقلابی سفر کا آغاز

انقلابِ حیات کے گذشتہ چکر پر انحطاطِ ملّت کے پہلے دور میں ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی مغلوب جانب پر ملّت کے دینی مقاصد کی محافظت کے لئے شانِ امامت موجود تھی لیکن ملّت کا مذہبی افتراق تکمیل کو پہنچ کر جب مذہب کو اس کی اصل رُوح ـ اصل مفہوم اور اصل حقیقت سے کلّی طور پر محروم بنا دینے کا موجب بن گیا اور ملّت دھڑے بازی میں مبتلا ہو گئی تو جن نفوس کی مذہبی عقیدت کا صدق پذیر انداز شانِ امامت کے رُوحانی تقرّب کی امری حکمت افروزی سے ابھی تک متاثر تھا اُن کے دلوں میں حق تعالےٰ کی انقلابی دستگیری کا امری شعور شانِ ولایت کی سطح پر رُوحانیت کے خضریؑ وجود کا فطری مواد ثابت ہوا اور اقتدار و رسوخ کی ملی سطح پر جن نفوس کے دلوں میں عزم و ہمّت کا امن آفرین شعور دینی حکمت کے رُوحانی انداز سے متاثر بنایا جا سکتا تھا وہ حق تعالےٰ کی انقلابی اقتضاء کا ذوالقرنینی لشکر ثابت ہوئے قصدِ ولایت کی رُوحانی سطح پر رُشد آموزی کے خضریؑ شعور نے احیائے ملّت کے دینی مقصد کو پورا کرنے کی خاطر دنیا کے ہر خطّہ میں اہل اللہ کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا جو مذہبی افتراق سے بالاتر اور ملّی دھڑے بازی سے الگ تھلگ رہتے ہوئے اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح پر امن و اتحاد کے ذوالقرنینی مواد کو متاثر بناتا اور جن کی روحانی حکمت کے صلح آفرین اثر سے اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی جانب بھی مفید طور پر متاثر ہوتی تھی۔ اولیائے کرام کے اس پاکباز گروہ نے اپنی رُوحانی حکمتِ عملی اور جانثارانہ جد و جہد سے ملّی دھڑے بازی کو دنیا کے ہر خطّہ سے فرد کر دیا اور ہر خطّہ میں ملّت کا سیاسی اقتدار ملّت کی ذوالقرنینی حکمتِ عملی کے امن آفرین اثر میں دنیا کے ملّی اور غیر ملّی ممالک میں خوشگواری پیدا کرنے کا موجب بن گیا

اسرارِ ولایت کی سطح پر اولیائے کرام کی روحانی تنظیم { شانِ امامت کے اثر میں اولیائے عظام کا رُوحانی

اتحاد تو غیر ملی اقوام کے متحد حملہ کی خود شکن ضرب کے وقوع سے پیشتر ہی عمل میں آچکا تھا لیکن اُن کی روحانی تنظیم بعد میں قائم ہوئی۔ اُن کی روحانی دستگیری کا سلسلہ تنظیمی مرکز سے شروع ہو کر دنیا کے ہر اسلامی ملک میں پھیلا ہوا تھا۔ روحانیت کے مرکزی ادارہ کے زیر اثر کئی دائرے اور ہر دائرہ کے زیر اثر کئی حلقے ہوتے تھے۔ اُن دائروں اور حلقوں میں غوث و قطب اپنے اپنے مناصب پر برقرار رہتے ہوئے ملت کی بہتری کے روحانی فرائض کی سرانجام دہی عمل میں لاتے تھے۔ شانِ ولایت کی سطح پر بلند ترین مقام نفس انسانی کی اُس مقدس ترین فرد تک کو غوث الاعظم کی حیثیت سے حاصل تھا جس کا تزکیہ شانِ امامت کے روحانی انعکاس سے [illegible] عمل میں آچکا تھا۔ دوسرے کل غوث و قطب اور کل ابدال و اوتار اُسی نفسِ عظیم کی دستگیرانہ ترتیب کے روحانی اجزا تھے جنہوں نے ملت کی مذہبی دھڑے بندی کے مقابلہ میں اُس کے ذوالقرنینی اقتدار و رسوخ کی سیاسی حکمت عملی کو روحانیت کا دینی سہارا بہم پہنچایا۔ اسلام کی جس روح نے شانِ امامت کی سطح سے ملت کی مذہبی مشکل کشائی کی انحطاطِ ملت کے دوسرے دور میں اسی روح نے ملت کی سیاسی عقدہ کشائی کی۔ اسرارِ ولایت کی روحانی سطح پر جب تک رشد آموزی کا حکمت افروز سلسلہ برقرار رہا اقتدارِ ملت کی ذوالقرنینی سطح پر امن و صلح کی سیاسی ترکیب کا حکمت پذیر انداز بھی وقارِ ملت کی عامی سطح پر بحال رہا۔ لیکن جب جہل و شر کی غیر ملی ہواؤں نے اقتدار کی سطح پر ملت کے ذوالقرنینی شعور کو ہوا و ہوس کے بڑھتے ہوئے اثر سے متاثر بنانا شروع [illegible] روحانیت کا خضری سلسلہ بھی درہم برہم ہو گیا۔ ہوا و ہوس کی جانب سے [illegible] بھی اس سلسلہ میں شامل ہونے شروع ہو گئے [illegible] روحانی سلسلہ [illegible] ہوس کے طبعی شعور سے متاثر ہونا شروع ہو گیا تو ملت کو انتشار سے بچانے اور اس کے وقار کو محفوظ بنانے والی کوئی چیز اب باقی نہ تھی [illegible] کی سطح سے سیاسی حکمت عملی کا [illegible] شعور [illegible] پیروی کے روحانی سلسلہ کی [illegible] سے دو [illegible] [illegible] [illegible]

Marfat.com

کا اثر خلوص و وفا کے مذہبی اور سیاسی اختلاط سے آزاد ہو چکا تھا اس لئے زندگی کے سیاسی انداز کی سطح پر ملّی اور غیر ملّی کی تمیز بھی ختم ہو گئی تھی۔

اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے ذوالقرنینی تدبّر کا انتخاب

ملّت اب اپنے سیاسی وقار کی سطح سے اس قدر گر چکی تھی کہ اس کے سیاسی اقتدار کا ہوا و ہوس کے غیر ملّی رسوخ کے مقابلہ میں بحال و برقرار رہنا محال اور ناممکن ہو چکا تھا۔ ملّی اقتدار ہر جگہ پر غیر ملّی طاقتوں کے خود غرضانہ نرغے میں گھر گیا۔ ہر اس ملک میں جہاں ملّی اقتدار ابھی بحال مگر اپنی کمزوری کی حد کو پہنچ چکا تھا ہوا و ہوس کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے ان طاقتوں کے لئے شورش آمدید کے نعرے بلند ہونے لگ گئے تھے لیکن خلوص و وفا کی مغلوب، مجبور، مظلوم اور مستور سطح پر روحانی حکمت کا خضریؑ اور ذوالقرنینی شعور جو دونو آپس میں مل کر اب ایک ہو چکے تھے اغیار کی ان تسلّط کوش طاقتوں میں سے جو باہمی رقابت کی وجہ سے خود بھی دھڑے بازی میں مبتلا تھیں کسی ایسی طاقت کا انتخاب عمل میں لانے کے درپے تھا جس کا سیاسی تدبّر دھڑے بازی کو دنیا کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے فرو کرنے اور امن و سکون کو بحال و برقرار بنانے کا موجب بن سکتا ہو۔ اسرار ولایت کی پس پردہ سطح پر روحانی حکمت کے خضریؑ عناصر اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے کہ ملّت کے خصومت آفریں اقتدار اور ان کے رسوخ کی شکست کا وقوع امری طور پر مقدّر ہو چکا ہے اور اس کی جگہ غیر ملّی طاقتوں میں سے کسی بھی ایسی طاقت کا تسلّط گیر ہونا جو زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح سے دھڑے بازی کو فرو کرتے ہوئے امن کو بحال بنانے کا موجب ثابت ہو سکتی ہو حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے امری آئین کی اقتضا میں ہے۔ صدق و صفا کے مستور گوشوں میں روحانیت کا خضریؑ وجود بھی اب براہ راست طور پر حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حکمت افروز اثر میں تھا۔ اور اغیار کی تسلّط کوش طاقتوں میں سے وہ اسی طاقت کی تمکین کا امری سبب بن سکتا تھا جس کے اصلاح کوش تدبّر میں اس کو ذوالقرنینی شعور کی اصولی جھلک دکھائی دیتی ہو۔ چنانچہ خلوص و وفا کی ملّی سطح پر صدق و صفا کے اسلامی خضرؑ کو ان طاقتوں میں سے جس طاقت میں امن آفرینی کا ذوالقرنینی شعور نظر آیا اس کی روحانی حکمت آموزی کا امری اثر اسی طاقت کی امن کوش تمکین کا سبب بن گیا اور اب خضرؑ اور ذوالقرنین دونو اکٹھے اپنے انقلابی سفر

Marfat.com

پر روانہ ہو گئے

ذوالقرنینی تدبیر کا غیر ملی شعور عالمی امن کی راہ پر

ذوالقرنین جب خضر کی ہدایت [illegible] رہبری میں انقلاب کی

امن آفرین راہ پر رواں ہو گیا تو دنیا کی کل قومیں اور ان قوموں پر [illegible] کے سفر کی اصولی ترکیب سے مثبت یا منفی طور پر متاثر ہونا شروع ہو گئیں۔ خلوص و وفا کی جانب سے تو زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح سے اُس کو وفادارانہ حمایت حاصل ہوتی رہی، ہوا و ہوس کی جانب سے اس کی مخالفت عمل میں آئی۔ سیاسی حکمت کے [illegible] شعور کی رہبری [illegible] کے پیچھے چلتا ہوا ذوالقرنین انقلاب کی قومی اور عالمی [illegible] مغرب [illegible] مرحلہ پر پہنچ گیا [illegible] ہوا و ہوس کی جانب سے پیدا ہونے والی ملی و غیر ملی مخالفت زندگی کی ہر سطح سے [illegible] غیر ملی طاقتوں کے مخالفانہ اقتدار کے ساتھ ہی [illegible] اقتدار کی [illegible] نفس بھی فرد ہو گیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جہاں زندگی کا پرانا نظم ختم ہوتا اور اس کی جگہ جدید نظم کی تخلیق بنا پذیر ہوتی ہے۔ ذوالقرنین نے دیکھا کہ ملی [illegible] کی اصل روح کے جدید ابھار کی چشمہ وار کیفیت میں غروب [illegible] پانی ہیں جو اسلام کی اصل حقیقت کا امری مواد تھا [illegible] زندگی کا اسلامی [illegible] ہوتی ہے جو علم و دانش کے تخلیق پذیر اور محنت و مشقت کے حریت [illegible] زندگی کے اس جدید ابھار کو خلوص و وفا کی جانب سے [illegible] اثر بھی متاثر بناتا اور اسلام کی اتحاد آفریں [illegible] عمل میں لاتا [illegible] ہوا و ہوس کی [illegible] بھی اپنی شر انگیزی کے تاثرات اس پر چھینٹا [illegible] خلوص و وفا کی جانب [illegible] اہل علم [illegible] قرآن [illegible] کے اصل مفہوم کی تخلیق عمل میں آنا شروع ہو گئی اور ہوا و ہوس کی سطح پر غیر اسلامی [illegible] نوعیت کے مختلف نظریات کا [illegible] مشاورتی حکومت کے جمہوری شعور کی جرأت افزائی [illegible] ہوا و ہوس کی جانب [illegible] کے جمہوریت [illegible] تاثرات کو فروغ [illegible] ہو اعتماد [illegible]

Marfat.com

شدید پر شدت سے ایک ایسی قوم پر ابھرتے ہوئے دیکھا جس کے پاس اُس کی جگر سوز تپش سے بچنے کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا۔ اس شمس کی خصوصیت انگیز تپش اپنا تباہ کن اثر تو کل دنیا کو پہنچاتی مگر ذوالقرنین کے مشفقانہ کی علامت پذیر کیفیت جو انسانی شگفتگی کی کان سے نکلا ہوا صلح آفرین جمہوریت کا خضری مواد تھا حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حفاظتی احاطہ میں محفوظ تھا۔ اس تپش سے بچنے اور بچانے کی خاطر چھوٹی بڑی جن طاقتوں اور آزاد و محکوم جن قوموں نے ذوالقرنین کے امن آفرین تدبر کا ساتھ دیا۔ ان سب کو حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے اپنی خبرداری کے حفاظتی احاطہ میں لے رکھا تھا اور جب ذوالقرنین مطلع الشمس کے مرحلہ سے آگے نکل کر انسانی زندگی کے نئے نظام میں داخل ہو گیا تو وہ کل طاقتیں اور کل قومیں جنہوں نے اس مرحلہ پر ذوالقرنینی تدبر کی حمایت کی تھی جہل و شر کی اس حریت سوز تپش سے بچ کر عالمی آزادی کی مشاورتی سطح پر بلند ہو گئیں جہاں ان سب کا یکساں مقصد امن عالم کی حفاظت کرنا ہے

ذوالقرنینی تدبر کے غیر ملی شعور کی اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری سے محرومی

حیات انسانی اپنے انقلابی چکر کے بائیں قطر سے گذر کر جس پر انحطاط ملت کے دوسرے دور میں دھڑے بازی کا آغاز عمل میں آیا تھا اب اس چکر کے دائیں قطر پر تعمیر دین و ملت کے پہلے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ دھڑے بازی کا اثر انحطاط ملت کے دور میں جب تک اندرون ملت میں محدود رہا اس کو فرو کرنے کے لئے اسرار ولایت کی روحانی سطح سے اسلامی حکمت کے خضری شعور نے ذوالقرنین کی صلح آفرین تمکین کا مواد اقتدار و رسوخ کی ملی سطح سے ہی اکٹھا کر لیا تھا لیکن جب اس دھڑے بازی نے غیر ملی قوموں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور عالمی امن کا بین الاقوامی انداز بھی بدامنی اور فساد کا شکار ہونے لگ گیا تو حق تعالےٰ کی امن آفرین روح کے انقلابی امر کی آئینی اقتضاء نے سیاسی تدبر کا انتخاب تو اقتدار و رسوخ کی غیر ملی سطح سے کیا تھا لیکن اس تدبر کو صلح آفرینی کی اصولی ترکیب کے سانچہ میں ڈھالنے کا کام خلوص و وفا کی ملی جانب سے اسلامی حکمت ہی کے خضری شعور ہی سے لیا گیا تھا۔ ذوالقرنین نے اقتدار و رسوخ کی غیر ملی سطح سے اٹھ کر اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری میں اپنا انقلابی سفر شروع کیا اور مغرب الشمس کی منزل سے گذر کر مطلع الشمس کے مرحلہ پر پہنچ گیا۔ مطلع الشمس کے مرحلہ سے آگے چل کر اقوام عالم کو آزادی کی مشاورتی سطح پر پہنچا دیا

Marfat.com

جہاں ان سب کے نظریاتی اختلافات نے امن عالم کو پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے جس میں ملی قومیں بھی سب شامل ہیں۔ ملی اقوام کی اندرونی سطح پر امن و آزادی کو برقرار رکھنے کی خاطر بھی جمہوریت کا وہی نظام رائج کر دیا گیا جو غیر ملی قوموں میں اور عالمی مشاورت کی سطح پر نافذ تھا۔ کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی ملک کے اندر اقتدارِ حکومت کی تخلیق کے لئے افراد کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کا اور پھر اس اقتدار کی حفاظت کے لئے اپنا اپنا مشورہ دینے کا یکساں حق حاصل ہے۔ اور اسی طرح عالمی مشاورت کی مجلسی سطح پر ہر اس ملک کو جو اصولی طور پر اس مجلس کا رکن تسلیم کر لیا گیا ہو عالمی امن کی حفاظتی مشاورت میں اپنی اپنی رائے پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ سطحِ الشمس کے مرحلہ سے آگے گذر کر آزادی کے جدید نظام کی سطح پر جب ہر قوم اپنے اندرونی اقتدار کی تخلیق جمہوریت کے مشاورتی طریق پر عمل میں لانے لگ گئی تو چونکہ ہر قوم میں ہوا و ہوس کی جانب پر خلوص وفا کے مقابلہ میں افراد کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ تعداد غیر ملی اور غیر مذہبی نظریات کے خود غرضانہ تاثرات سے بھی متاثر ہو رہی تھی اس لئے ہر قوم کے اندر ہوا و ہوس کا اقتدار پر مسلط ہو جانا اور اسی طرح عالمی امور کے مشاورتی انداز کا ہوا و ہوس کے اختلاف انگیز اثر میں آ جانا قدرتی امر تھا۔ ہوا و ہوس کا سیاسی اقتدار و رسوخ غیر اسلامی اقوام کے خود غرضانہ مقاصد کو تو راس آ سکتا ہے لیکن اسلامی ممالک میں امن و آزادی کے تعمیری مقاصد کو ملی وحدت کی اسلامی سطح پر برقراری نہیں بخش سکتا۔ تعمیر دین و ملت کے امن آفرین مقاصد کو پورا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اقتدار و رسوخ کی ملی جانب پر ہر ملک میں خلوص و وفا کا غالب اثر مسلط ہو۔ لیکن جمہوریت کے غیر ملی شعور نے جب اسلامی ممالک کے اندر بھی اقتدار و رسوخ پر ہوا و ہوس کو مسلط بنا دیا تو خلوص و وفا کی وہ ملی سطح جس سے اسلامی خلافت کا خفی شعور برآمد ہوا اقتدار و رسوخ کی غیر ملی سطح پر سیاسی تدبر کی امن آفرین قابلیت کو ذوالقرنینی خلافت پذیری کے اصولی سانچہ میں ڈھال سکتا تھا ہوا و ہوس کے غالب رسوخ اور جابر اقتدار کے مقابلہ میں دب گئی اور اسلامی خلافت کا خفی شعور بھی صدق و صفا کے روحانی گوشوں میں اوجھل ہو گیا۔ عالمی اثر و رسوخ کی مشاورتی سطح پر امن آفرینی کے غیر ملی تدبر کا ذوالقرنینی شعور تو اب بھی موجود ہے لیکن اسلامی خلافت کے خفی شعور کی رہبری اب اس کو حاصل نہیں رہی

امنِ عالم کے مشاورتی انداز کی ابتلاء

امنِ عالم کی مشاورتی سطح پر صلح آفرینی کا ذوالقرنینی شعور اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری سے محروم ہو گیا تو ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ کی جانب پر دھڑے بازی کا اُبھار عمل میں آنا لازمی تھا۔ چنانچہ آج حیاتِ انسانی کی عالمی۔ قومی۔ قبیلوی اور خاندانی ہر سطح ہی دھڑے بازی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ ہوا و ہوس کے خود غرضانہ اثر نے زندگی کے عالمی انداز کی سطح پر اقوام کو۔ قومی انداز کی سطح پر قبیلوں۔ فرقوں اور جماعتوں کو۔ علاقائی اور قبیلوی انداز کی سطح پر خاندانوں کو اور گھریلو انداز کی سطح پر افراد کو دو متضاد اور متخاصم گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ وہ دونو گروہ ایک دوسرے کے سامنے دو پہاڑوں (سدّین) کی مانند کھڑے ہیں جن کے درمیان صلح آفرینی کا مشاورتی شعور ذوالقرنین کی حیثیت میں رکا ہوا ہے۔ امنِ عالم کے مشاورتی انداز کی ملّی جانب سے کوئی بھی وہ قوم جس نے اپنے وطن کی اندرونی سطح پر جمہوریت کے غیر ملّی انداز کو ہٹا کر اسلامی جمہوریت کے ہمہ گیر انداز کو نافذ کر لیا ہو اور اسلامی جمہوریت کی برکت سے خلوص و وفا کی سطح پر اسلامی حکمت کا خضری شعور انگیخت پذیر بنا دیا ہو اگر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر کی مشاورتی انگیخت کو اپنی اسلامی رہبری کا حکیمانہ سہارا بہم پہنچانے کے قابل ہو جائے تو وہ تدبر اُن دونو متخاصم گروہوں میں سے اُن صلح پذیر امن پسندوں کو جو دھڑے بازی کی سلگن سوز حالت میں دونو جانب پر تنگ اور مجبور ہو چکے ہیں۔ پیچھے کھینچ کر امن و صلح کے اصولی انداز کی ترکیبی سطح پر اکٹھا کر سکتا ہے اور اگر دھڑے بازی کی دونو جانب سے صلح پسندی کی حدّ کو پہنچے ہوئے پُر امن عناصر (زبر الحدید) امن و صلح کی انقلابی ترکیب میں شامل ہو جائیں تو اُس ترکیب سے رُو گردانی کر جانے والی دونو طرفوں (صدفین) کے درمیان زندگی کے جدید نظام کی حکمت پذیر سطح پر علوم و فنون کا تسلسل اور پے در پے نفخ اُن دونو طرف کی فساد انگیز طاقتوں کی راہ میں امن و آزادی کے پُر حشم انداز کو عدو سوزی کے تربیت افروز آتش کدہ کی ایسی حیثیت عطا کر سکتا ہے کہ صدفین کی دونو جانب سے قطر کی طرح ٹپکنے والے عناصر اگر اس آگ پر گریں بھی تو اس میں پگھل پگھل کر امن و صلح کی خضری ترکیب میں ڈھل جائیں اور فساد انگیزی کی راہ میں اس آہنین روکاوٹ کا قطر گداز انداز امن کے دشمنوں (یاجوج و ماجوج) کی نظروں میں دہشت کو بڑھانے کا باعث ثابت ہو۔

Marfat.com

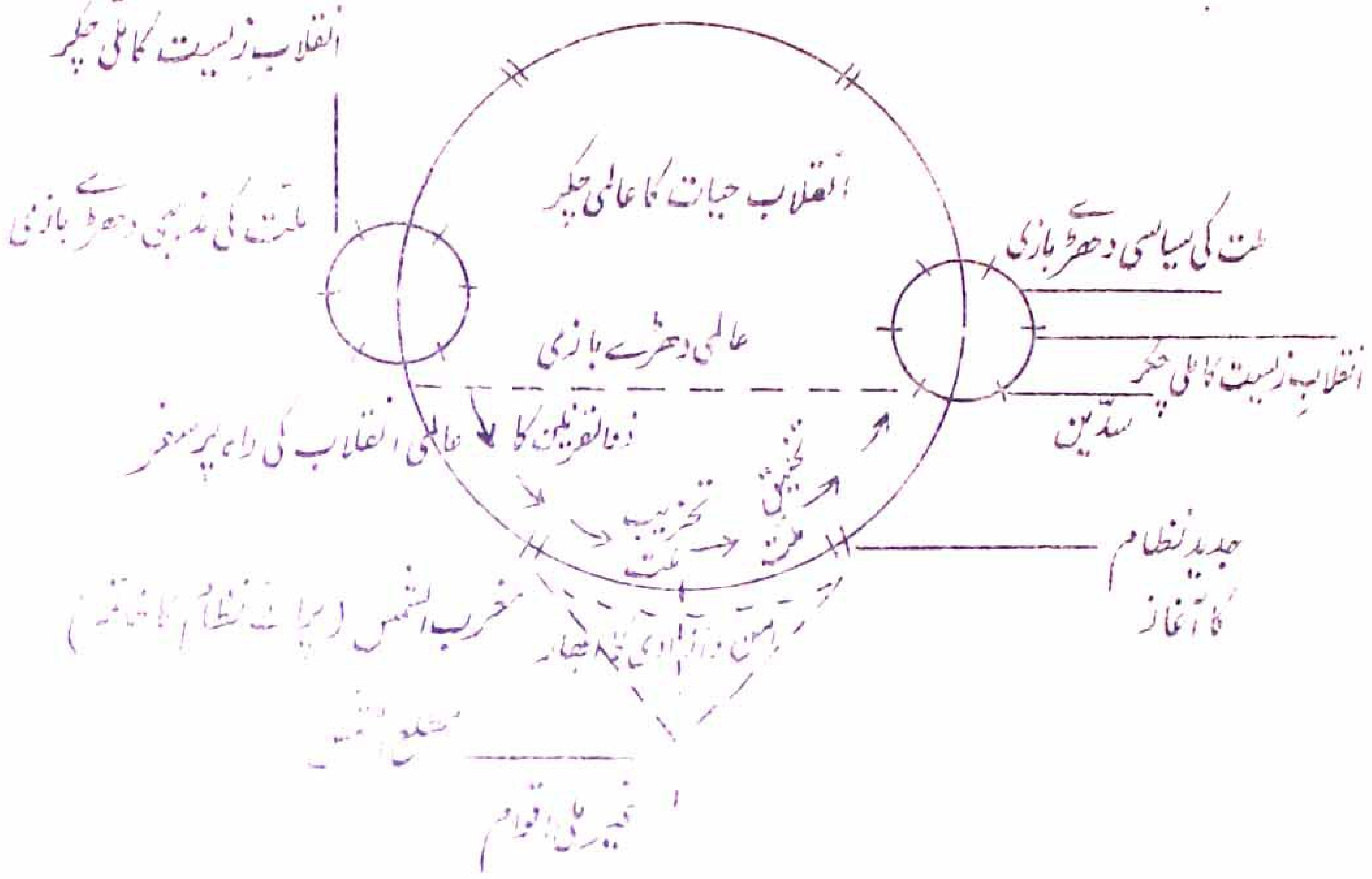

عالمی انقلاب کی راہ پر ذوالقرنینی تدبر کے غیر ملی شعور کی آخری اور قومی انقلاب کی راہ پر اسکے ملی شعور کی ابتدائی منزل

دھڑے بازی کا سیاسی یا مذہبی انداز عالمی ہو یا قومی، علاقائی ہو یا خاندانی اور ملی ہو یا غیر ملی اس کو فرو کرنے کا ایک ہی طریق اور ایک ہی اصول ہے جو اسلامی حکومت کے خضری شعور کی روشنی میں ہی صرف عمل پذیر بنایا جاسکتا ہے اور دھڑے بازی کو فرو کرنے کی کوئی بھی صورت [illegible] کی انقلابی راہ پر مغرب الشمس، مطلع الشمس، سدین اور جدید نظام کے مرحلے [illegible] عبور کرنے [illegible] تدبر کا ملی یا غیر ملی شعور خلوص و وفا کی جانب سے حاصل ہوتا ہو یا خلوص و وفا [illegible] کی سطح سے پیدا ہوتا ہو اسلامی حکومت کا خضری شعور صرف خلوص و وفا کی ہی جانب سے ہی دستیاب ہو سکتا ہے اور جب تک حق تعالیٰ کی انقلابی روح امن آفرینی کے ذوالقرنینی یا موسوی عزم و تدبر کو اقتدار کی سطح پر تمکین نہ عطا کردے اسلامی حکومت کا خضری شعور جو ہوا و ہوس کی [illegible] سے پاک ہوتا ہے اقتدار کی کسی بھی صورت کو حکیمانہ نوعیت کے کسی بھی مشورہ سے آگاہ کرنے کی حیثیت قبول نہیں کرتا۔ انحطاط ملت کے دوسرے دور میں جب ملت مذہبی دھڑے بازی کا شکار ہو رہی تھی تو اقتدار و رسوخ کی ملی سطح پر امن آفرینی کا ذوالقرنینی شعور اپنی خلوص و وفا کی جانب [illegible] تھا اور [illegible] اور ولایت کی روحانی سطح پر اسلامی حکومت کا خضری وجود بھی شان امامت کی [illegible]

طور پر انعکاس پذیر ہو چکا تھا اس لئے دھڑے بازی کو دور کرنے کی سیاسی مہم بھی انقلابِ حیات کے ملّی اور قومی چکر پر ہی طے ہو گئی

امن آفرینی کی ملّی حکمت کے ذوالقرنینی شعور نے اسلامی حکمت کے خضری تدبر کی رہبری میں نہ صرف ملّت کے بین الاقوامی وقار کو مذہبی دھڑے بازی کے سیاسی نقصانات سے محفوظ بنا لیا بلکہ انسانی زندگی کی غیر ملّی جانب پر امن و آزادی کے غیر ملّی شعور میں سیاسی فہم و فراست کی نئی رُوح بھی پیدا کر دی جس نے عالمی حیات کی غیر ملّی جانب پر محکوم اقوام میں تو آزادی کا اُبھار پیدا کیا اور آزاد اقوام میں اُن کے سیاسی فہم و فراست کو امن آفرینی کی ذوالقرنینی سطح پر اٹھا لیا۔ اور جب ملّت کا انحطاط تکمیل کو پہنچ گیا اور وہ دوبارہ دھڑے بازی میں مبتلا ہو گئی تو زندگی کی غیر ملّی جانب پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر نے محکوم اقوام کو آزادی دیتے ہوئے اپنی سیاسی وجاہت کے بین الاقوامی رُسوخ میں اضافہ پیدا کر لیا ہوا تھا جبکہ صلح آفرینی کا ملّی شعور ملّی انقلاب کی راہ پر مغرب الشمس اور مطلع الشمس کی منزلوں سے گزر جانے کے بعد سدّین کے مرحلہ پر ملّت کے دو متخاصم گروہوں کے درمیان بے دم ہو چکا تھا اور اسلامی حکمت کا خضری شعور بھی حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے اثر میں ملّت کے ذوالقرنینی تدبر کی وساطت سے امن آفرینی کے غیر ملّی ذوالقرنین کا راستہ صاف کر رہا تھا اسرارِ ولایت کی روحانی سطح سے اسلامی حکمت کا خضری شعور جب امن آفرینی کے غیر ملّی تدبر کی تمکین کا امری سبب بن گیا تو اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے ذوالقرنین نے امن آفرینی کے عالمی انقلاب کی راہ پر اپنا اصلاحی سفر شروع کر دیا۔ انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر مغرب الشمس اور مطلع الشمس کی منزلوں سے گذر کر سدّین کی منزل پر پہنچ جانے کے بعد آج وہ انسانی زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح پر دو دھڑے باز گروہوں کے درمیان بے دم ہو چکا ہے آج اس کو اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری جو صرف خلوص و وفا کی اسلامی سطح سے ہی میسّر ہوا کرتی ہے۔ بہم نہیں پہنچتی کیونکہ خلوص و وفا کی اسلامی سطح جمہوریت کے غیر اسلامی انداز میں ہوا و ہوس کے اکثریتی نرغہ میں دب چکی ہے جب تک خلوص و وفا کی اسلامی جانب ہوا و ہوس کے غالب اور افتراق انگیز اثر سے آزاد نہیں ہو گی ذوالقرنینی تدبر کا غیر ملّی شعور جو عالمی انقلاب کی راہ پر اپنے سفر کی آخری منزل پر ہے۔ اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری سے محروم ہی رہے گا۔ اور جب تک دھڑے بازی کے موجودہ دَور میں ذوالقرنینی تدبر کا ملّی شعور خلوص و وفا کی اسلامی جانب کو امن و صلح کے ملّی انقلاب کی ابتدائی منزل پر جو اب شروع ہو چکی ہے ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ سے نجات نہ دلا دیگا۔ اسلامی روحانیت کا خضری شعور صدق و صفا کے گوشوں سے برآمد نہیں ہو سکے گا جہاں اب وہ حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت سے مستنیر ہو رہا ہے

Marfat.com

چھٹی فصل

جمہوریت کے ملّی اور غیر ملّی انداز میں فکری شعور کا اعتقادی اختلاف

بعض انسان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنے ذاتی اغراض کو پورا کرنے کی خاطر دوسروں کے نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔ گھریلو معاملات زیر غور آئیں تو صرف اپنی ذاتی ضرورتوں پر نظر ہوتی ہے۔ اگر قبیلوی سطح پر کچھ سوچ بچار کرنی پڑے تو اپنے گھر کی بہتری کو دوسرے گھروں کی بہبود پر مقدم جانتے ہیں۔ اگر قوم کے متعلق کچھ سوچنا ہو تو اُن کی پوری توجہ اپنے قبیلے اور اپنی برادری کی طرف ہوتی ہے اور اسی طرح اگر اُن کی نظر عالمی معاملات کی طرف اٹھتی ہے تو اپنی قوم کے مفاد سب پر فائق دکھائی دیتے ہیں اور بعض انسان ایسے بھی ہیں جو کل افراد، کل گھرانوں، کل قبیلوں اور کل قوموں کی بہتری پر یکساں نظر رکھتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگوں کی فکری استعداد ہوا و ہوس کے خاصہ سے متاثر ہوتی ہے اور دوسری قسم کے لوگوں کی سوچ بچار پر خلوص و وفا کا اثر ہوتا ہے۔ کسی ملک کے جمہوری نظام میں اقتدارِ حکومت کی تخلیق عمل میں لانے کے لئے ان دونوں قسم کے لوگوں کو اپنی اپنی رائے دینی ہوتی ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں ان دونوں قسم کے لوگوں کی فکری استعداد کو قومیت کے خود غرضانہ انداز کی سطح پر ہموار بنانے کے لئے افراد کی جذباتی قابلیت کو قومی عصبیت کی روح سے متاثر بناتے ہوئے اُن کی وجدانی ارادیت کے عملی شعور کو قوم پرستی کے خود غرضانہ سانچے میں ڈھالا جاتا ہے جس سے اُن کی خاندانی اور قبیلوی عصبیتیں متوازن اور متوازی طور پر خود بخود فنا ہو جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کی مذہبی عقیدت کا اخلاقی اور روحانی شعور بھی ان کی قومی عصبیت کے سانچہ میں ڈھل جاتا ہے۔ ان کی فکری، ذہنی، علمی، عملی، مذہبی اور اخلاقی قابلیتیں قوم پرستی کے سانچہ میں ڈھل کر اندرون ملک اور بیرون ملک میں قومی مفاد و مقاصد کی خود غرضانہ تعمیر کا ہدف ہوتی ہیں۔ جمہوریت کی اعتقادی سطح پر قومیت ان کا بڑا بت ہوتا ہے جس کی پرستش سے ان کو عزت اور حیات حاصل ہوتی ہے۔ قومیت کے اس بڑے بت کے گرد جمہوریت کے نظریاتی دائرہ پر مختلف نظریات کے کئی کئی چھوٹے بت بھی گردش کرتے ہیں جن کی عبادت اور مقابلہ کا واحد مقصد اپنی قوم کو دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ زور آور اور مضبوط ترین بنانا

ہوتا ہے۔ جمہوریت کے غیر ملی انداز کی سطح پر بین الاقوامی تعلقات و روابط کی عالمی نہج وقار و رسوخ کی خرید و فروخت کا سیاسی بیوپار ہوتا ہے جس کے تجارتی مقاصد کو سودمند طور پر پورا کرنے کے لئے ہوا و ہوس کا خاصہ خلوص و وفا کے مقابلہ میں زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ غیر اسلامی ممالک کے قوم پرستانہ اعتقاد کی خود غرضانہ روح کے برعکس اسلامی عقیدت کے ملی انداز کی روح نسل انسانی کے حق میں رحمت رسانی کا عالم گیر موجب ہے لیکن زندگی کے جمہوری شعور کی سطح پر وہ کسی غیر اسلامی۔ غیر ملی اور مصنوعی حیثیت کے وحدت کش تاثر کا سیاسی بوجھ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ جب تک فہم و دانش کا ملی شعور اسلامی عقیدت کے وحدت پذیر اور وحدت آفرین اثر سے محروم رہتے ہوئے ہوا و ہوس کے زیر اثر کسی نہ کسی غیر اسلامی اور غیر ملی ساخت کے سیاسی نظریہ سے چسپاں رہتا ہے۔ جمہوریت کا غیر اسلامی انداز بھی جو زندگی کے موجودہ دور میں کل دنیا میں رائج ہے اس پر حاوی رہ سکتا ہے لیکن جب کسی اسلامی ملک میں اس کی ملی ارادیت اسلامی عقیدت کے امری اثر سے ہنگامی طور پر متاثر ہو جاتی ہے تو پھر جمہوریت کا غیر ملی انداز اس کو اپنے تسلط میں نہیں رکھ سکتا جس کا زیادہ تر مقصد قومیت کے وحدانی انداز کی سطح پر ہوا و ہوس کو زور پہنچانا ہوتا ہے۔ اور جمہوریت کے غیر ملی انداز کی افتراق انگیز گرفت سے خلاصی حاصل کر لینے کے بعد بھی اسلامی جمہوریت کا صحیح نفاذ اس وقت تک عمل میں نہیں آ سکتا جب تک کہ فہم و فراست کے عوامی انداز کی سطح پر ہوا و ہوس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کے خاصہ کو زور پہنچانے کی اسلامی حکمت نزول فرمانہ ہو جائے

اسلامی ممالک میں دھڑے بازی کی انگیخت جمہوریت کے غیر ملی نفاذ کا نتیجہ ہے

غیر اسلامی تہذیب کے غیر جمہوری انداز کی سطح پر امن آفرینی کے حکمت پذیر تدبر نے ہوا و ہوس کی ملی اور غیر ملی جانب پر فساد انگیزی کے مصنوعی اسباب کی تخلیق کو جب تک طاقت کے بل پر دبانے کا قصد جاری رکھا دھڑے بازی اور بد امنی ہر جگہ سے فرو ہوتی گئی اور امن بحال ہوتا گیا لیکن اقتدار و رسوخ کی غیر ملی جانب سے امن آفرینی کا ذوالقرنینی تدبر مغرب الشمس کے مرحلے سے گذر کر جب زندگی کی نو خیز روح کے اثر میں یا اسلام کی حقیقی روح کے جدید ابھار کی خضری رہبری

Marfat.com

میں حیاتِ انسانی کو عالمی انقلاب کے دائیں قطر پر آزادی کے موسوئی دور میں پہنچانے کا باعث بن گیا اور اُس دور میں اسلامی ممالک بھی جمہوریت کی غیر ملی سطح پر پہنچ گئے تو وہ جمہوریت اسلامی ممالک میں بھی ہوا و ہوس کو اقتدار پر مسلط بنانے کا موجب بن گئی۔ ہوا و ہوس کے قوم پرستانہ اقتدار کا خود پرور انداز غیر اسلامی ممالک میں تو مفید ہو سکتا ہے لیکن اسلامی ممالک میں اقتدار کی وہ صورت اُن کی قومی ارادیت کے ملی شعور کو جو خلوص و وفا کی جانب پر اسلامی عقیدت کے امری انداز کی سطح سے اصل پذیر اور انسانی اخوت کی اسلامی روح سے وحدت پذیر ہوتی ہے دیر تک اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی۔ جب اُس ارادیت کی اسلامی روح ہوا و ہوس کے اقتدار میں دب کر بے سکون اور بے قرار ہو جاتی ہے تو ہوا و ہوس کے افتراق پذیر اقتدار سے اس کا تعلق قطع ہو جاتا ہے اور اقتدار دھڑے بازی کا شکار ہو کر بد امنی اور فساد کی پیدائش کا موجب بن جاتا ہے۔ کسی بھی اسلامی ملک میں اس کی قومی ارادیت کے ملی شعور کی اصولی کیفیت وہی ہوتی ہے جو حیاتِ انسانی کی عالمی سطح پر اقوام کی متحدہ ارادیت کے مشاورتی شعور کی ہے کیونکہ اُن ہر دو شعور کی تخلیق حیاتِ انسانی کی بہتری اور بہبودی کے عالمگیر مقصد سے انگیخت پذیر ہوتی ہے۔ فرق اُن دونوں میں یہ ہے کہ انسانی بہتری کے عالمگیر مقصد سے کسی فرد کسی خاندان کسی قبیلہ یا کسی قوم کی ارادیت کے ملی شعور کا رشتہ عقیدت کے جبری انداز کی سطح پر استوار ہوتا ہے اور عالمی ارادیت کے مشاورتی شعور کا تعلق اُس مقصد کے ساتھ ہر قوم کی ارادت کے اختیاری انداز سے وابستہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی ملک کے ملی شعور پر دھڑے بازی کا حال وارد ہو جائے تو اسلامی عقیدت کی امن آفرین روح دھڑے بازی کو فرد کرنے کے لئے جبر کے استعمال کو جائز ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیتی ہے اور امن کو بحال و برقرار بنانے کی خاطر بعد میں اسلامی حکومت کو بھی آشکار کر دیتی ہے لیکن اگر امن و صلح کے عالمی شعور پر دھڑے بازی کا بوجھ آن گرے تو عالمی ارادیت کے مشاورتی شعور کی سطح پر کوئی ایسی طاقت نہیں جو مختلف ارادیتوں کے اختیاری اتحاد کو بحال رکھ سکے۔ انقلابِ حیات کے موجودہ مرحلہ پر دھڑے بازی کا حال متحدہ اقوام کی مشاورتی سطح پر بھی وارد ہو چکا ہے اور اسلامی ممالک کے جمہوری شعور کی سطح پر بھی وارد ہو چکا ہے۔ اسلامی ممالک میں جمہوریت کے غیر ملی نفاذ کا تلخ تجربہ عمل میں آ جانے کے بعد اُس کو ختم کر دیا جائے اور اُس کی جگہ جمہوریت کے اسلامی طریق کو انگیخت پذیر بنا دیا جائے تو اُن میں اسلامی اتحاد کا اُبھار عمل پذیر ہو کر امن و صلح کی اسلامی برتری کا موجب بھی بن سکتا ہے

Marfat.com

اور اُن سب کی متحد ارادیت امنِ عالم کے مشاورتی انداز کو بھی مفید طور پر متاثر بنا سکتی ہے

اسلامی ممالک کے حالیہ انقلابات } ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ کی افتراق انگیزی کو ختم یا فرد کرنے کے لئے

گذشتہ ادوار کی غیر جمہوری فضاؤں میں تو ذوالقرنین کے ملی یا غیر ملی تدبر کو رُوحانی حکمت کے حضری شعور کی رہبری میں طاقت کا استعمال کرنا ہوتا تھا لیکن اب امن و آزادی کے جمہوری دَور میں ہوا و ہوس کے غلبہ کو فرد کرنے کی خاطر بہترین طریق خلوص و وفا کے اثر و رسوخ میں اضافہ پیدا کرنا ہے۔ عالمی امن کی مشاورتی ارادیت کو اگر ہوا و ہوس کے خصومت انگیز اثر سے بچانا مقصود ہو تو خلوص و وفا کے عالمی رسوخ میں اضافہ پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر اسلامی ممالک کی ملی ارادیت کو خلوص و وفا کی رُوح سے متاثر بنا دیا جائے تو ہوا و ہوس کی عالمی خصومت انگیزی کے غیر ملی اثر کو فرد کرنا بھی آسان ہو سکتا ہے۔ عوامی زندگی کے پُر امن انداز کی سطح پر خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے اثر میں تمیز پیدا کرنا تو محال ہے لیکن اگر اقتدار کی سطح پر پھوٹ اور دھڑے بندی پیدا ہو کر عوامی زندگی کو بدامنی اور فساد میں مبتلا کر دے تو یہ یقین کر لینے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی کہ اس اقتدار پر ہوا و ہوس کا تسلط ہے۔ اندرونِ وطن سے جو بھی طاقت اُس اقتدار کو توڑ کر امن کو بحال کر دیتی ہے اُس کی تخلیق خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوئی ہوتی ہے۔ اور عوامی اثر و رسوخ کی جو بھی صورت اُس امن آفرین طاقت کی مدد کرے اس کا تعلق خلوص و وفا سے ہوتا ہے۔ اور جو اُس کی مخالفت کرے وہ ہوا و ہوس سے متعلق ہوتی ہے۔ اسلامی ممالک کے اندر حالیہ انقلابات کے برپا ہونے کا باعث ہوا و ہوس کا امن سوز اقتدار ہی تھا جس کی افتراق انگیز قیادت نے اُن ممالک کو خطرناک حد تک دھڑے بازی میں مبتلا بنا دیا تھا۔ اور یہ اُن ممالک کی خوش قسمتی تھی کہ ہوا و ہوس کے خصومت پرور اقتدار کو توڑنے کی خاطر امن آفرین کا ذوالقرنینی مواد عسکری قابلیت اور سیاسی تدبر کی اندرونی سطح سے ہی مہیا ہو گیا۔ اب اُن ممالک میں امن بحال و برقرار ہے۔ لیکن اس کی بحالی اور برقراری میں استقلال اور استحکام پیدا کرنے کی خاطر اُن میں اسلامی جمہوریت کا نفاذ عمل میں لانا اشد طور پر ضروری ہے جس میں اقتدارِ حکومت خلوص و وفا کی اتحاد آفرین قیادت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسلامی جمہوریت کا حقیقی نفاذ صرف اسلامی حکمت کی روشنی میں عمل پذیر ہو سکتا ہے جس نے مذہب سے متعلق ملی اور غیر ملی فرقوں اور جماعتوں۔ نسلی قبیلوں اور برادریوں۔ اور دیگر ہر طرح کے انسانی معاشروں اور قوموں کو رحمت رسانی کی محبت آفرین گود میں لے کر ان سب کے عصبیتی احساسات کو جو ہوا و ہوس کے قدیم یا جدید تاثرات نے پیدا کر کے نسل انسانی کو افتراق و تشتت کی تاریکیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دور کرنے اور خلوص و وفا کے اتحاد افروز اثر میں ان سب کو خیر و برکت کی حیات افروز سطح پر پہنچانے کا عہد کر رکھا ہے۔ کسی بھی ملک میں جب تک وہ حکمت آشکار ہو کر ملت میں اسلامی اتحاد کو تکمیل پر نہیں پہنچا دیتی اور یا وہ اتحاد تکمیل کو پہنچ کر اس حکمت کو آشکار کر دینے کا موجب نہیں بن جاتا ملت کے اندر ہوا و ہوس کی افتراق آفرین اور فساد انگیز طاقتوں کے ابھار کو دبا کر رکھنا حق تعالے کی اسلام افروز روح کے امری آئین کی اقتضا میں ہے۔ اسلامی ممالک کے حالیہ انقلابات کے بعد اقتدار و رسوخ کی ملی سطح سے امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر کا اتحاد آفرین شعور جو بعض جگہ اپنے انقلابی سفر کے قومی مدار پر مغرب الشمس کی منزل سے گذر کر مطلع الشمس کے قریب بھی پہنچ چکا ہے ہوا و ہوس کے امن کش تاثرات کو دبائے رکھنے میں اپنا صلح آفرین دم برقرار رکھے تو اسلامی حکمت کا وہ شعور جس نے حالات کے تغیر پذیر انداز کی امری صورت سے ابھر کر انقلاب کا آغاز عمل میں لانے کی انگیخت پیدا کی خلوص و وفا کے صدق پذیر اور صفا انگیز گوشوں سے اسلام کے اصل مفہوم کی صورت میں درخشاں ہو کر انقلاب کی کامیابی کو یقینی بنانے کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ اگر اسلامی ممالک اپنے قومی انقلاب کی راہ پر دھڑے بازی کے امن سوز اثر کو دور کرنے اور اسلامی جمہوریت کا امن آفرین نفاذ عمل پذیر بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو متحدہ اقوام کی مشاورتی مجلس کے اسلامی ارکان انقلاب حیات کے عالمی چکر پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی شعور کو جو امن و آزادی کی عالمی سطح پر دو متضاد و متخاصم گروپوں کے درمیان مسدود ہو چکا ہے اسلامی حکمت کے خضری شعور کی رہبری بہم پہنچا سکتے ہیں جس میں وہ اپنے انقلابی سفر کے باقی مرحلوں کو طے کرنے کے قابل ہو سکتا ہے خلوص و وفا کی مذہبی جانب پر مذہب کی اصل حقیقت کے آب حیات پر پہنچنے کے لئے روحانیت نوشی کی خضری پیاس تو ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہے لیکن جب تک امن و صلح کے عالمی انقلاب کا سکندری سفر تکمیل کو نہ پہنچ جائے آب حیات کے اسلامی چشمہ پر پہنچنا محال ہے

ساتویں فصل

ارضِ مقدّس

حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ پر نوح علیہ السلام کے بعد نبوّت کے ابراہیمیؑ دور میں تعمیرِ دین و ملّت کی ابتداء عمل میں آئی اور اس دَور سے اوپر موسویؑ، داؤدیؑ، سلیمانیؑ اور عیسویؑ ادوار سے گذر کر خیر و برکت کی بلند سطح پر اس کی تکمیل ہوئی۔ اور جب ملّت کا انحطاط عمل پذیر ہو گیا تو وہ گراوٹ کی راہ سے اُلٹے پاؤں عیسویؑ، سلیمانیؑ اور داؤدیؑ۔ اور موسویؑ دَور سے گذر کر جہل و شر کے دَور میں پہنچ گئی۔ انحطاط کا پہلا دَور گذر جانے کے بعد دوسرا دَور شروع ہوتے ہی وہ اپنی آزادی کے ملّی اور مذہبی انحاد کے اسلامی انداز سے محروم ہونا شروع ہوئی اور بتدریج اغیار کی محکومی قبول کرتی گئی۔ ایک ایک ملک اُس کے تسلّط سے نکلتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو اپنے مرکزی اقتدار و وقار سے بھی ہاتھ دھونے پڑ گئے تو دنیا میں زندگی کے جدید نظام کی رُوح انگیخت پذیر ہو گئی جس نے حیاتِ انسانی کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب کو متاثر کیا۔ ملّت میں تو اُس رُوح نے ملّت کی مذہبی ارادیت کو اسلام کی اصل حقیقت سے منوّر بناتے ہوئے ارتقائے حیات کے رُوحانی انداز کی ابراہیمیؑ سطح پر اٹھالیا جو اُس کی جائے پیدائش ہے لیکن غیر ملّی جانب پر اغیار کی حکمرانی کے فرعونی انداز میں محکوم نوازی کا عیارانہ شعور بیدار کرتے ہوئے اُس کو جمہوریت کے نظریاتی سانچہ میں ڈھال دیا جس میں ہوا و ہوس کی سطح پر اُگی ہوئی جماعتوں کے مختلف مقاصد کے مصنوعی گٹھ جوڑ سے قوم پرستی کے خود غرضانہ اصول کی پرستش عمل میں لائی جاتی ہے محکومیت کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب پر زندگی کی جدید رُوح نے چونکہ آزادی کا اُبھار پیدا کر دیا اور حاکمیت کے ملّی اور غیر ملّی ہر دو انداز کی جابرانہ حاکمیتِ عملی کے خلاف نفرت پیدا کر دی تھی اس لئے جمہوریت کے فرعونی شعور نے محکومین کی دونو جانب پر اطمینان پیدا کرنے کی خاطر جمہوریت کا غیر ملّی انداز نفاذ پذیر بنا دیا۔ ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب پر خود غرضانہ نوعیت کے افتراق انگیز نظریات کی انگیخت جن سے ہوا و ہوس کی ملّی جانب بھی اثر پذیر ہوتی تھی جمہوریت کے غیر ملّی انداز میں فرعونیت کے شکست پذیر اقتدار کو کسی قدر سہارا بہم پہنچانے کا موجب تو بن ہی گئی تھی لیکن جمہوریت کے اُس فرعونیت نواز اثر و رسُوخ کے خلاف ہوا و ہوس کے غیر ملّی انداز کی شدّت پذیر سطح پر آمریت کا

Marfat.com

امن سوز آفتاب طلوع کر آیا جس کی زیست کش تپش کا مقصد فرعونی اقتدار کو ختم کرنے کی خاطر جمہوریت کا نام و نشان ہی دنیا سے مٹا دینا تھا اور اس لئے زندگی کے جدید ابھار کو طاقت کے بل پر فرد کرنے کا اس نے پورا پورا تہیہ کر لیا تھا۔ آمریت کے نمرودی ابھار کے مقابلہ میں اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبّر کو جو جمہوریت کے فرعونیت نواز اطوار کی غیر ملّی انگیخت سے کسی قدر دب چکا تھا دوبارہ وقعت اور اہمیت حاصل ہو گئی اور اب اس نے حق تعالےٰ کی ملّت آفرین روح کے ابراہیمی اثر اور اسلامی حکمت کی اخلاقی رہبری میں جو انحطاطِ ملت کے گذشتہ دور سے اس کو حاصل اور روحانیت کے خضری انداز میں اب تک میسّر چلی آتی تھی آمریت کی عالم سوز جنگ کے مقابلہ میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے حاکم اور محکوم کُل قوموں کو آزادی کے ہمہ گیر نفاذ کی لازمی شرط پر متحد بنا لیا۔ اور جب آمریت کی جہاں سوز جنگ ختم ہو گئی تو اس مرحلہ سے آگے گذر کر حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے آمریت کے خلاف جمہوریت کے ذوالقرنینی تدبّر کو زور اور امداد بہم پہنچانے والی محکوم اقوام کو آزادی کی موسوی سطح پر اٹھا لیا۔ اس سطح پر اسلامی جمہوریت کے جہاں پرور انداز کو نفاذ پذیر بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری اقتضاد کے ملّت پرور قلم نے ملّت کے حق میں ارضِ مقدسہ کا آئین افروز عطیہ پہلے سے لکھ رکھا تھا جو اس کو وصول ہو گیا

ارضِ مقدسہ کے آئینی اختصاص کا تعلق تو لازمی طور پر ملّت کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اس کا معنوی تقدس جغرافیائی حدبندیوں اور نسلی خصوصیتوں سے بالاتر ہے۔ کرۂ ارض کی ملّی سرزمین کا کوئی بھی خطہ جس میں اسلامی جمہوریت کے انسانیت نواز آئین کا نفاذ عمل پذیر بنا دیا جائے ارضِ مقدسہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ ارضِ مقدسہ حق تعالےٰ کے عالم پرور اصولوں کا ایک آئینی سانچہ ہے جس میں انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس کو ڈھال کر اس کا تزکیہ اور طہارت عمل میں لائی جاتی ہے حیاتِ انسانی کے گذشتہ حلقہ پر تعمیرِ دین و ملت کے دور میں ارضِ مقدس کا جہاں افروز سانچہ عالمی آزادی کی جمہوری سطح پر پہلی دفعہ رکھا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سانچہ میں ڈھالنے کی خاطر فرعونیت کے ملوکیت نواز اقتدار اور قبطیوں کی فرعونیت نواز ذہنیت کے ملت کش اختلاط کی غلبہ پذیر آفات سے بیک وقت نجات دلائی جس سے فرعونی اقتدار و رسوخ کی عالم گیر جبر نوازی کا خونین کش اثر ساری دنیا

سے فرد ہوگیا۔ اور اپنے اجتماعی نفس کو اُس سانچہ میں ڈھلنے کا ہر قوم کو موقعہ مل گیا۔ لیکن کوئی قوم بھی ہوا و ہوس کے غالب اثر میں اُس سانچہ کے آئینی تقدّس کو شناخت میں نہ لاسکی۔ محکومی کے دَور میں غیر ملّی جمہوریت کے فرعونیت نواز شعور نے ہوا و ہوس کے رُسوخ میں جو زور پیدا کر دیا تھا وہ آزادی کی سطح پر پہنچنے کے بعد بھی بحال رہ گیا جس سے خلوص و وفا کی جانب پر آئین شناسی کا حکمرت پذیر شعور دب گیا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام کی قوم بھی ہوا و ہوس کے غالب اثر میں مبتلا تھی اور وہ اُس کو اُس اثر سے پاک بنانا چاہتے اور اسی مقصد کے ضمن میں وہ طور پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ لیکن مذہب کی علمی رہنمائی نے اُن میں افتراق اور سامری کی ساحرانہ صنعت نے اُن میں مُشرکانہ دھڑے بازی کا ابھار پیدا کر دیا جس کو فرد کرنے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے موسےٰ علیہ السلام کے غضب کا روپ دھارا۔ دھڑے بازی کی شدّت کو غضب سے دبا دینے کے بعد موسےٰ علیہ السلام نے امن آفرینی کا انقلابی نظام نافذ کر دیا جس سے ذوالقرنینی تدبّر کے ملّی شعور کی آئینی صلاحیتوں کو زور پہنچانا مقصود تھا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اسرارِ ولایت کے رُوحانی شعور کی خضری رہبری میں اس مقصد کو پورا کر لیا جس سے ارضِ مقدس کی ملّت آفرین تقدیس کا حقیقی نفاذ عمل پذیر ہوگیا۔ بعد میں دھڑے بازی کے عالمی انداز کو فرد کرنے اور امنِ عالم کو برقراری بخشنے کی خاطر ذوالقرنین کے ملّی شعور کی تمکین کے امری اسباب کی تخلیق کا موادّ ارضِ مقدس ہی کے آئینی انداز کی سطح سے پیدا ہُوا۔ خلافت فی الارض کی داؤدیؑ تعمیر بھی اسی پاک سرزمین میں بنا پذیر ہوئی جس نے سلیمانیؑ سلطنت کے عظیم محل کی صورت اختیار کرتے ہوئے کُل دنیا کو امن کا دینی سہارا بہم پہنچایا اور خیر و برکت کی بلند ترین سطح پر پہنچ کر ارضِ مقدس ہی کی ملّی ارادیت نے اسلام کے عالم افروز شمس کی صورت اختیار کی جس نے انحطاطِ ملّت کے پہلے اور دوسرے دَور میں بھی خلوص و وفا کی ملّی فضاؤں کو منوّر بنایا۔ لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر خصومت کی تپش پیدا کرتے ہوئے مذہبی دھڑے بازی کو اُبھارا اور پھر مغرب الشمس کے مرحلہ پر فرد ہوگیا

ارضِ مقدس کا تعمیری انقلاب

عالمی آزادی کے موجودہ دَور میں جب کہ غیر ملّی آمریت کی شکست خوردہ چھوٹی بڑی کُل طاقتیں عالمی مشاورت کے ابراہیمیؑ شعور کی سطح سے نیچے اُتر کر منزلِ نوحؑ اور ہبوطِ آدمؑ کی سطح پر پہنچ چکی ہیں اور مشاورت کی ابراہیمیؑ سطح سے اوپر موسویؑ منزل پر غیر ملّی جمہوریت کا فرعونی اقتدار و رسوخ بھی

Marfat.com

شکست کھا چکا ہے تعمیرِ دین و ملت کے روحانی ارتقاء کی آزادانہ سطح پر ارضِ مقدس ملت کے سامنے رکھ دی گئی ہے اور اقوامِ ملت کا داخلہ اس میں دوبارہ کھل چکا ہے۔ جس طرح انحطاط کے دوسرے دور میں وہ ایک ایک کر کے اس سے نکلیں اسی طرح ایک ایک کر کے اب وہ اس میں داخل ہوں گی۔ سب سے پہلے ارضِ مقدس میں وہ قوم داخل ہو گی جس کو موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے کئی مماثلت اور اصولی مشابہت حاصل ہے یعنی جس نے ارضِ مقدس میں داخلہ حاصل کرنے کے لئے غیر ملّی حاکمیت کے فرعونی انداز اور غیر ملّی اکثریت کے لادینی اختلاط سے بیک وقت نجات حاصل کی ہے۔ حق تعالےٰ کی ملت آفرین روح کے موسوی شعور نے ارضِ مقدس کی تعمیر کے لئے جو وطن اس قوم کو عطا کیا ہے وہ تقدیرِ حیات کی تعمیر کے لئے آئین پسندی کی روحانی خوبیوں کا مالک ہونے کے علاوہ امن عالم کی محافظت [illegible] کرنے کے لئے طبعی حیثیت کی دیگر کل خصوصیات کا بھی حامل ہے۔ اس کے دو حصے ہیں اور دونوں کی روحانی عظمت قدیم اور مدنی وجاہت عظیم ہے۔ ویدک زمانے میں مغربی حصے کو برہماورت کہا جاتا اور مشرقی حصہ کو دیوا ستھان مانا جاتا تھا۔ لوکمنڈ اور دسنت دیپ کے پورانک نام بھی اسی پاک وطن کے پیدائشی مقصد کی روحانی تشریح فہم میں لاتے ہیں۔ ارضِ مقدس کے معنوی سانچہ میں ڈھلنے کے لئے ارضِ قدیم کا وہ پاک خطہ جب ملت کو عطا ہو گیا تو وہ اپنے پاک عزائم کی تعمیر انگیزیت کو ہوا و ہوس کی پرانی آلودگیوں سے پاک کئے بغیر ہی پاکستان میں داخل ہو گئی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ مذہبی افتراق اور سیاسی دھڑے بازی نے اسی طرح سر اٹھایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں اٹھایا تھا اور دھڑے بازی نے اسی طرح کی امن سوز شدت بھی اختیار کی جیسی کہ اس وقت کی [illegible] بازی کی شدت کو دبانے کے لئے حق تعالے کی انقلابی روح کا موسوی غضب بھی اسی طرح نزول فرما ہوا جیسا کہ اُس وقت ہوا تھا۔ عوامی زندگی کو اس غضب نے سیاسی بدامنی اور اقتصادی فساد سے نجات بھی دلائی اور پھر امن آفرینی کے ذوالقرنینی شعور کو بیدار کرنے کی خاطر انقلابی نظام بھی نافذ کر دیا گیا جس کی کامیابی اب یقینی صورت اختیار کر چکی ہے۔ [illegible] انقلاب کی با اقتدار قیادت کے اسلامی انداز کی سطح پر دینی عزائم کی ملت [illegible] انگیزیت کی بیداری ہو چکی ہے جس کے حق پرور اثر میں ذہنی، فکری، عملی اور اخلاقی قابلیت [illegible] لوگوں سے اسلامی ملت کا فطرتی شعور بھی معرضِ شہود میں آنا شروع ہو چکا ہے اور اس شعور کی انقلابی تعمیری [illegible] عزم [illegible] کی

Marfat.com

امن آفرین جانب پر ذوالقرنینی تدبر کے عملی انہماک میں عوامی صلح پذیری کا خصومت شکن زور بھی پہنچنے لگ چکا ہے۔ اور اب خلوص و وفا کی ملی اور غیر ملی جانب پر یہ امر یقین کی عالمی حد کو پہنچ چکا ہے کہ ارضِ مقدس کے طہارت آفرین انقلاب کو اگر ہوا و ہوس کے ناپاک تاثرات سے محفوظ رکھا گیا تو خلوص و وفا کے حق پذیر اثر میں اس کی کامیابی نہ محض اسلامی دنیا میں حیاتِ ملت کو امن و اطمینان کی سطح پر بلند کرے گی بلکہ عالمی امن کی برقراری میں استقلال پیدا کرنے کی خاطر اقوام کے مشاورتی شعور کی سطح پر نظریاتی دھڑے بندیوں کو فرد کرنے کا بھی لازمی موجب ثابت ہوگی۔ اس انقلاب کی یہ اسلامی خوبی ہے کہ اس کا آغاز جمہوریت کے عوامی شعور کی ابتدائی سطح سے ہمہ گیر طور پر عمل میں لایا گیا ہے اور اس کے ترکیبی انداز میں اہل وطن کے ہر شعبۂ حیات کو جمہوریت کے اسلامی شعور کی منصفانہ حد تک آزادی کا مستحق سمجھا گیا اور ساتھ ہی جمہوریت کے ترکیبی انداز میں ان سب کی نمائندگی کے حکیمانہ شمول کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ البتہ خلوص و وفا کے عوامی اثر اور دیانتدارانہ رسوخ کو اقتدار کی سطح پر پہنچانا اب بھی فہم و فراست کے عوامی شعور کی ذمہ داری میں ہے اور اگر عوام ہوا و ہوس کے شعوری اور غیر شعوری تاثرات سے محفوظ رہتے ہوئے اپنے فہم و فراست کا صحیح اور دیانتدارانہ استعمال عمل میں لائیں تو اس مقصد کا حل ان کے لئے اب آسان ہو چکا ہے

امنِ عالم کو برقرار بنانے کی سب سے بڑی اور اصل ذمہ داری ملت پر عائد ہوتی ہے

قرآن پاک کے اصولی مفہوم کی روشنی میں ذوالقرنین کے متعلق روایتی حیثیت کے کل قصے اور داستانیں اسی حقیقت کی اصولی تائید میں ہیں کہ جس رہنما اور جس قائد کی مخلصانہ رہنمائی اور دیانتدارانہ قیادت اور جس حکمران یا حکومت کی امن آفرین حکمتِ عملی انسانی معاشرہ کے دو شدید دھڑوں میں سے پُرامن اور صلح پسند عناصر کے دو فرقوں کو آپس میں ملا کر ان کی متحد امداد و حمایت سے دھڑے بازی کو فرد کرنے اور امن کو برقرار بنانے میں کامیابی حاصل کر لے وہ اپنے اصولی کردار کی رو سے ذوالقرنین ہے اور یا کسی نہ کسی اصولی حیثیت میں وہ اسی ذوالقرنین کی مثیل ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ تعمیر دین و ملت کی راہ پر حق تعالےٰ کی امری روح نے جس طرح گمراہی کے

Marfat.com

خاص خاص حالات کی صورت میں خاص خاص نبیوں سے کام لیا تھا۔ اسی طرح دھڑے بندی کے قومی اور عالمی حالات کی امن سوز صورت میں اُس نے ذوالقرنین سے کام لیا۔ انحطاطِ ملت کی تکمیل کے بعد تعمیرِ دین و ملت کے جدید اُبھار کی راہ میں بھی اُن کل انبیاءؑ کی اپنے اپنے مخصوص وقتوں پر اُسی طرح ضرورت پیش آتی ہے جیسے کہ پہلی دفعہ آ چکی ہے۔ اور اسی طرح ذوالقرنین کی ضرورت کا بھی ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وقت آج پیدا ہو چکا ہے۔ اُن کل انبیاء کی نبوتیں ختم نبوت کی محمدی شان میں جمع اور زندہ موجود ہیں جن میں ذوالقرنینی قیادت کی حضری روح بھی شامل ہے اس لئے نہ تو کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہی باقی ہے اور نہ کسی رہنما، کسی قائد، کسی حکمران یا کسی حکومت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ خضرؑ یا ذوالقرنین ہونے کا دعوےٰ کرے۔ البتہ یہ فرض ملت کے ہر فرد پر عاید ہوتا ہے کہ حالات کی جس جس صورت میں جس جس نبی کی تعلیم ہوا و ہوس کے شیطانی اثر کی انسانیت کُش طاقت کو مٹانے کا باعث بنی اُن کل صورتوں کی شناخت عمل میں لاتے ہوئے اُن میں اُن کل انبیاءؑ کی تعلیم و ہدایت کو جو قرآن پاک میں موجود ہے نفاذ پذیر بنانے کی کوشش عمل میں لائے۔ اور اسی طرح دھڑے بازی کے عالمی، قومی اور قبیلوی حالات کی خصوصیت پذیر صورت میں ذوالقرنین کی صلح آفرین ترکیب پر عمل پیرا ہوتا ہوا اپنی اپنی توفیق کے مطابق دھڑے بازی کو مٹانے کا مقصد پورا کرے۔

ملت کے وجود میں اُس کے اس اعتقاد کی اجتماعی روح جان کی حیثیت رکھتی ہے کہ [illegible] جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت زندہ ہے اور جب انحطاطِ ملت کے بعد اس کی دوبارہ تعمیر شروع ہوئی تو اس کو تکمیل پر پہنچانے کے لئے امام محمد مہدی علیہ السلام انتہائی شہود حیات کی عملی سطح پر ظہور فرما ہوں گے۔ ملت کے اعتقاد میں یہ مسئلہ بھی حقیقت کی حیثیت میں شامل ہے کہ امام پاک کی شان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی شان کا دوسرا شہود ہوگا۔ اس عقیدت کو [illegible] میں رکھتے ہوئے یہ امر بھی مسلمہ حیثیت اختیار کر لیتا ہے کہ امام محمد مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پیشتر اُن کل انبیاءؑ کا کام ترتیب وار طور پر [illegible] ہوں جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے اپنے مخصوص وقت [illegible] تعمیر دین و ملت کے کام میں اپنا اپنا تعمیری حصہ ادا کیا۔ انحطاطِ ملت کی تکمیل کے بعد [illegible] کی منزل پر ہے جن کی نبوت کا کام حق تعالیٰ کی انقلابی روح شان نبوت کی محمدی [illegible]

دے رہی ہے اور باقی انبیاءؑ کی نبوتوں کا کام بھی نبوتوں کی اسی مجموعی شان سے لیا جائے گا اور جب تک وہ کام پورے طور پر سرانجام نہیں پا جاتا اور ہوا و ہوس کی عیارانہ سطح پر جبر و استبداد کی مادی طاقتوں کو تنبیہ کرنے اور خلوص و وفا کی مجبور سطح پر مذاہب عالم کے مادی امراض کو دور کرتے ہوئے شانِ امامت کی مقبولیت کا پُرجوش توافق پیدا کرنے کی خاطر عوالمِ علویہ کی پُراسرار فضاؤں سے رُوحانیت کی عیسوی لہر اپنا کام سرانجام نہیں دے لیتی امام موعودؑ کا ظہور عمل میں نہیں آئے گا۔ جس فردِ ملت کے دل میں بھی اسلامی عقیدت صحیح و سالم طور پر زندہ ہے اُس کی یہ آرزو بھی فطری ہے کہ اُس کو امام علیہ السلام کی ملاقات کا شرف نصیب ہو۔

ملت کا ہر وہ فرد جو شیطانی طاقت کی کسی بھی صورت کے مقابلہ میں حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے زیرِ اثر نبوت کی ضلالت کُش تعلیم و ہدایت کو زندہ کرتا ہے وہ یقیناً امام محمدؐ مہدی علیہ السلام کا وفادار ساتھی ہے کیونکہ وہ آنحضورؐ کے ظہور کو قریب تر بناتا ہے اور جب وہ گمراہی اور ضلالت کے حالات کی کسی بھی صورت میں حق و صداقت کا نفاذ عمل میں لانے کی خاطر اسی نبیؐ کی نبوت کا حکیمی وسیلہ اختیار کرتا ہے جس کی تعلیم اُن حالات کے لئے امری طور پر متحقق ہوتی ہیں تو وہ امام مہدی علیہ السلام ہی کی ہدایت کا نفاذ عمل میں لا رہا ہوتا ہے کیونکہ اُس نبیؐ کی نبوت جمیع الانبیاءؑ کی نبوت میں شامل ہے اور امام محمدؐ مہدی علیہ السلام کی شان آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا حقیقی عکس اور ولایت محمدیہ کا حقیقی وجود ہے لہذا کل انبیاءؑ کی نبوتوں کا مجموعی عکس اور کل اولیاء کی ولایتوں کا امری مجموعہ ہے۔ جو شخص قرآن پاک میں تحقیق پیدا کرتے ہوئے انبیاءؑ کی اصل تعلیم کو روشنی میں لاتا اور اس سے ملت کے اسلامی ادراک کو منور بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ امام پاکؑ کا مخلص اور وفادار ساتھی ہے اُس کو امام علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہونا امری طور پر یقینی ہے۔ جب تک آپ کا ظہور عمل میں نہیں آتا آپ کی ملاقات قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی ادراک افروز کیفیت کے سرور بخش انداز میں عمل پذیر ہوتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امام قرآن اور قرآن امام ہے۔ جب تک امام کا ظہور عمل میں نہیں آتا قرآن پاک کے اصل مفہوم کی عالم افروز مشعل عملی طور پر روشن نہیں ہو گی اور نہ تعمیرِ دین و ملت کی تکمیل ہی عمل میں آکر امنِ عالم کی تکمیل کا موجب بنے گی

آج ملت اپنے انقلاب کے اُس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے جہاں نورِ عقل کی امری روشنی ہوا و ہوس کے

مقابلہ میں خلوص و وفا کے طبعی انداز کو حکمت کا عملی زور بہم پہنچاتی اور معاشرہ کو کامیابی کے نزدیک بناتی ہے اور یا تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر موسوئی دَور کی اس منزل پر پہنچ چکی ہے جہاں ملّت کے تعمیری شعور کا موسوئی انداز اسرارِ ولایت کی خضری سطح سے علمِ رُشد کی حکمت افروز روشنی وصول کرتا اور دھڑے بازی کی امن سوز شدّت کے خلاف ذوالقرنین کے انقلابی نظام کا نفاذ عمل میں لاتا ہے ملّت کا کوئی بھی فرد جس کی عقیدت کا حق تعالےٰ کے ساتھ محکم رشتہ وابستہ ہے انقلاب کی راہ پر اُس کے دل کا خلوص اور اُس کے مخلصانہ عزم میں وفا کا شعور حق تعالےٰ کی امری روشنی کا مستحق قرار پاچکا ہے ۔ اور اسی طرح تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر اُس کے مخلصانہ تدبّر کا موسوئی شعور اسرارِ ولایت کی روحانی سطح سے علمِ رُشد کی وصولی کا حق پیدا کرچکا ہے ۔ اگر حق پرستی اور صداقت یابی سے موجودہ حالات کی موزوں صورت میں وہ اپنی پوری توجہ سے قرآن پاک کو سر آنکھوں پر اٹھالے اور اپنے حق طلب سینہ سے لگالے تو اُس کے ادراک کی حقیقت رسی کا قرآن پاک کے اصلی مفہوم کو پا لینا آسان اور یقینی ہوچکا ہے ۔ انقلابی حالات کی موجودہ صورت تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر امام مہدی علیہ السلام کا ساتھ اور ان کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے جس کو ضائع کرنا زندگی کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے

Marfat.com

Marfat.com

ساتواں باب

مذہب

Marfat.com

ارتقائے حیات کی راہ پر فکرِ انسانی کا فطری انداز

آغازِ آفرینش سے لے کر آج تک فطرتِ انسانی اپنے عمل کی ایک ہی راہ پر رواں چلی آتی ہے۔ ارتقائے حیات کی راہ پر فکرِ انسانی حرصِ زیست کے رُوحانی اور مادّی دونو پہلوؤں کا اثر قبول کرتی چلی آرہی ہے اور حیاتِ انسانی کے اخلاقی وقار کی بحالی اور برقراری کے لئے حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح فکرِ انسانی کے روحانی انداز کو اُس کی مادّی انگیخت پر ہمیشہ غالب بناتی رہی ہے۔ حرصِ انسانی کے ذہنی۔ فکری اور علمی ارتقاء کا مادّی انداز تکوینِ حیات کی اخلاقی روح پر کسی وقت بھی فتح حاصل نہیں کرسکا۔ اور اگر وہ خلوص و وفا کے رُوحانی انداز پر کسی وقت غلبہ حاصل کر بھی لے تو وہ غلبہ ہمیشہ کے لئے برقرار نہیں رہتا۔ حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح اس کو ختم کر دیتی ہے۔ ھبوطِ آدمؑ سے لے کر نزولِ قرآن تک کے عرصہ میں تو اس حقیقت کی عملی واقعیت کا وجود اعتقادی طور پر مسلّمہ ہے لیکن انحطاطِ ملّت کے دوران میں جب ملّت کی فکری استعداد قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی سے محروم ہو گئی اور اس کا اخلاقی وقار اقوامِ عالم کے غیر ملّی اختلاط اور غیر اسلامی ارتباط کی مجلسی انگیخت سے متأثر ہو گیا تو اس حقیقت کا اعتقادی رسوخ بھی یقین کی سطح سے گرنے لگ گیا۔ اور ارتقائے حیات کے موجودہ مرحلہ پر جبکہ حیاتِ انسانی عہدِ طفولیت سے گذر کر دورِ شباب کے بھی اخیر میں پہنچتی ہوئی معلوم دیتی ہے اور انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد دین و ملّت کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہے فکرِ انسانی کی ادراکی استعداد نے ہوا و ہوس کے شباب پر پہنچ کر مادّی تحقیق کے درجہ کو اس حد تک بلند کر دکھایا ہے کہ اُس کے حیرت انگیز نتائج کا ختم آفرین انداز رُوحانی معتقدات اور اخلاقی مسلّمات کے اعتقادی رسوخ کو خطرناک حد تک مجروح بنانے کا موجب بن چکا ہے۔ حیاتِ انسانی کے فنّی اور صنعتی شہود کی سطح پر مادّی نمود و نمائش کے شوکت آفرین اسباب کی مقابلہ وار تخلیق اتنی تیز ہو چکی ہے کہ اُس کے تحیّر انگیز تاثر کے مقابلہ میں اخلاقی اقدار کی قدیم رُوح فکری ارتقاء کے میدان سے پسپا ہو کر قدامت پسندوں کے خوابیدہ دلوں میں پناہ لینے کی خاطر خلوص و وفا کے گوشوں میں صدق و صفا کا سہارا ڈھونڈ رہی ہے

Marfat.com

فکرِ انسانی کے مادّی انداز کی سطح پر فطرت کے غیر مخلوق اصولوں کی ازلی برتری تسلیم و رضا کے یقین نواز شعور کی اعتقادی سطح سے گر تو بہت بڑی حد تک چکی ہے لیکن حق تعالےٰ کے ازلی اصولوں کی اخلاقی رُوح اِس صورتِ حال کو دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے فکرِ انسانی کی اخلاقی سطح پر حیاتِ انسانی کے جوانی کو پہنچ جانے کے بعد اُس کو ہوا و ہوس کے شباب انگیز تاثرات سے بچانے اور اس حقیقت کا عملی ثبوت بہم پہنچانے کی خاطر کہ کوئی بھی طاقت اپنے مادّی حشم اور فنی استعداد کی صنعتی شوکت کے بل پر اصولِ فطرت کی اخلاق پرور طاقت کو مغلوب نہیں بنا سکتی۔ رُوحانی تحقیق کے ارتقائی انداز میں اپنا پورا زور پیدا کر رکھا ہے۔ اور بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جبکہ حق تعالےٰ کی امری رُوح خلوص و وفا کی حکمت پذیر سطح پر انسانی عقیدت کو صدق و صفا کا عرفانی سہارا بہم پہنچاتے ہوئے مذہب کی اصل حقیقت کو آشکار کر دے گی جس سے نہ صرف عالمی مذاہب کے مصنوعی اختلافات ہی مٹ جائیں گے بلکہ فلسفہ اور سائنس کی حیات کشا اور زیست آرا رُوح بھی اس میں جذب ہو جائے گی۔ اور مادّہ پرستی کی اخلاق سوز بنا پر کھڑے کئے ہوئے وہ کل طور و طریق جن کو صرف ہوا و ہوس کا سہارا حاصل ہوتا ہے کلّی طور پر ختم ہو جائیں گے۔ ارتقائے حیات کی موجودہ سطح پر فکرِ انسانی کی رُوحانی تحقیق کا اندازہ صرف وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو خلوص و وفا کی سطح پر ارتقائے حیات کی اخلاقی رُوح سے عملی طور پر متاثر ہو چکے ہیں

مذہب حیاتِ انسانی کے تغیّر پذیر وجود میں رُوح کی حیثیت رکھتا ہے

حق تعالےٰ کی امری رُوح نظامِ کائنات کی خلقی ترتیب میں آئینِ تکوین کے اصولی عرش پر مستوی اور حیاتِ انسانی کو اپنی انقلاب آفرین اقتضاء کے تسلسل انگیز اثر سے برابر متاثر بناتی رہتی ہے۔ حیاتِ انسانی کی ملّی سطح پر اِس اثر نے نبوّت کی صورت اختیار کر رکھی ہے جو شانِ محمدؐ کے حق افروز کمال کی رُوحانی حیثیت میں زندہ موجود ہے۔ ملّی عقیدت کی ادراک افروز سطح پر وہ امامت کی حیثیت سے اور ملّی ادراک کی عقیدت افروز سطح پر وہ ولایت کے اسرار آموز انداز میں برقرار رہتی ہوئی حیاتِ ملّی کی خلقی رُوح کو متاثر بناتی رہتی ہے جس سے حیاتِ انسانی کا انقلابی

چکر اپنے امری مدار پر رواں دواں رہتا ہے۔ اگر انسانی عقیدت کے رُوحانی تعلق کی وابستگی جو انسانی زندگی کے اعتقادی انداز کی سطح پر مذہب کی کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتا ہے۔ حق تعالےٰ کی امری رُوح کے ساتھ محکم انداز میں برقرار رہے تو زندگی کے انقلابی چکر کی راہ پر وقتی حالات کی امری موزونیت کے مطابق انسان کا ملی شعور براہِ راست طور پر اور اُس کا غیر ملی شعور حکمت آموزی کی ملی وساطت سے ولایت۔ امامت اور نبوّت کے حیات افروز فیوض کا حصول عمل میں لاتا رہتا ہے جس سے حیاتِ انسانی کے انقلابی مقاصد کا ایفاء عمل پذیر رہتا ہے۔ لیکن اگر حیاتِ انسانی کی ملی اور غیر ملی ہر دو سطح سے حق تعالےٰ کی امری رُوح کے ساتھ انسانی عقیدت کا رشتہ کلی طور پر منقطع بھی ہو جائے تو اُس صورت میں بھی حق تعالےٰ کی امری حکمت کا انقلاب افروز شعور تکوینِ حیات کی آئینی اقتضاء کے اصولی انداز میں انسانیت نوازی کے ربوبیتی انداز پر برقرار رہی رہتا ہے اور حیاتِ انسانی کے تخلیقی مقصد کو اُس کے ایفاء کی عبودیت افروز سطح پر پہنچا ہی دیتا ہے۔ اُس صورت میں آئینِ حیات کی انقلابی اقتضاء جب اپنا امری مقصد پورا کر لیتی ہے تو حق تعالےٰ کے ساتھ عقیدت کا وہ رشتہ جو ہوا و ہوس کی شہد نما زہر خورانی سے مُردہ ہو چکا ہوتا ہے دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔

جب تک نظامِ کائنات موجود ہے اُس کی امری ترکیب کے آئینی انداز کی بلند سطح پر حیاتِ انسانی کا انقلاب پذیر وجود بھی بحال رہے گا۔ اور جب تک امرِ تکوین کے فکاں انگیز اثر کی شہود پذیر سطح پر حیاتِ انسانی کا فکر انگیز شعور بحال ہے فکرِ انسانی کے اختلاف پذیر ادراک کی سطح پر عرفانِ حقیقت کے ملی شعور کی عقیدت افروز حلقہ بندی بھی برقرار رہے گی۔ حق تعالےٰ کی امری رُوح کے ساتھ ملی عقیدت کے عبودیت نواز رشتہ کی وابستگی حیاتِ انسانی کے لئے حق تعالےٰ کے ربوبیتی انداز کی امری کیفیت کو معرضِ شناخت میں لاتی ہے۔ اور حق تعالےٰ کی امری ربوبیت کا حکمت افروز انداز معرضِ شناخت میں آکر ملی عقیدت میں عرفانِ حقیقت کا روحانی زور پیدا کرتا اور غیر ملی عقیدت کے مُردہ جسم میں تسلیم و رضا کی عبودیت افروز جان ڈال دیتا ہے۔ غیر ملی عقیدت کا عبودیتی شعور جوں جوں بلند ہوتا ہے وہ ملی عقیدت کے قریب ہوتی جاتی ہے اور اگر اُس کی پختگی تکمیل کو پہنچ جائے تو پھر وہ ملی عقیدت کی صورت اختیار کر لیتی اور مذہبی اعتقاد کا ملی حلقہ

Marfat.com

قبول کر لیتی ہے

حق تعالےٰ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اُس کو اپنے حال پر چھوڑ کر کہیں چلا نہیں گیا۔ بلکہ اُس کا تخلیقی امر ہر لمحہ مخلوق کے خلقی انداز پر متصرف رہتا ہے۔ حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی راہ پر کوئی بھی ایسا نقطہ نہیں اور یا اُس کے ارتقائی دَور کی راہ پر کوئی بھی ایسا لمحہ نہیں جہاں اور جب کہ حق تعالےٰ نے اپنے امر کا تخلیقی تعلق اور اپنے تخلیقی تعلق کا امری تصرف حیاتِ انسانی سے روک لیا ہو اور یا فکرِ انسانی کا ادراکی شعور ہی حق تعالےٰ کے امری تصرف اور یا اس کے ساتھ حیاتِ انسانی کے خلقی تعلق کی شناخت سے محروم ہو گیا ہو جب کہ فکرِ انسانی کا امری مقصد ہی اپنے ادراک کو حق تعالےٰ کی امری حکمت سے منور بنانا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ خالق و مخلوق کے اُس رشتہ کا جو فکرِ انسانی کے ادراک کی سطح پر عرفانِ حقیقت کی اور جذبات و احساسات کی سطح پر عقیدت کی رُوحانی شکل اختیار کر لیتا ہے حیاتِ انسانی کی عملی سطح پر مذہب کے اخلاق افروز انداز میں برقرار رہنا قدرتی طور پر لازمی ہے۔ گویا حیاتِ انسانی کے تغیر پذیر وجود میں مذہب کو جان کی حیثیت حاصل ہے۔ جب حیاتِ انسانی مشکلات و مصائب میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اس سے نجات حاصل کرنے کی خاطر صحیح ترین طریق مذہب کی اصل حقیقت کو مصنوعی نوعیت کے افتراق انگیز اختلافات کی اعتقادی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانا ہوتا ہے۔

فکرِ انسانی کے مادی ارتقاء کی دل آویز عجوبہ کاری جو انسانی زندگی کے عملی انداز میں عالمگیر ملی جانب پر آرائش زیست کا صنعت افروز سامان بنی ہوئی ہے۔ فہم و فراست کے موجودہ انداز کی سطح پر یہ گمان پیدا کرنے کا باعث تو ہو سکتی ہے کہ حیاتِ انسانی اپنی عمر کے ابتدائی مرحلہ کو طے کر لینے کے بعد اب شباب پر پہنچ چکی ہے لیکن قدیم معتقدات و مسلمات کی سطح پر اُس کی فکر آشوب تحیّر انگیزی ہوا و ہوس کے اس جہل پذیر دعوے کی تائید میں نہیں کہ سائنس کی ترقی کے موجودہ مرحلہ پر مذہب کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ سائنس کی زیست آرا اور جہاں زیب ترقی اس امر کی دلیل ہے کہ فکرِ انسانی کا رُوحانی ادراک بھی نورِ عقل کی امری روشنی سے اسی قدر منور ہو چکا ہے جیسے کہ اُس کا مادی ادراک درخشاں نظر آتا ہے۔ سائنس کا علمی اُبھار ہوا و ہوس کی مغلوب سطح پر خلوص و وفا کی کے غالب اثر میں انگیخت پذیر ہوتا اور پھر حق تعالےٰ کی امری رُوح کے تخلیقی انداز سے متاثر ہوتا ہوا

Marfat.com

ہوا و ہوس کے غالب اثر میں کمال پر پہنچا ہے۔ حق تعالیٰ کی امری رُوح خلوص و وفا کے مشہود یا مستور انداز کی حکمت پذیر سطح پر فکرِ انسانی کے رُوحانی ادراک کو بھی علم و حکمت کے مادّی اُبھار کے ساتھ ہی ساتھ بلکہ اُس سے بھی آگے آگے منوّر بناتی رہتی ہے۔ اور اگر خلوص و وفا کا خاصہ ہوا و ہوس کے غالب اثر میں دبا ہوا ہو تو اُس کی غیر ملّی سطح پر فلسفہ کی انگیخت کو عمل پذیر بنا دیتی ہے۔ اور جب فکرِ انسانی کے رُوحانی ادراک کی سطح پر فلسفہ کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے تو عقیدت کا رشتہ اس کو مذہب کی صورت میں بدل دیتا ہے۔ علم و حکمت کا مادّی وجود سائنس کے علمی شہود کی صورت میں حیاتِ انسانی کے جسم میں طاقت کا حکم رکھتا ہے اور خالق و مخلوق کے عبودیّت افروز رشتہ کی عرفانی شناخت کا رُوحانی انداز اگر ہوا و ہوس کے غالب اثر میں فلسفیانہ اختلافات کا شکار نہ ہو جائے تو مذہبی عقیدت کی سطح پر اس جسم میں جان کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جو زندہ رہنے کے لئے ہمیشہ ضروری ہوتی ہے

قرآنِ پاک مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کا ترجمان اور مؤیّد ہے

قرآنِ پاک کے نازل ہونے سے پیشتر مذہب گمراہی کی جس سطح پر قرار پذیر تھا۔ انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد پھر اسی سطح پر پہنچ گیا۔ اور حیاتِ انسانی کا مجلسی انداز مذہب کی بگڑی ہوئی صورت کے افتراق انگیز انداز کی سطح سے ہٹ کر سیاسی شعور کے سہارے پر کھڑا ہو گیا۔ ہوا و ہوس کے اثر میں آکر فکرِ انسانی کا سیاسی شعور بھی جب خود غرضی کا شکار ہو گیا تو حیاتِ انسانی کی سیاسی سطح پر مختلف نوعیّت کے مصنوعی نظریات کی تخلیق عمل میں آکر امنِ عالم پر ایک شدید ضرب پہنچانے کا باعث بن گئی۔ عالمگیر جنگ کی اس عظیم ضرب نے ملّت کی مذہبی رُوح کو از سرِ نو بیدار کر دیا۔ اہلِ علم کے تحقیق پسند طبقہ نے قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی تحقیق پہلے سے ہی شروع کر رکھی تھی اسلام کی نوخیز رُوح نے اس میں اور زور پیدا کر دیا۔ جنگ کے بعد امن و آزادی کی مشاورتی سطح پر ملّت کی فکری استعداد کو مذہب کی نوخیز رُوح کا سہارا مل جانے سے جب ملّت کے عالمی وقار کو بحالی اور برقراری حاصل کرنے کی معقول راہ ہاتھ آگئی تو غیر ملّی اقوام کے سیاسی نظریات کی تخاصم انگیز شدّت نے امنِ عالم کو ایک دوسری جنگ میں

Marfat.com

جھونک دیا جس کے آمریت کُش خاتمہ نے امن و آزادی کی جدید سطح پر ملّت کے بین الاقوامی وقار و رسوخ کو بحال و برقرار بنا دیا۔ اور ملّت میں مذہبی تحقیق کا شوق و شغف اور بڑھ گیا جس کے حقایق افروز نتائج کی حکمت آموزی خلوص و وفا کی ملّی سطح پر یہ یقین پیدا کرنے کا موجب بن گئی کہ حیاتِ انسانی کے موجودہ مشکلات کو حل کرنے کا واحد اور موثر ذریعہ صرف مذہب ہے

تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل کے موقعہ پر دُنیا کے کُل مذاہب جو انبیائ کی اصل تعلیم کا بگڑا ہوا مواد اور فکرِ انسانی کی خود غرضانہ صنعت کا گمراہ کن ہتھیار تھے۔ قرآنِ پاک کی روشنی میں اپنے اپنے اصل مفہوم کی سطح پر پہنچ کر جو حقیقت میں ایک ہی تھا دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ اُن کے پیروؤں میں سے حق شناس لوگ تو ملّت میں شامل ہو گئے اور جو باقی رہ گئے انہوں نے انحطاطِ ملّت کے قدرتی اسباب میں مصنوعی زور پیدا کرنے کا وطیرہ اختیار کر لیا تھا۔ آج تعمیرِ دین و ملّت کی موسوی منزل پر پہنچ جانے کے بعد جبکہ استعمار و ملوکیت کے فرعونی انداز کو زندگی کی عالمی سطح پر ہر جگہ شکست مل چکی اور مل رہی ہے اور امن و آزادی کے جدید اُبھار کی سطح پر ملّی۔ غیر ملّی۔ چھوٹی اور بڑی سب قومیں اکٹھی ہو چکی اور ہو رہی ہیں اور زندگی کی ہر اونچ نیچ۔ قومی اور عالمی سطح پر غیر مذہبی نظریات کی تخاصم انگیز شدّت نے حیاتِ انسانی کو دھڑے بازی کے انتہائی انداز میں مبتلا کر رکھا ہے اُن نظریات کو شکست دینے کی خاطر مذاہبِ عالم کے اصل مفہوم کی وحدت آفرین حقیقت کو وضاحت میں لانے کی کوشش کرنا اشد طور پر ضروری ہو چکا ہے ورنہ حیاتِ انسانی کو دھڑے بازی کے خطرناک نتائج سے نجات دلانا ناممکن ہو جائے گا۔

امن و آزادی کے موجودہ مرحلہ پر انسانی زندگی کو ویسی ہی مشکل درپیش ہے۔ جیسی موسےٰ علیہ السلام کو اتمامِ میقات کی راہ پر پیش آئی تھی اور یا جیسی ذوالقرنین کو سدّین کے درمیان پہنچ جانے کے بعد پیش آئی اُن دونو صورتوں میں وہ مشکل رُشد آموزی کے خضری طریق کی رُوحانی حکمت سے حل ہوئی تھی۔ تعمیرِ دین و ملّت کے موسوی دَور میں تو مختلف اقوام و قبائل کے سیاسی رُخ میں مذہبی یک جہتی پیدا کرتے ہوئے اور سدّین کے درمیان سیاسی نظریات کی تخاصم انگیز شدّت کے مقابلہ میں مذہب کی وحدت آفرین حقیقت کو وضاحت میں لاتے ہوئے اُس مشکل کو حل کیا گیا تھا لیکن تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل کے قریب پہنچ کر جب دنیا بدامنی اور فساد کے عالمگیر انداز میں پھر مبتلا ہو گئی تو حیاتِ انسانی کی اس بڑی مشکل کو حل کرنے

کے لئے مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کو قرآن پاک کی امری روشنی میں آشکار بنا یا گیا۔ اور اگر وہ رُشد جس کی علمی حکمت کے خضری انداز سے موسٰے علیہ السلام اور ذوالقرنین کی انقلابی راہ مشکلات و مصائب سے صاف ہوئی اور قرآن پاک کا وہ مفہوم جس نے دنیا کے کل مذاہب کی اصل حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے امن و اطمینان کی عالم افروز مشعل روشن کی آج بھی انسانی تفہیم میں آجائے تو اُس کی روشنی میں دُنیا کے کُل مذاہب اپنے اصل مفہوم کی طرف بلند ہوتے ہوئے جس کی حقیقت اُن سب میں ایک ہی ہے سیاسی نظریات کی شدید خصومت انگیزی کے موجودہ انداز کو شکست دینے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اور اُن کے پیروؤں میں اتحاد کی رُوحانی انگیخت عمل پذیر ہو کر دھڑے بازی کو ہر جگہ سے فرد کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ موسٰے علیہ السلام کو وہ رُشد صدق و صفا کی جس پہ اسرار وادی سے موصول ہوا خلوص و وفا کی وسیع فضاؤں میں اُس کی موجودگی اب بھی ممکن ہے اور وہاں اُن ایسے عناصر کا موجود ہونا بھی لازمی ہے جنہوں نے اپنے تحقیقی اجتہاد کی راہ سے اُس رُشد کو پا لیا ہو اور یا اُس کی تلاش میں اُن کا ادراک ابھی قرآن پاک کی معنوی حقیقت کے امری چکر پر گردش کر رہا ہو۔

مذہب کی اصل حقیقت خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوتی ہے

آج دنیا میں بیسیوں مذہب موجود ہیں اور ہر مذہب میں کئی کئی فرقے ہیں۔ اُن کُل مذاہب کی اعتقادی شکلیں مختلف ہیں اور اُن مذاہب سے متعلق ہر ایک فرقہ میں مذہبی معتقدات و مسلّمات کی صورت جُدا جُدا ہے۔ ہر انسان کی عقیدت کا تعلق اُن مذاہب میں سے کسی نہ کسی مذہب سے اور کسی نہ کسی فرقہ سے ضرور وابستہ ہوتا ہے لیکن جب کوئی بھی انسان کسی گناہ یا جرم کی لذت سے عملی طور پر محظوظ ہو رہا ہوتا ہے تو اُس کی ارادیت کا اُس کے مذہب کی اعتقادی صورت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی کسی بھی طرح کی چھوٹی یا بڑی نیکی اپنے عمل میں لاتا ہے تو اُس وقت وہ بھی اپنے مذہبی عقاید سے لاتعلق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح زندگی کے عام حالات میں انسان کی سوچ بچار کا تعلق بھی مذہبی اعتقاد کے اثر میں نہیں ہوتا۔ جب وہ گناہ کرتا یا بدی کی سوچ بچار عمل میں لاتا ہے تو اُس کی فکری اور عملی قوّت ہوا و ہوس کے اثر میں ہوتی ہے اور جب وہ نیکی عمل میں یا سوچ بچار میں لاتا ہے تو اُس کی وہ قوتیں خلوص و وفا کے اثر میں ہوتی ہیں۔ اگر مذہب کا مقصد انسان کو بدی سے بچانا اور نیکی پر عمل پیرا بنانا ہے تو مذہب کی موجودہ صورت اس

مقصد کو پورا کرنے سے قاصر ہو چکی ہے۔ انسانی فکر و عمل کا تعلق خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کے فطری خاصّہ سے تو وابستہ رہتا ہے لیکن مذہب کی موجودہ صورت انسانی فکر و عمل کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی۔ جو لوگ اپنے موجودہ مذہب کے احکام و فرائض کی ادائیگی کو اُخروی نجات کا ذریعہ جان کر بجا لاتے ہیں معاملاتِ زیست میں اُن میں سے اکثر کی فکری اور عملی استعداد پر بھی خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کا اثر مذہب کے مقابلہ میں زیادہ زوردار ہوتا ہے۔ گویا معاملاتِ زیست میں انسانی فکر و عمل کو مذہب کی طرف سے آزادی مل چکی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر تو فکر و عمل کے علاوہ انسانی عقیدت بھی مذہب سے خلاصی حاصل کر لینے کے درپے ہو رہی ہے لیکن خلوص و وفا کی عقیدت پذیر سطح پر بھی اب مذہب کی وہی صورت برقراری حاصل کر سکتی ہے جو انسانی زندگی کے موجودہ تقاضوں اور وقت کی جدید ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہو اور انسانی فکر و عمل کو تطہیرِ حیات کے اطمینان آفریں سانچہ میں ڈھالنے کا موجب بن سکتی ہو۔ ہوا و ہوس کی غیر مذہبی سطح پر امن و آزادی میں برقراری پیدا کرنے کی غرض سے جدید قسم کے کئی مختلف نظریات کی تخلیق بھی عمل میں آتی رہی ہے لیکن اُن سب کا نتیجہ افتراق اور دھڑے بازی کی موجودہ صورت میں برآمد ہو کر زندگی کے مقاصد کو پورا کرنے کی بجائے اُن کو تباہی کے قریب پہنچانے کا موجب بن چکا ہے۔ انسان افتراق اور دھڑے بازی سے تنگ ہو جائے تو قدرتی طور پر اتحاد چاہنے لگ جاتا ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر تو فکر و عمل کی انسانی قوتیں ابھی تک افتراق انگیزی کے مصنوعی انداز میں مبتلا ہیں لیکن خلوص و وفا کی سطح پر انسانی سوچ بچار اتحاد کی امری انگیخت سے متاثر ہو چکی ہے۔ اور مذہب پر بھی غور و فکر عمل میں آنے لگ چکا ہے۔ خلوص و وفا کا خاصّہ جذبات و احساسات میں اتحاد کو اور دانش و فراست میں مذہب کی اخلاقی حکمت کو اُبھارنے کے لئے ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے غالب اور عیارانہ اثر سے آزاد ہو چکا ہے۔ مذہب کی روحانی حکمت کے انکشاف کا تکمیل کو پہنچ کر اتحاد کی تکمیل عمل میں لانا اور یا اتحاد کی تکمیل کا عمل میں آ کر مذہب کی حقیقت کو وضاحت میں لانا امری طور پر یقینی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہر ذی فہم و فراست انسان پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقاد کی موجودہ صورت پر قائم رہتا ہوا اپنے عقاید کی تحقیق عمل میں لائے اور اُن کے اصل مفہوم کو اصولی طور پر سمجھنے کی کوشش کرے۔ اہلِ مذہب

Marfat.com

جب اپنے اپنے مذہب کی اصل حقیقت کو پالیں گے تو اُن کو معلوم ہوگا کہ مذہب کی ہر صورت میں وہ حقیقت ایک ہی ہے جو صرف خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوتی ہے اور محض جس سے ہی زندگی کے موجودہ تقاضے اور ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں

ایک ہی مذہب سے متعلق عقاید کی تفہیم کا اختلاف انگیز انداز حقیقی نہیں

یہ حقیقت تو مسلّمہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب انقلابِ حیات کے اصولی چکّر کی قومی یا عالمی صورت میں خیر و برکت کی بلند سطح پر پہنچ کر صورت پذیر ہوئے جہاں خلوص و وفا کا اثر اپنے امری کمال پر پہنچ کر اتحاد کو تکمیل پر پہنچا چکا ہوتا اور ہوا و ہوس کا اثر مکمل طور پر مغلوب ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی تسلیم کی جا چکی ہے کہ اس چکّر کے بائیں قطر پر اُن مذاہب کا انحطاط بھی عمل میں آیا اور ہوا و ہوس کے اثر میں اُن کے اصل مفہوم میں بگاڑ بھی پیدا ہوا۔ اور اس بگاڑ نے افتراق کو بھی اُبھارا۔ اور اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ ہوا و ہوس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کا اثر بھی موجود تھا اور اس اثر میں مذہب کا اصل مفہوم بھی موجود تھا۔ پھر اس حقیقت کا تسلیم کر لینا بھی لازمی ہو جاتا ہے کہ خلوص و وفا کی سطح پر مذہب کے اصل مفہوم و مقاصد کی محافظت کے لئے انسانی فہم و فراست کے حکمت پذیر شعور نے ہوا و ہوس کے مقابلہ میں ضرور کوئی نہ کوئی طریق تجویز کیا ہوگا۔ مختلف وقتوں میں مختلف جگہ پر مختلف حالات کی مختلف صورتوں میں ہوا و ہوس کی سطح پر انسانی خود غرضیوں کے گمراہ کُن مقاصد کو پورا کرنے کی باطل انگیز حرکت بھی عمل پذیر ہوتی رہی اور اہلِ حق و صداقت کی طرف سے وقتی حالات کی موافقت اور مقامی ضرورت کی مطابقت میں اس حرکت کے صداقت سوز اثر کو زائل کرنے کی خاطر باطل کشی کا حق افروز طریق بھی انگیخت پذیر ہوتا رہا۔ جو لوگ اپنے اپنے وقت میں اس طریق پر متحد ہو کر جماعتی حیثیت اختیار کر لیتے بعد میں ہوا و ہوس کا اثر اُن کو ایک مستقل فرقہ کی عصبی حیثیت میں بدل دیتا۔ اور اُن کے اس طریق کو اعتقاد کے ایک مخصوص سانچے میں ڈھال دیتا۔ کسی بھی ایک مذہب سے متعلق جتنے بھی مختلف فرقے آج موجود ہیں اُن کی تخلیق انحطاط کی راہ پر اسی طرح مختلف وقتوں میں اور مختلف جگہ پر مذہب کے اصل مفہوم و مقاصد کی محافظت کے لئے عمل میں آتی رہی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن میں ہوا و ہوس

Marfat.com

کی جانب پر جنم لینے والا بھی کوئی نہ کوئی فرقہ موجود ہو لیکن مذہبی اعتقاد کی اصولی تخلیق میں ہوا و ہوس کا اثر عمل پذیر نہیں ہو سکتا۔ عقاید کے اصولی انداز کی سطح پر سب فرقوں کی حیثیت یکساں ہے۔ اُن کے عقاید کی لفظی صورت میں تو اختلاف ہے لیکن اگر اُن میں مذہب کی معنوی رُوح کا کھوج لگایا جائے جس کا کام فکر و عمل کی انسانی قابلیتوں کو تطہیرِ حیات کے اخلاقی سانچے میں ڈھالنا ہوتا ہے تو وہ اُن سب میں ایک ہی ہے

کسی مذہب کے فرقہ وارانہ عقاید کی معنوی حقیقت کو معرضِ تفہیم میں لانے کے لئے فکرِ انسانی کا خلوص و وفا کے دانش افروز خاصہ سے متاثر ہونا ضروری ہے۔ اگر فکرِ انسانی ہوا و ہوس کے اثر میں اُن عقاید کی تحقیق عمل میں لانے کی کوشش کرے گی تو اس کا ادراک اُن کے لفظی اختلافات کی ابہام انگیز دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا۔ اور یا مذہب سے نفرت دلانے کا موجب بن جائے گا۔ ہر مذہب اور اُس مذہب سے متعلق ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے باہم و فراست طبقے اگر اپنی فکری استعداد کو خلوص و وفا کا غسل دے کر اپنے ہی مذہب اور اپنے ہی فرقہ وارانہ عقاید کے اصل مفہوم کو سمجھنے کی کوششیں کریں تو اُن کو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب اور ہر فرقہ میں ایک ہی وہ روح درخشاں بنائی گئی تھی جس نے خیر و برکت کی بلند سطح پر امن و اطمینان کی حیات افروز شمع روشن کی اور بعد میں انحطاط کی راہ پر مذہب کی اصل حقیقت کو انسانی حقیقت کی سطح پر محفوظ بنانے اور ہوا و ہوس کے ضلالت آفریں اثر سے بچانے کی خاطر وقتی اور مقامی حالات کی موزونیت اور مناسبت کو متنوع بنایا۔ اگر دنیا کی کل قومیں جو مذہب کی اخلاقی اور روحانی طاقت پر اعتقاد رکھتی ہیں اپنی اپنی ذہنی۔ فکری۔ علمی اور اخلاقی قابلیتوں سے مذہبی تحقیق کا کام لینا اپنے قومی مقاصد میں شامل کر لیں تو بہت جلد اُن کو اس مقصد کے پورا کرنے میں ملتِ اسلامیہ کے وہ حق تلاش طبقے جنہوں نے اپنے تحقیقی اجتہاد سے مذہب کی رُشد آفریں حقیقت کو پالیا ہو اور یا جن کے فہم و فراست کا حقیقت رس ادراک ابھی قرآن پاک کی حق آموزی کے امری چکر پر گردش کر رہا ہے مدد بہم پہنچانے کی قابلیت تامہ سے بہرہ ور ہو جائیں گے

Marfat.com

نفسِ ملّت کا قرآن افروز تزکیہ حیاتِ انسانی کی رُشد آموز طہارت ہے

انحطاطِ ملّت کی جب تکمیل عمل میں آگئی تو اسلام کی حقیقی رُوح کے جدید اُبھار نے ملّت کے ہر قومی معاشرہ میں اُس کی اسلامی ارادیت کو بیدار کر دیا۔ اسلامی ارادیت نہ تو حاکمیت کے غیر ملّی بوجھ کو برداشت کر سکتی تھی اور نہ اُس کو غیر ملّی نوعیت کا مجلسی اختلاط اور معاشرتی ارتباط ہی گوارا ہو سکتا تھا جو اُس کی اصولی آزادی کے عملی انداز کو متاثر بنانے کا موجب بن سکتا ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی غیر ملّی معاشرہ کے ذاتی معاملات کو بے جا طور پر زیر اثر لانا چاہتی تھی۔ لہذا ہر معاشرہ کی ملّی ارادیت کو آزادی کی عالمی سطح پر پہنچانے کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی حقیقت کے جدید اُبھار نے اُس کو غیر ملّی حاکمیت اور غیر ملّی حیثیت کے مدنی اختلاط سے بھی نجات دلادی۔ اور نفسِ انسانی کی اجتماعی حیثیت کے جداگانہ انداز میں ہر قومی معاشرہ آزادی کی سطح پر پہنچ گیا۔ ملّت کے جس معاشرہ کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے تقدیسِ حیات کا اسلامی نفاذ عمل میں لانے کی خاطر ارضِ قدیم کا جدید خطہ عطا کیا اُس کا اجتماعی نفس ہوا و ہوس کے غیر ملّی تاثرات کی دیرینہ گرفت سے ابھی آزاد نہیں ہُوا تھا۔ لہذا اُس کی حیثیت نفسِ امّارہ کی تھی جس میں خود غرضانہ مقاصد کے آزادانہ اُبھار کی عیّارانہ انگیخت نے معاشرہ کی ملّی اجتماعیت کے وحدت پذیر انداز کو افتراق و تشتّت کی اطمینان سوز شدّت میں مبتلا کر دیا۔ جب پریشانی اور بے سکونی انتہا پر پہنچ گئی تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے نفسِ معاشرہ کے قلب میں اُس کی ارادیت کے اجتماعی انداز کی اسلامی رُوح کو خلوص و وفا کا عسکری زور بہم پہنچاتے ہوئے ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کو دبا دیا۔ اور معاشرہ نفسِ امّارہ کی حیثیت سے اوپر نفسِ لوامہ کی سطح پر بلند ہو گیا

نفسِ لوامہ کی حیثیت میں ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے آمرانہ انداز کے خلاف ملامت کا اجراء عمل میں لانا ہوتا ہے جس سے نفسِ معاشرہ کی طبعی ترکیب میں ہوا و ہوس کے عملی اثر کو اسلامی اجتماعیت کے ہمہ گیر سانچہ میں ڈھالتے ہوئے خلوص و وفا کے اثر میں جذب کرنا یا اُس سے مغلوب بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے معاشرہ کی عوامی سطح پر انقلابی نظام نافذ کر دیا گیا جس کی اصولی ترکیب کے ہمہ گیر انداز میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی ہر دو جانب سے عوامی

Marfat.com

اثر و رسوخ کی آزادانہ شمولیت عمل میں لائی گئی اور اس ترکیب کے حیات آفرین مقصد کو ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر سے محفوظ بنانے کا حکیمانہ اہتمام بھی کر دیا گیا۔ چنانچہ خلوص و وفا کی ہمہ گیر وحدت نوازی کے مقابلہ میں ہوا و ہوس کی عیارانہ افتراق انگیزی نفس معاشرہ کی اجتماعی ارادیت کے عوامی شعور پر اثر انداز ہوتی ہی رہتی ہے لیکن اس کی وہ اثر اندازی خلوص و وفا کی انتظامی حکومت کے ہمہ گیر انداز پر غالب نہیں آ سکتی۔ ملت کے اجتماعی شعور کی حکومت پذیر سطح پر اتحاد و یکجہتی کا ابھار ایک طرف سے تو حق تعالٰے کی انقلابی روح کے اثر میں اسلام کی جدید انگیخت سے امری طور پر اثر پذیر ہوتا ہے اور دوسری طرف سے انقلابی قیادت کی اسلامی حکومت تنظیم کا ذوق تشکیل اندازِ اپنی انتظامی خوبیوں کے اتحاد پرور اثر سے اس کو متاثر کرتا ہے۔ اتحاد و یکجہتی کا ابھار [illegible] ہے اسی قدر اسلامی حکومت کی تنویر بڑھتی ہے جس سے وہ زیادہ زیادہ منور ہوتا جا رہا ہے۔ اسلامی حکومت کا اقتصادی شعور زمین متعلق کے معاشی نظام میں منصفانہ توازن قائم کرنے کے لئے اس کا سیاسی شعور نظام امن اور سکون و اطمینان کی متوازن ہمہ گیری کو بحال بنانے کے لئے اور اس کا مذہبی شعور عوام کے دل و دماغ میں اسلامی ارادیت کا وحدت پذیر ابھار پیدا کرنے کی خاطر اسلامی قیادت کے حیات آفرین تدبر کی انقلابی انگیخت سے پہنائے حیات کی ہر سطح پر نظم پذیر ہو چکا ہے۔ انقلاب کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی ہر سہ انداز کی انتظامی سطح پر اجتماعیت اور یکجہتی کا ہمہ گیر ابھار افتراق اور دھڑے بازی کی راہ میں زوردار حیثیت کی آہنی رکاوٹ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ ان کا ابھار برقرار رکھنا اتحاد و یکجہتی کے امری ابھار کو تکمیل پر پہنچانے کے لئے حق تعالٰے کی انقلابی روح کا امری مقصد ہے۔ اگر خلوص و وفا کی حکومت پذیر جانب سے اس دو عادت کی بحالی و برقراری کو انتظامی خوش اسلوبی کا حکیمانہ زور پہنچایا گیا تو پاکستانی معاشرہ کا اجتماعی نفس نفس لوامہ کی حیثیت سے بلند ہو کر نفس ملہمہ کی سطح پر پہنچ جائے گا جس پر پہنچ کر نفس انسانی اپنی انفرادی یا اجتماعی ہر صورت میں ہی حق تعالٰے کی الہامی روشنی سے مستنیر ہو جاتا ہے

حیات انسانی کا اجتماعی نفس اپنی طہارت کے عالی [illegible] پر تعمیر دین ملت کے موسوی دور میں نفس لوامہ کی حیثیت سے بلند ہو کر نفس ملہمہ کی سطح کے قریب پہنچ گیا تھا [illegible] (نفس امارہ) کی سطح پر زمینی اور یہودی [illegible] کے عالم سوز انداز کو شکست دے چکا تھا

بعد نفسِ لوّامہ (آزادی کے موسومی انداز) کی سطح پر اب اُس کے عالمی قلب میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی دونوں جانب سے فکرِ انسانی کا امن آفرین شعور عالمی اجتماعیت کی مشاورتی سطح پر اکٹھا ہو چکا ہے۔ اور چونکہ عالمی اجتماعیت کا مشاورتی شعور زیادہ تر ہوا و ہوس کے غیر ملّی اثر سے متاثر ہوتا ہے اِس لئے اُس سطح پر افتراق اور دھڑے بازی کی انگیخت حیاتِ انسانی کے عالمی قلب میں پریشانی پیدا کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ جب تک اُس کے پریشان قلب میں حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا اطمینان افروز شعور نزول فرما نہیں ہوگا۔ اُس کی پریشانی رفع نہیں ہوگی۔ حق تعالیٰ کی انقلابی رُوح کے عالم پرور شعور میں فیض رسانی کا انداز تو کُل افراد اور کُل قوموں کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے لیکن اُس کی الہامی حکمت کا وصول عمل میں لانے کے لئے نفسِ ملہمہ کی حالت میں پہنچ کر بھی انسانی فہم و فراست کے ہمہ گیر شعور کی ملّی استعداد کا اسلامی ادراک ہی سب سے زیادہ متوافق اور امری طور پر موزوں ہوتا ہے۔ اگر کسی غیر ملّی قوم کا اجتماعی نفس حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے عالم پرور اثر میں تزکیۂ نفس کی فطری راہ پر نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ کی حالتوں سے گذر کر نفسِ ملہمہ کی سطح پر بھی پہنچ جائے جہاں حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا نزول فرما ہو جانا قدرتی امر ہوتا ہے تو پھر بھی اس حکمت کا وصول اُس نفس کی ترکیب میں اُس کے قلب کو اُس وقت تک منوّر نہیں بنا تا جب تک کہ اس کی ادراکی استعداد خلوص و وفا کے اسلامی سانچہ میں نہ ڈھل جائے لیکن اگر کوئی بھی ملّی قوم اپنے اجتماعی نفس کو نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچا دے تو اُس کے اجتماعی نفس کی ترکیب کا حق تعالےٰ کی الہامی روشنی سے منوّر ہو کر نفسِ مطمئنہ کی حیثیت میں پہنچ جانا لازمی ہوتا ہے۔ ارضِ مقدس کی پاک سرزمین میں معاشرہ کا ملّی نفس اب نفسِ ملہمہ کی سطح کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اس سطح پر حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا نزول بھی یقینی ہے اور اُس حکمت کی رُوحانی روشنی سے ملّت کے اجتماعی قلب میں اسلامی ارادیت کے انسانیت نواز ادراک کا منوّر ہونا بھی قدرتی ہے۔

جب ملّت کا پاکستانی معاشرہ نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچ کر حق تعالےٰ کی الہامی حکمت سے ارضِ مقدس کے اسلامی سانچہ میں ڈھل گیا تو وہ اقوامِ عالم کے اجتماعی شعور کی تاریکیوں میں حق تعالےٰ کی الہامی روشنی کا اسلامی چراغ اور حیاتِ انسانی کے اجتماعی قلب میں اُس شعور کے

مشاورتی انداز کو ارضِ مقدس کے آئینی سانچہ میں ڈھالنے کا اسلامی موجب ثابت ہوگا

حق تعالےٰ کی الہامی حکمت آسمان سے نازل ہوتی ہو یا شانِ نبوت کی اسلام افروز سطح سے اور شانِ امامت کی امر آموز سطح سے درخشاں ہوتی ہو یا اسرارِ ولایت کی روحانی پنہانیوں سے جب اُس کی شہود افروزی تکمیل کو پہنچ جاتی ہے تو وہ قرآن پاک کے اصل مفہوم کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ قرآنِ پاک ملت کے دائیں ہاتھ میں موجود ہے اور تحقیق و اجتہاد کی ارتقاء پذیر سطح پر حقائق ریز بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آزادی کی موجودہ سطح پر ملت کی بائیں جانب غیر مذہبی حیثیت کے گمراہ کُن نظریات جن کا زیادہ تر اُبھار ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب سے انگیخت پذیر ہوتا ہے اسی طرح متاثر ہو رہی ہے جیساکہ ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب خود اُن سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر ملت کی دائیں جانب پر خلوص و وفا کے موجودہ اُبھار کو جو ارضِ مقدس کے انقلابی نظام کی طہارت آفرین ترکیب کے ہمرکاب اور محفوظ انداز میں ہر شعبۂ حیات کی سطح پر اسلامی حقیقت کے جدید اُبھار کی حکمت افروز رُوح سے مُستنیر ہوتا ہوا نفسِ ملت کے اجتماعی انداز کی الہام پذیر حیثیت کے قریب پہنچ چکا ہے اُن نظریات کے اجتماعیت شکن اور افتراق انگیز تاثرات سے محفوظ بنانے کی خاطر مذہبی سوچ بچار کے عوامی انداز میں اجتماعیت پذیری کا اسلامی شعور بیدار کرنے کے لئے انتظامی انگیخت عمل فرما بنادی جائے تو طریق طہارت کی الہام پذیر سطح پر پہنچنے کے لئے ملت کے مذہبی فہم و فراست کی ادراکی استعداد تفہیمِ قرآن کی تحقیق افروز موزونیت سے آراستہ ہوسکتی اور ہوا و ہوس کی نظریاتی صنعت کے عیارانہ اُبھار کو ختم کرتے ہوئے علم و دانش کی عالمی سطح پر اسلامی صداقت کی حق افروز مشعل ثابت ہوسکتی ہے۔ خلوص و وفا کے حکمت پذیر اُبھار میں صدق و صفا کی خفیہ پنہانیاں تحقیقِ قرآن کے روحانی انداز میں اسلام کی حقیقی رُوح کے امر افروز اُبھار سے پہلے ہی کافی حد تک منور ہو چکی اور خلوص و وفا کے طبعی اثر میں اسلامی حکمت کا عملی شعور بیدار کرنے کا موجب بنی ہوئی ہیں انقلابی نظام کی اتحاد آفرین ترکیب کا اجتماعیت گیر انداز نفاذ میں آجانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے طبعی خاصتوں میں تمیز کرنا اب کچھ مشکل نہیں رہا۔ فکر انسانی کے مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور دیگر جس انداز کے بھی ادراکی شعور سے معاشرہ کی ملی اجتماعیت اور ہم آہنگی کے اسلامی اُبھار اور

انتظامی تحفظ کو امداد اور زور باہم پہنچا ہو اُس انداز کی انگیخت خلوص و وفا کی جانب سے عمل پذیر ہوتی ہے اور فہم و دانش کا جو انداز بھی معاشرہ میں افتراق و تشتّت کی انگیخت عمل میں لانے کا باعث بنتا ہو وہ ہوا و ہوس کے اثر سے تخلیق حاصل کرتا ہے۔ اور جذبات و احساسات کی جس سطح پر اتحادِ ملت کی امری۔ مذہبی اور انتظامی انگیخت ہمہ گیر طور پر مقبولیت حاصل کرتی ہے وہ خلوص و وفا کی سطح ہے اور جس سطح پر اُس انگیخت کے خلاف نفرت کا اُبھار پیدا ہوتا ہے وہ ہوا و ہوس کی سطح ہے

صدق و صفا کی حضوری پنہانیاں انسانی زندگی کے عملی انداز سے دُور ترکِ عمل کی کسی تاریک علیحدگی میں واقع نہیں ہوتیں بلکہ ہر شعبۂ حیات کے کسی بھی عملی انداز کی اونچی یا نیچی ہر سطح پر خلوص و وفا سے متاثر ہر وہ دل جس میں اسلامی عقیدت کا امری انداز حق تعالےٰ کی امری رُوح کے حکمت افروز اثر سے رُوحانی طور پر منوّر ہوتا ہُوا ہوا و ہوس کے پیدا کئے ہوئے زندگی کے مُشکل انگیز جھمیلوں کا تدارک عمل میں لانے کی رُوحانی حکمت سے بہرہ ور ہو چکا ہو اُس دل میں صدق و صفا کی حقیقت رَسی کا مخفی انداز خلوص و وفا کے حکمت پذیر اُبھار میں اسلام کے رُوحانی اسرار کی حضوری پنہائی ہے اور اسی طرح جس دماغ میں فہم و فراست کا دانش پذیر شعور حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے امری اثر اور اسلامی عقیدت کے قلب افروز شعور کی حضوری رہبری میں زندگی کے افتراق پذیر انداز کی مصنوعی مشکلوں کو حل کرنے کی خاطر عزم و ہمت کے عملی انداز میں امن و صلح کی ہنگامی انگیخت عمل میں لانے کا موجب بن سکتا ہو شعورِ زیست کی انقلاب پذیر سطح پر وہ دماغ ذوالقرنینی تدبّر کا خزانہ ہے۔ نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت میں بھی خلوص و وفا سے متاثر ایسا دل یا دماغ اور یا دونوں ہی حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا حکمت آفرین اثر قبول کرنے کی رُوحانی یا عملی استعداد سے کسی نہ کسی حد تک ضرور بہرہ ور ہوتے ہیں اور نفسِ انسانی کی اجتماعی ترکیب میں بھی ایسے دل و دماغ ضرور موجود ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس کی ترکیب میں خلوص و وفا کا حکمت پذیر اثر کئی دلوں کو روحانیت کے حضوری ادراک اور کئی دماغوں کو امن آفرینی کی انقلابی حکمت کے ذوالقرنینی شعور سے بہرہ ور بنا دیا کرتا ہے۔ ارضِ مقدّس کی پاک سرزمین ایسے دلوں اور دماغوں کی بیش بہا دولت سے مالامال ہے۔ افتراق و تشتّت کے سیاسی دور میں اُس دولت کا غیر موزوں۔ بے قاعدہ اور

غلط استعمال اور یا اُس کی طرف سے بے اعتنائی کا برتاؤ انتشار اور بدامنی پیدا کرنے کا باعث بنا تھا لیکن انقلاب کے بعد امن آفرینی کے موجودہ دور میں اُس کے استعمال کی موزونیت پذیری طہارت حیات کی اسلامی تخلیق کے انقلابی راستہ میں کامیابی کے حصول کا حتمی موجب ثابت ہو رہی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت سے ملّت کی بائیں جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں غیر اسلامی نوعیت کے گمراہ کُن نظریات کی تاثر پذیری کے خلاف مذہبی عقیدت کے جذباتی انداز کو اُبھارنا اور اُن کی ذہنی قابلیتوں کے ادراکی انداز کی سطح پر اُن نظریات کی بنا پذیر معقولیت کے مقابلہ میں اسلامی حکمت کے کائنات گیر شعور کی امری کیفیت کو ایقان ریز بناتے ہوئے ملّت کی دائیں جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں خلوص و وفا کے اسلامی اُبھار کو اعتقادی پختگی کے ایمان افروز انداز کا جذباتی زور بہم پہنچانا مقصود ہے۔ اگر اس مقصد کے اظہار کی ایقان پذیر معقولیت اس کتاب میں میری علمی و ادبی خامیوں کا شکار ہو گئی ہو تو بھی خلوص و وفا کی جانب پر اہلِ علم کے ذی فہم و فراست طبقوں میں حق تعالےٰ کے اس امری اصول کی تفہیم ضرور انگیخت پذیر ہو گی کہ کوئی بھی فردِ ملّت جس کے دل میں عقیدت کی سطح پر اسلام کا حقیقی شغف اور اُس کے دماغ میں ادراک کی سطح پر قرآن پاک کا حقیقی شوق بیدار ہو چکا ہو تزکیہ نفس کے رُوحانی طریق پر عمل پیرا ہو کر قرآن پاک کے الہامی مفہوم کی اطمینان آفرین سطح پر پہنچ جائے تو اس کے دل سے صدق و صفا کا رُوحانی انداز ہوا و ہوس کی جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں اُلفت کو اُبھار سکتا اور یا اُس کے دماغ سے قرآن پاک کے الہامی مفہوم کی اتحاد آفرین حکمت اُن کے دماغوں سے مذہبی یا غیر مذہبی نوعیت کے مصنوعی نظریات کی تاثر انگیزی کو رد کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ انسانی معاشرہ کی دائیں یا بائیں جانب پر خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کے خاصّہ سے افراد کے دل و دماغ کی وابستگی جداگانہ طور پر مستقل نہیں ہوتی بلکہ ہر فرد کے جذبات و احساسات اور قوائے فکر و عمل اُن ہر دو خاصّوں سے ہر لمحہ اثر پذیر رہتے ہیں۔ کبھی خلوص و وفا کا اثر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہوا و ہوس کا۔ کسی کا نفس خلوص و وفا کے غالب اثر میں ہوتا ہے اور کسی کے نفس پر ہوا و ہوس کا اثر غالب ہوتا ہے

اور کسی کے نفس میں اُن دونو کے امری امتزاج کی خلقی موزونیت بھی برسرکار رہتی ہے۔ معاشرہ کی دائیں جانب وہ ہوتی ہے جس پر افراد کے نفوس خلوص و وفا کے غالب اثر میں ہوں اور جس پر وہ ہوا و ہوس کے غالب اثر سے متاثر ہوتے ہوں وہ اُس کی بائیں جانب ہوتی ہے۔ افراد ہوا و ہوس کے غالب اثر سے نجات حاصل کر کے دائیں جانب پر بھی آسکتے ہیں اور خلوص و وفا کے غالب اثر سے محروم ہو کر ہوا و ہوس کی جانب پر بھی جا سکتے ہیں۔ افراد کے دلوں میں عقیدت کی سطح پر اسلام کا شغف اور دماغوں میں ادراک کی سطح پر قرآنِ پاک کے مطالعہ کا شوق صرف خلوص و وفا کی جانب پر ہی بیدار ہو سکتا ہے بشرطیکہ خلوص و وفا کا اثر جذبات کے عملی انداز میں شرم و حیا کو بیدار کر دے۔ شرم و حیا کا جذبہ پشیمانی کے ذریعہ سے عقیدت کو ہوا و ہوس کی ناروا آلودگیوں

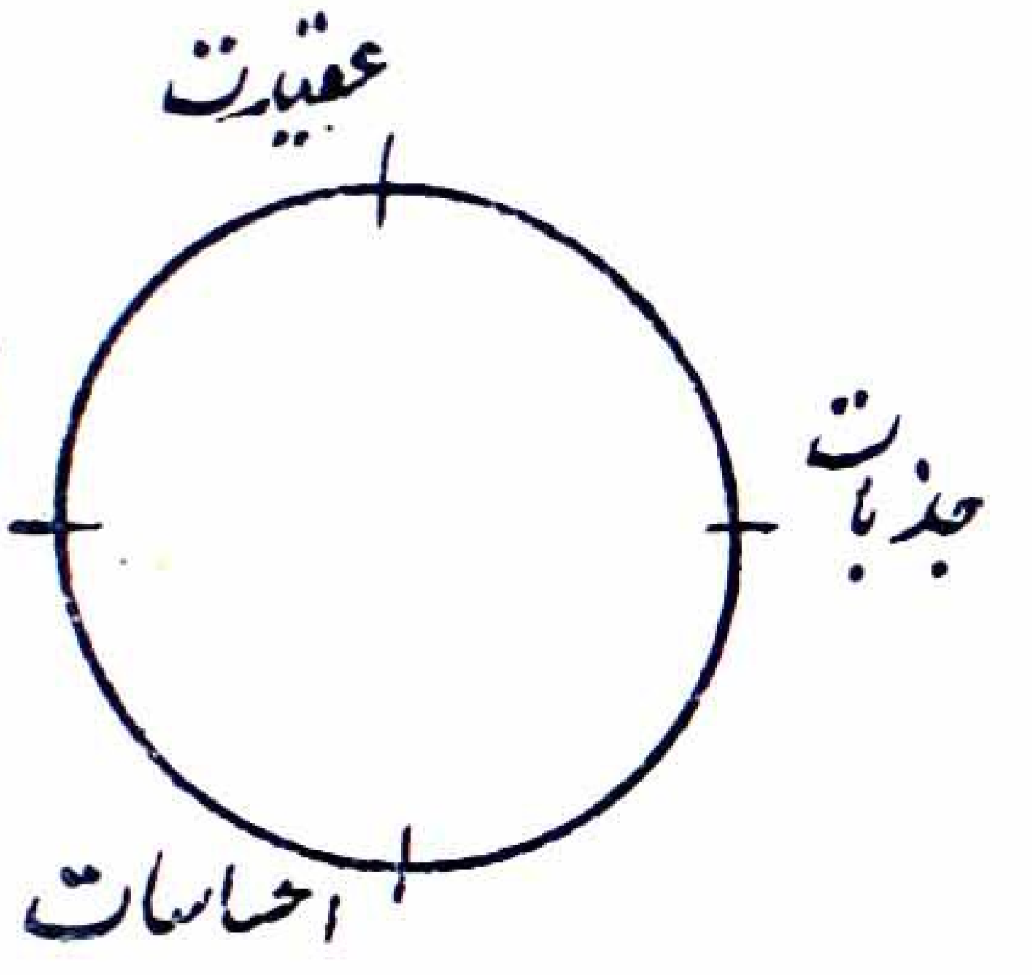

سے پاک و صاف بنا کر اس کو اسلام کی حقیقی سطح پر برقرار بنا دیتا ہے۔ اور اگر جذبات پر ہوا و ہوس کا اثر غالب حیثیت اختیار کر جائے تو جذبات شرم و حیا کے جذبہ کو دبا کر احساسات پر مکر و ریا کا رنگ چڑھا دیتے ہیں جس سے قوائے فکر کی ادراکی استعداد حق شناسی سے محروم ہو کر عقیدت کی سطح پر خود غرضانہ ارادیت کے مصنوعی انداز کو برقرار بنا دیتی ہے اور اس صورت میں جذبات چونکہ شرم و حیا کے اخلاق پرور جذبہ سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے اُن کا ارادیت کے مصنوعی سانچہ میں ڈھل کر عقیدت کی شکل اختیار کر لینا آسان ہو جاتا ہے۔ جذبات خلوص و وفا سے متاثر ہوں تو شرم و حیا اوپر اُٹھ کر عقیدت کی سطح پر پہنچ جاتی اور اس میں صحت پیدا کر دیتی ہے اور اگر ہوا و ہوس سے متاثر ہوں مکر و ریا کا جذبہ اُلٹی راہ سے احساسات اور ادراکِ فکر کو متاثر بناتا ہوا عقیدت تک پہنچ اور اس کو اُس کی اصل حیثیت سے محروم کر دینے کا باعث بنتا ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب عقیدت کئی مختلف شکلیں اختیار کر لیتی اور افتراق و تشتت کا موجب بنتی ہے جبکہ خلوص و وفا کی جانب پر وہ اسلامی اتحاد کی مذہبی روح کا وحدت افروز چراغ ہوتا ہے

نفسِ انسانی کی انفرادی یا اجتماعی کسی بھی حیثیت میں عقیدت کو مذہب کی حقیقی سطح

اُٹھانا مقصود ہو تو قوائے فکر کی ادراکی استعداد میں حکمت کا روحانی شعور بیدار کرنا ہوتا ہے حکمت کا روحانی شعور احساسات کی سطح پر مکر و ریا کے جذبہ کو دبانے میں کامیاب ہو جائے تو ندامت کے انداز میں شرم و حیا انگیخت پذیر ہو کر پشیمانی کی راہ سے عقیدت میں درستی پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر ہوا و ہوس کا اثر غالب ہو تو مکر و ریا کا جذبہ حکمت کے روحانی شعور کے متضاد اثر میں عیاری کی صورت اختیار کر لیتا اور فکر کی ادراکی سطح پر مسلط ہو جاتا ہے اور اس سطح سے اوپر عقیدت کی سطح پر پہنچ کر مختلف نظریات کی مصنوعی صورتوں میں افتراق کو ابھارتا اور بدامنی پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ آزادی کے موجودہ مرحلہ پر نفس ملت کی انفرادی یا اجتماعی ہر صورت میں اس کی دائیں جانب پر حکمت کا اسلامی ابھار عقیدت کو اسلام کی حقیقی ارادیت کے سانچے میں ڈھال رہا ہے اور بائیں جانب پر قوائے فکر کا ادراکی انداز عیاری کے افتراق انگیز اثر میں عقیدت کی سطح پر نظریاتی اختلافات میں شدت پیدا کرتا ہوا زندگی کو بدامنی اور بے اطمینانی کا شکار بنا رہا ہے۔ اسلامی روح کے جدید ابھار کی روشنی میں جس بھی فرد ملت نے تزکیۂ نفس کی راہ پر نفس ملت کی حیثیت میں یعنی کر حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حکمت افروز اثر میں اپنے ادراک کو اسلام کی روحانی حقیقت سے منور بنا لیا ہو وہ دائیں جانب پر اسلامی عقیدت کو اس کی اتحاد افروز سطح پر بلند کر سکتا اور بائیں جانب پر قوائے فکر کی ادراکی استعداد میں اسلامی حکمت کا شعور ابھارتے ہوئے یا تو احساسات کی سطح پر مکر و ریا کو دبا سکتا ہے اور یا عقیدت کی سطح پر عیاری کے افتراق انگیز کردار کو بے اثر بنا سکتا ہے۔ تزکیۂ نفس عمل میں لانے کی خاطر عمل کی دنیا سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ نفس انسانی کی ذاتی ترکیب کو اخلاق کے آہنی سانچے میں ڈھالنے کے لئے بہترین طریق قوائے فکر و عمل کو معاشرہ کے اندر استعمال کرنا اور خلوص و وفا کے اتحاد پذیر اثر میں معاشرہ کی زندگی کو اوپر اٹھانے میں کوشاں رہنا ہوتا ہے۔

ارضِ مقدس کی پاکستانی سطح پر اہل وطن کو موزوں طور پر سینکڑوں معاشروں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر فرد کے لئے تزکیۂ نفس کا بہترین طریق اور بہترین موقعہ بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ وہ معاشرے جداگانہ حیثیت کے اجتماعی نفوس ہیں جن کا تزکیہ زیستِ وطن کی طہارت ہے۔ اگر ہر معاشرہ ہی کوئی ایک

فرد بھی اسلام کی اصل حقیقت کے روحانی اثر سے صحیح طور پر متاثر ہو جائے تو اہلِ وطن ارضِ مقدس کی اسلامی روح سے زندہ ہو کر پوری ملت کو زندگی بخشنے کا موجب بن سکتے اور اسی طرح سے حیاتِ انسانی کی طہارت عمل میں لاتے ہوئے اُس کی موجودہ مشکلوں کو حل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں

عالمی آزادی کے موجودہ مرحلہ پر اقوامِ عالم کے مشاورتی شعور کا نظریاتی اختلافات کی شدت پذیری کے اثر میں عالمی مشکلات کی انگیخت کا باعث بنتا اور یا اُس شعور کا اُن مشکلات کو حل کرنے کی عملی قابلیت کے حتمی انداز کی سطح پر پہنچنے سے ابھی تک قاصر رہنا کسی قسم کی تعجب خیزی کا باعث نہیں بنتا جبکہ نظریاتی اختلافات کی خود غرضانہ اور اقتدار پرستانہ انگیخت کے مقابلہ میں حق تعالےٰ کی امری حکمت کے وحدت افروز انداز نے جس کے عالمگیر اثر کی انقلابی مجبوری سے اقوام کی اجتماعیت دنیا میں وجود پذیر ہوئی اُس اجتماعیت کی ارادیتی روح کو ابھی تک متاثر نہیں بنایا۔ اقوامِ عالم کے مشاورتی انداز کی اجتماعی ارادیت کو متاثر بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری حکمت اسلام کے جدید اُبھار کی انسانیت افروز روح کا کائنات گیر روپ دھار چکی ہے جس نے ملت کی اسلامی ارادیت کو قرآنِ پاک کی اصل حقیقت سے منور بنانا شروع کر رکھا ہے اور جس نے ملی ارادیت کے پاکستانی انداز کو اسلامی وحدت کے حق آفرین سانچے میں ڈھالنے کے لئے پاکستانی قیادت کی خصومت شکن حیثیت اختیار کرتے ہوئے افتراق و تشتت کی فساد انگیز راہوں کو ہمیشہ کے لئے مسدود بنا دیا ہے صدرِ پاکستان کے تقریری اور تحریری ارشادات جو مختلف وقتوں میں مختلف موقعوں پر معرضِ صدور میں آتے رہتے ہیں اور جن کا اسلام پرور مفہوم عقیدت کے روحانیت پذیر انداز کی طہارت آفرین کیفیت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے خلوص و وفا کی انقلاب پذیر سطح پر اہلِ وطن کے دلوں میں ان کے اس یقین کو پختگی بخشنے کا باعث بنتے ہیں کہ عالمی امن کے مشاورتی انداز کی سطح پر کسر صرف پاکستانی ارادیت کے اسلامی شعور کی ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ وہ اپنی ملت افروز پختگی کو پہنچ کر پاکستانی۔ ملی اور عالمی مشکلات کا حل عمل میں لانے کی خاطر اقوام کی عالمی اجتماعیت کے ارادیتی شعور کو متاثر بنانے کا حتمی طور پر مؤثر موجب ثابت ہوگا

Marfat.com

اگرچہ پاکستان آج اپنے اندرونی اور بیرونی مشکلات میں بری طرح مبتلا ہے لیکن اگر اہل پاکستان اپنے انقلابی نظام کے اسلامی انداز کی تعمیری خوبیوں کو صحیح معنوں میں سمجھ لیں تو بنیادی جمہوریتوں کے حیات افروز مقصد کو کامیاب بنانے کا اسلامی عزم و عہد اُن مشکلات کی ہولناک آتش کے عالم سوز خدشہ کو فرو کرنے کے لئے حق تعالےٰ کی رحمت کے حکمت بار بادلوں سے امن و اطمینان کی بارش کا جہاں پرور باعث ثابت ہوگا

خاتمہ

کتاب کے خاتمہ پر میرے دل میں اِس خواہش کا پیدا ہونا قدرتی ہے کہ ہر فردِ ملت اپنے جذبات و احساسات کے عملی انداز کو ہوا و ہوس کے گمراہ کن تاثرات سے محفوظ رکھے اور اپنے ادراک کی مذہبی استعداد کو خلوص و وفا کی حکمت پذیر سطح پر برقرار بنائے جہاں قرآن پاک کی الہامی حکمت کے نزول کی عمل پذیری حق تعالےٰ کی امری اقتضا کا آئینی التزام قرار پاتا ہے۔ اور حق تعالےٰ کی قرآن افروز بارگاہ میں میری یہ سربسجود دعا ہے کہ حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ پر ہوا و ہوس کی وحدت شکن تاریکیوں میں خود فراموش ملت کے لئے قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی وحدت افروز مشعل روشن ہو کر امن و اطمینان کی تخلیق کا عالمگیر باعث ہو !!!

Marfat.com

اتحادِ ملّت

ذوالقرنین

کا

اصولی تصوّر

غلام اعظم

Marfat.com